10.258

امیرِ ملّت حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ، شیرِ ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری
مُفسّر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی، اور شارح کنز الدّقائق مولانا محمد عبداللہ سلطانی
کے استاذ حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قریشی نسباً والقادری مشرباً

قطبِ لاہور

(المتوفّٰی ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء)

سنگِ مرمر پر کندہ قرارداد کے الفاظ

"باتفاق انجمن حنفیّہ وحکمِ شرع شریف یہ قرار پایا کہ کوئی وہابی، رافضی، نیچری یا مرزائی مسجد ھٰذا میں نہ آئے اور خلاف مذہب حنفیّہ کوئی بات نہ کرے۔"

فقیر غلام قادر حنفی، متولّی مسجد بیگم شاہی

ترتیب وتہذیب: ڈاکٹر محمود احمد ساقی

ادارہ اہلِ سُنّت وجماعت لاہور پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

98431

نام کتاب: رَاحَةُ الخَاطِر فِی تَرجمة مولانا غلام قادر

مولّف صاحبزادہ محمد اختر سلیمان قریشی

بہ نظرِ ثانی صاحبزادہ مولانا محمد عارف صاحب اشرفی سلامت پوری
سابق خطیب مسجد بیگم شاہی لاہور

ترتیب وتہذیب ڈاکٹر محمود احمد ساقی

ادارہ اہل سنّت وجماعت لاہور

سُنی رضوی جامع مسجد پاک ٹاؤن نزد پل بندیاں والا
چونگی امرسدھو، لاہور

فون: 03004409470،5812670

Marfat.com

فہرست

سبب تالیف	2
حیات طیبہ، فضائل، معمولات وارشادات	4
مولانا کا لاہور تشریف لانا	15
حضرت کا علمی شہرہ اور تلامذہ	19
مسجد بیگم شاہی کے تاریخی حالات	22
حضرت مولانا کا توکل اور اتقاء	33
کشف وکرامات	71
کشف القبور	75
وہابی اور قرآن	91
قطب لاہور	97
وفات	132
حضرت کا علمی اور روحانی درجہ	135
تصانیف	141
اولاد	143
قصیدہ بزبان عربی	159
قصیدہ بزبان فارسی	163
سلسلہ شریفہ مشائخ چشتیہ	167

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبب تالیف

فاضلِ اجل، عالمِ بے بدل عارف لم یزل، تاج الفقہاء، رئیس العلماء، حامی السنن، ماحی البدعۃ والفتن، زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین حضرت مولانا مولوی غلام قادر صاحب رحمتہ اللہ علیہ قریشی نسباً ہاشمی نسباً نظامی، حنفی قادری چشتی، سیالوی، بھیروی ثم لاہوری کے وصال مبارک کو نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ لازمی تھا کہ آپ کے سوانحِ حیات وحالات طیبات عرصہ سے صفحات قرطاس پر طبع ہوکر اربابِ ذوق کے ہاتھوں میں پہنچ جاتے۔ تاکہ لوگ آپ کی پاکیزہ زندگی کی یاد کو تازہ کر کے فیضیاب ہوتے رہتے۔ مگر افسوس کہ اس اشد ضروری اور اہم ترین کام کی طرف اصلاً توجہ نہ کی گئی۔

اس قدر عرصہ کے بعد جب احقر ہیچ میداں نے دیکھا کہ حضرت مولانا کے مرید وخلفاء اور خدام جوان کے دیدار پرانوار سے سرشار اور جن کے قلوب آپ کے فیضیان باطنی اور توجہ قلبی سے منور ہوتے رہے اس دنیا کی ناپائیداری کی وجہ سے دن بدن کم ہوتے جارہے ہیں اور گنتی کے چند نفوس باقی رہ گئے ہیں، تو قدرتاً اس بات کا خدشہ پیدا ہوا کہ جب یہ چند لوگ بھی داعی اجل کو لبیک کہہ کر عالمِ بقا کو سدھاریں گے تو پھر آپ کا ذکرِ خیر کس

Marfat.com

طرح ہوا کرے گا؟ اور آپ کی یاد کیسے تازہ ہوگی؟ بدیں وجہ خاکسار کو اس ضروری کام کی طرف عملی قدم اٹھانے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ جب احقر نے آپ کے خاندانِ ذیشان کے افراد اور متوسّلین و معتقدین کے سامنے اپنی اس خواہش کا ذکر کیا تو الحمدللہ سب نے اس کی تائید کی، اور حضرت قبلہ مولا فاضل بھیروی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی روحانی طور پر اس ناچیز کی ہمت بندھائی۔ اس لیے میں نے خدا کا نام لے کر اس کام کو شروع کر دیا۔

اس قدر عرصۂ بعید اور مدتِ مدید کے بعد حضرت کے تمام حالات زندگی پاک کے واقعات کا مہیا کرنا اگر ناممکن نہ تھا۔ تو آسان بھی نہ تھا۔ لیکن احقر نے استقلال سے اس کام کو پائیہ تکمیل تک پہنچانے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ عرصہ تک آپ کے خاندان کے افراد اور آپ کے نام لیواؤں سے مل کر اور خط و کتابت کر کے حتی الوسع پوری صحت تحقیق اور کوشش سے کچھ حالات فراہم کر لیے، جو اس مختصر سے مرقّع میں ناظرین کے سامنے پیش ہیں۔ الحمدللہ علی احسانہٖ۔

خداوندِ خلق ار نہ یاری کند کجا بندہ پرہیزگاری کند

یہ کتاب جو حضرت فاضلِ اجل رحمتہ اللہ علیہ کے فضائل و حالات کو اتنا ہی ظاہر کر سکتی ہے، جتنا کہ ایک ذرہ آفتاب کو! چند ابواب پر مشتمل ہے، جن میں آپ کی حیاتِ طیبہ، فضائل و شمائل، معمولات و ارشادات، کشف و کرامات وفات اور اولاد کا ذکر ہے۔

Marfat.com

اس کتاب کی تالیف وتدوین میں جن حضرات نے میری مدد فرمائی ، میں ان کا بیحد ممنون ومشکور ہوں۔ جزاهم الله خير الجزاء۔

مابداں مقصد عالی نتوانیم رسید
ہاں مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

مجھے اس امر کے اقرار میں کوئی عار نہیں کہ بوجہ میری کم علمی اور بے بضاعتی کے اس تالیف میں بہت سی علمی اور ادبی غلطیاں ہوں گی۔اس لیے قارئین کرام سے مؤدّبانہ التماس ہے کہ ان فروگزاشتوں کی اصلاح فرما دیں۔

بہ پوش گر بہ خطائے رسی وطعنہ مزن
کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطانشود

آخر میں بدرگاہِ رب الارباب حضرت رب العزت جلّ معبدہ العظیم سے نہایت عجز وانکساری کے ساتھ دست بدُعا ہوں کہ اوسبحانہ احقر کی اس ناچیز کوشش کوشرفِ قبولیت بخشے اور اس کارِ خیر کو میرے لیے، اس میں امداد کرنے والوں، حضرت کے متوسلین اور خدّام اور قارئین کے لیے باعثِ برکات وسعادتِ دارین بنائے۔آمین ثم آمین برحمتک یاالرّحم الرّاحمین !!

سجادہ نشین
صاحبزادہ محمد اختر سلیمان قریشی
خطیب بیگم شاہی مسجد لاہور

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحِیم

اَلحمدُ للّٰہ الَّذی جَعُل الُعلماء ورثۃ اَنبیاءہٖ و کشف لهم حیاضُ جمالہ و حسن بهانہٖ و فلق لهم صُبُح انوارہٖ واط لع علیهم شمس اسرارہ واتّم لهم قمر حقائقہٖ و منَّ علیُهم باسباغ نعماتہٖ و هداهم سبل السَّلام و طرائق قربہٖ و قدّس ارواحهم و اعطاهم انس غرائمہٖ و فتح عَلیُهُم باب ذکرہٖ وارفع عنهم الحجب و جذبهم اِلٰی دار فردا نیّتہٖ و اکرمهم و عُرس لهم حضرۃ حضراتہٖ وابقاهم تہ تجلّی بسرِّ ذاتہٖ والصّلوۃ والسَّلام والتَّحیَّات والبرکات علی اکمل موجوداتہٖ سیَّدنا و مولانا مُحمّدٍ وّ عَلٰی الہٖ و اصَحابہٖ و اولادہٖ و ذرّیاتہٖ امّا بعد فهذہٖ تذکرۃ الفاضل الجلیل و الکامل النبیل الَّذی کان نائب الامام الاعظم والهمَّام الافخم فی الفقہ والشریعۃ و خلیفۃ الغوث الاعظم فی السلوک والطریقہ اعنی مولانا المولوی عبدالقادر الشهیر بغلام قادر البیروی مولدا واللاهوری مسکّنا وَسَمَّیتُها راحۃ الخاطرفی ترجمۃ مولانا غلام قادر البیروی قدس سرہٗ العلٰی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

حیاتِ طیّبہ، فضائل، شمائل، معمولات وارشادات

خاندان وولادت

آپ کا نام نامی اسم گرامی عبدالقادر تھا علمائے کرام کی جماعت میں آپ اسی نام سے مشہور تھے۔ آپ کی مہر پر بھی یہی کندہ تھا مگر عوام میں آپ غلام قادر کے نام سے مشہور تھے۔

آپ قریش کے ذی عزت اور والاشان خاندان کے ایک درخشاں فرد تھے آپ کے مورثِ اعلیٰ سندھ کے علاقے کے باشندے تھے۔ آپ کے خاندان کے معمّر بزرگوں کا قیاس ہے کہ ان کے جدِ بزرگوار تسخیرِ سندھ کے بعد اشاعتِ اسلام کے جذبہ سے نقل مکانی کر کے اس علاقے میں مقیم ہوئے تھے۔ اس کے بعد بعض سیاسی انقلابات سے مجبور ہو کر اس علاقے سے منتقل ہو گئے اور پنجاب کے ضلع سرگودھا کے ایک مشہور معروف قدیمی اور تاریخی شہر بھیرہ میں مقیم ہو گئے۔ یہ شہر ان دنوں ایک مرکزی حیثیت رکھتا تھا اور وہاں علوم وفنون کا بہت چرچا تھا۔ حضرت مولانا اسی شہر میں پیدا ہوئے۔

Marfat.com

آپ کے والد ماجد کا اسمِ گرامی حضرت مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب تھا۔ جو حضرت مولانا مولوی جان محمد صاحب کے صاحبزادے تھے۔ان کے والد کا نام حضرت مولانا مولوی محمد صدیق تھا۔ حضرت مولانا کے دو حقیقی بھائی حضرت مولانا مولوی غلام حیدر اور حضرت مولانا مولوی غلام حسن صاحب بھی تھے۔ان میں موخّر الذّکر بزرگ تو عین عنفوان شباب میں واصل باللہ ہو گئے اوّل الذّکر حضرت مولانا کے بعد راہگرائے عالمِ جاودانی ہوئے۔آپ کے خاندان کا علمی شہرہ کئی پشتوں سے اکناف واطراف علاقہ میں پھیلا ہوا تھا۔ چنانچہ سالہا سال سے سینکڑوں طلباء اس خاندان کے سرچشمہ فیض سے علمی فیضان حاصل کرتے چلے آرہے تھے۔

پیدائش کے وقت ہی آپ کا ناصیہ ایک خاص قسم کے نور سے منور تھا جس کو دیکھ کر ہر شخص بلا اختیار بول اٹھتا کہ خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ بچہ اپنے خاندان کے لیے مایۂ ناز و باعثِ افتخار بنے گا۔

بالائے سرش زِ ہوشمندی   مے تافت ستارۂ بلندی

عالمِ طفولیّت

ہوش سنبھالتے ہی آپ کو والدِ محترم نے حصولِ علم کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور سب سے پہلے آپ کو قرآن پاک کی تعلیم دے کر آپ کے دماغ و دل اور سینہ کو قبولیتِ علوم کے لیے منوّر اور مجلّےٰ کر دیا۔ قرآن پاک مکمل کر لینے کے بعد آپ کو دوسرے علوم کی ابتدائی کتب کی تعلیم میں لگا دیا گیا۔اور آپ

Marfat.com

پورے ذوق وشوق کے ساتھ اکتسابِ علم میں لگ گئے۔

تحصیلِ علم

ابھی آپ دس برس کے کمسن بچے تھے کہ ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا جس نے آپ کے ذوقِ علم کے لیے تازیانہ کا کام کیا۔ آپ ایک دن حسبِ فرمان والدِ ماجد ایک طالب علم کے ہمراہ گائے کو لے کر بھیرہ کے نواحی ایک گاؤں چک قاضی کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں اچانک ایک بزرگ نورانی صورت ملے، انھوں نے مولانا کو روک لیا اور نہایت شفقت سے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا:

"بیٹا! تیری پیشانی سے تو انوارِ علم درخشاں ہیں۔ تو مویشی کیوں ہانک رہا ہے۔ جا، اس کام کو چھوڑ کر علم دین حاصل کر اور مخلوقِ خدا کو فیض پہنچا۔"

حضرت مولانا پر اس بزرگ کے ان کلمات نے اس قدر اثر کیا کہ اسی وقت گائے کو ملازم کے حوالے کیا کہ اسے منزلِ مقصود تک پہنچا دے اور خود والد ماجد کے پاس پہنچ کر سارا ماجرا عرض کر دیا، والد ماجد نے اپنے ہونہار بیٹے کو پیار کیا اور چھاتی سے لگا لیا اور دیر تک ان کے لیے دعائیں مانگتے رہے۔ آپ علم تو حاصل کر ہی رہے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد آپ کی طبیعت میں اس قدر انقلاب پیدا ہوا کہ اکتسابِ علم کے سوا کسی دوسرے کام کی طرف آپ بالکل توجہ نہ دیتے۔

Marfat.com

تکمیلِ علم

آخر حصولِ علم کے شوق نے اس قدر شدت اختیار کرلی کہ اپنی کمسنی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے والدین کریمین سے دہلی جانے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ کیونکہ اس زمانے میں دہلی میں علمِ دین کے بڑے بڑے جیّد علماء درس و تدریس میں مشغول تھے۔ والدین کے لیے اس چھوٹی عمر میں آپ کو دہلی روانہ کردینا ایک مشکل کام تھا۔ لیکن انہوں نے ہونہار بچے کے جذبۂ علم کے سامنے اپنے جذبات کی کوئی پرواہ نہ کی اور ان کو ایک مخلص دوست کے ہمراہ جو اتفاق سے ان دنوں اس شہر میں اپنے تجارتی کاروبار کے سلسلے میں جا رہا تھا، بھیج دیا۔

حضرت مولانا دہلی پہنچ کر عالمِ کامل مفتی صدرالدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ جو صدرالصّدور کے لقب سے مشہور تھے کہ حلقۂ درس میں شامل ہو گئے اور کمال محنت و جانفشانی سے حصول علم میں منہمک ہو گئے۔ آپ کے اس ذوق و شوق کو دیکھ کر آپ کے استاذ اور مدرسہ کے طالب علم آپ سے بے حد محبت کرنے لگے۔ چنانچہ آپ نے انہی بزرگوں کے پاس چودہ سال کا طویل عرصہ بسر کیا اور ہر قسم کے علومِ معقول و منقول کی تکمیل کر کے سندِ فضیلت حاصل کی۔ آپ اس قدر ذہین تھے کہ آپ نے ہر علم کے ایک ایک مستند رسالہ کا متن از بریاد کرلیا۔ زمانۂ طالبِ علمی میں ہی آپ کے ذہن رسا اور علمی قابلیّت واستعداد کا شہرہ دور دور تک پھیل گیا۔ یہاں تک کہ بڑے

Marfat.com

بڑے شہرۂ آفاق عالم آپ کے پاس علمی مذاکرات کے لیے آتے اور حضرت مولانا کی باریک بینی، نکتہ سنجی اور تفقہ فی الدِّین میں کمال کی تعریف کرتے۔

چنانچہ آپ کے دورِ طالب علمی کا یہ واقعہ اکثر لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ دہلی کے ایک مشہور و معروف غیر مقلد مولوی صاحب نے آپ سے نماز جمعہ کے متعلق گفتگو کی آپ نے چند سوالوں میں ہی انھیں لاجواب کر دیا اور وہ آپ کے مسلک کے قائل ہو گئے۔

مراجعتِ وطن

قیامِ دہلی کے دوران میں ہی آپ کے برادر خورد حضرت مولانا مولوی غلام حسن صاحب کا بھیرہ میں انتقال ہو گیا۔ آپ کو خبر ملی تو سخت مغموم اور افسردہ ہوئے۔ سچ ہے

دریں دنیا کسے بنعیم نہ باشند　　اگر باشد بنی آدم نہ باشد

آپ تکمیلِ علوم تو کر چکے تھے۔ اس خبر وحشتِ اثر کو سنتے ہی بھیرہ واپس تشریف لائے۔ آپ کے والدین اپنے اس بلند اقبال اور ہونہار فرزند کو اس عرصہ بعید کے بعد دیکھ کر باغ باغ ہو گئے۔ چند دنوں کے بعد جب رنج وغم کا بوجھ ہلکا ہوا، تو واپسی کا ارادہ فرمایا۔ لیکن والد ماجد نے روک لیا اور اپنے وطن کے لوگوں کو فیضیاب کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی دلی خواہش واپس دہلی پہنچ کر درس و تدریس کا سلسلہ جاری کرنے کی تھی لیکن آپ نے جب اپنے والد ماجد سے اپنے اس ارادہ کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: ”جان

Marfat.com

من! اس شہر میں پہلے ہی علماء کی کمی نہیں ۔ جو اپنے اپنے حلقۂ اثر میں اشاعتِ علومِ اسلام کے لیے پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔ تم اپنے اس علاقہ کو سنوارو جو بوجہ اپنی جہالت کے فرائضِ دین کے علم سے بھی عاری تھے۔ والدِ مکرّم کی اس خواہش کے سامنے آپ کو سرنگوں ہونا پڑا اور آپ نے دہلی جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

بیعت

بھیرہ میں قیام کیے ابھی آپ کو تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا۔ کہ آپ کے دل میں روحانی تکمیل کا خیال پیدا ہوا۔ اس مبارک زمانے میں سیال شریف ضلع سرگودھا میں قطب الاقطاب شمسِ بازغہ حضرت خواجہ شمس الدّین چشتی سیالوی رحمتہ اللہ علیہ جلوہ آراء تھے اور تشنگانِ معرفتِ خداوندی اور طالبانِ عشقِ حقیقی جوق در جوق اس سرچشمۂ فیوض و برکات کی خدمتِ سراپا برکت میں پہنچ کر فائز المرام ہوتے تھے۔ اور آپ کا شہرہ چاردانگِ عالم میں پھیلا ہوا تھا۔ حضرت خواجہ صاحب تصوف کے مشہور خاندانِ چشت اہلِ بہشت کے درخشاں آفتاب تھے۔ آپ حضرت شیخ المشائخ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفائے نامور میں سے تھے۔ حضرت مولانا کو اسی خاندان ذی شان سے تعلق پیدا کرنے کا اشتیاق تھا

اگر از جانب معشوق نہ باشد کششے
کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

Marfat.com

چنانچہ آپ سیال شریف حاضر ہو گئے اور حضرت خواجہ کے آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوئے، انھوں نے کشفِ قلبی سے آپ کو پہلی نظر میں ہی جانچ کر معلوم کرلیا کہ ان میں خداوندِ تعالیٰ نے ایک ایسی استعداد ودیعت فرمائی ہے ۔کہ اگر اس کی صحیح طور پر نشو ونما کی گئی تو یہ جوان مہرِ تاباں کی طرح ایک جہان کو منور کرے گا۔ چنانچہ چند دنوں میں ہی حضرت خواجہ نے حضور کو اپنے سلسلۂ عالیہ میں داخل فرما کر ظاہری اور باطنی کمالات سے مالا مال کر دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

گر بخواہی راحتِ دوراں غلام شمس شو
بر درش جاں رانما قرباں غلامِ شمس شو
عزت کونین گر خواہی و گنجِ جاوداں
بالیقین و اعتقاد جان غلامِ شمس شو

حضرت مولانا نے دربار شریف سیالوی میں کچھ دیر قیام کیا۔اور اپنے پیر و مرشد کی ہدایات و ارشادات کے مطابق خوب مجاہدے اور ریاضیات کیے۔ اس کے علاوہ آپ نے تواضع مستعدی اور خلوص سے پیر و مرشد اور آستانۂ عالیہ کی خوب خدمت کی۔

از سوز محبت چہ خبر اہل ہوس را　　　این آتش عشقست نہ سوز وہمہ کس را

اس طرح کچھ عرصہ وہیں قیام فرما کر روحانی مقامات اور منازلِ سلوک طے فرمائیں۔ آخر پیرِ روشن ضمیر نے آپ کو واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی

Marfat.com

اور وقت ضرورت کمالِ مروت و مہربانی اور ملاطفت سے اپنی زبانِ فیضِ ترجمان سے فرمایا۔

''مولوی صاحب! آپ کا نکاح دریائے
جہلم کے کنارے ایک گاؤں میں ہوگا۔''

بھیرہ واپس پہنچ کر آپ نے والدینِ کریمین سے حضرت خواجہ کے اس فرمان واجب الاذعان کا تذکرہ کیا۔ آپ کے والد ماجد اس بشارت کو سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کے ظہور کے منتظر رہنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد انہیں کسی ضروری خانگی معاملے کے لیے کہیں جانا پڑ گیا دورانِ سفر اپنے ایک قریبی رشتہ دار حضرت مولانا مولوی شیر محمد صاحب کے ہاں شب باش ہوئے۔

مولانا موصوف اس علاقہ میں نہ صرف اپنی نجابتِ نسبی، اعلیٰ اوصاف اور بلند اخلاق کی وجہ سے ممتاز تھے بلکہ عارفِ کامل اور زاہد و عابد بھی مشہور تھے۔ خدا کی شان دوسرے دن علی الصبح اٹھتے ہی حضرت مولانا کے والد ماجد کے پاس از خود تشریف لائے اور یوں گویا ہوئے۔

''میرے گھر میں صرف ایک لڑکی ہے جو میرے گھر کا چراغ ہے میں
اسے آپ کے صاحبزادے غلام قادر کے نکاح میں دینے کے لیے
مامور کیا گیا ہوں۔''

حضرت مولانا سمجھ گئے کہ حضرت شمس بازغہ سیالوی علیہ الرحمتہ کے

Marfat.com

فرمان کا ظہور ہوا ہے اس لیے آپ نے اس رشتہ کو بسر و چشم قبول کیا۔ اور اسی دن اپنے بلند اقبال اور ہونہار فرزند دلبند کو منسوب فرما دیا۔

مولانا کا گورداسپور تشریف لے جانا

انہی دنوں حضرت مولانا قُدِس سرہ کو شہر گورداسپور سے ایک مخلص دوست کے متواتر متعدد خطوط موصول ہوئے جن میں انھوں نے اپنی اور اہالیانِ شہر کی طرف سے مولانا سے درخواست کی تھی کہ آپ یہاں تشریف لا کر انھیں اپنے چشمہ علم سے سیراب اور فیض یاب فرمائیں۔ آپ نے ان کی درخواست قبول فرمائی۔ اور عازمِ گورداسپور ہو گئے۔

وہاں پہنچنے پر لوگوں نے آپ کا پر جوش استقبال فرمایا اور عزت واحترام کے ساتھ آپ کو شہر لے گئے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی تھوڑے عرصے میں آپ کے علم و فضل کا چرچا دور و نزدیک ہو گیا اور بیسیوں طالبِ علم کشاں کشاں مدرسہ میں اکتسابِ علم کے لیے آ پہنچے۔ اسی دوران اس علاقہ کے ایک ہندو راجہ نے بھی آپ کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کیا اور آپ کو اپنا اتالیق مقرر کیا۔ راجہ مزکور کو ابھی آپ کے شرفِ صحبت سے فیض یاب ہوئے بہت کم عرصہ ہوا تھا کہ قضا و قدر کے اٹل ہاتھوں نے اسے آ پکڑا۔ اور اسے اس سرائے فانی کو چھوڑنا پڑا۔

مراجعتِ وطن

اس کے چند روز بعد آپ کو وطن سے ایک چٹھی ملی جس میں آپ کے

Marfat.com

مہربان چچا کے انتقال اور والد محترم کی مغمومی اور پریشانی دل کی خبر وحشت اثر درج تھی۔ آپ اس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ مراجعتِ وطن کے لیے بے قرار ہو گئے چنانچہ اپنے مدرسہ کو ایک منتہی شاگرد کے حوالے کر کے واپس تشریف لے آئے۔ اور قبلہ والد صاحب کے پاس بھیرہ ہی میں رہ کر رشد وہدایت اور درس وتدریس کا کام جاری رکھنے کا ارادہ فرمالیا۔

اہالیانِ گورداسپور نے متعدد خطوط ارسال کر کے واپسی کی درخواست کی۔ چند دفعہ وہاں کے کچھ ذی اثر اور مقتدر لوگ بھی آئے۔ لیکن والدِ محترم نے آپ کو اپنے سے جدا کرنا گوارا نہ فرمایا۔ اور انھیں محروم واپس جانا پڑا۔

حضرت مولانا کا لاہور تشریف لانا اور ملازمت

حضرت مولانا کے والد ماجد کے پاس ان دنوں ایک مخذوب خادمِ خاص مسمّٰی خدا بخش عرف جھلی والے سائیں رہتے تھے۔ وہ صاحبِ کشف و بصیرت بزرگ تھے۔ حضرت مولانا کو گورداسپور سے آئے ہوئے ابھی بمشکل دو سال ہوئے تھے کہ ایک دن آپ کے والد سے کہنے لگے:

"مولانا صاحب! قحط پڑنے والا ہے اس کے لیے کچھ غلہ فراہم کر لیں۔"

آپ نے فرمایا: "سائیں جی ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنی مخلوق کو رزق پہنچانے کا ذمہ اس رزّاقِ مطلق نے لے رکھا ہے۔ اس لیے وہ خود کوئی نہ کوئی سبب پیدا فرمادے گا۔"

Marfat.com

اس واقعہ کے کچھ عرصے بعد حضرت مولانا کو بھیرہ کا ایک سوداگر اپنے ہمراہ لاہور لے آیا اور اپنے کاروبار کے سلسلہ میں ڈیڑھ دو ماہ کے قریب یہاں رہا، حضرت مولانا کو بھی اس کو اپنے ساتھ رکھا اور واپس بھیرہ نہ جانے دیا۔ اس عرصہ میں حضرت مولانا نے شہر کی مختلف مساجد اور مجالس میں دروس ارشاد فرمائے۔

شہر کے سلجھے ہوئے لوگوں نے آپ کی علمی تقریریں سنیں بعض آپ کے والہ وشیدا ہو گئے۔ چنانچہ جب وہ سوداگر واپسی کے لیے تیار ہوا تو لوگوں نے آپ کو روک لیا اور کچھ عرصہ اور قیام کرنے کے لیے منتیں کرنے لگے۔ حضرت مولانا ان کی خلوص بھری درخواستیں رد نہ کر سکے اس لیے آپ نے کچھ عرصہ کے لیے لاہور میں رہنے پر آمادگی ظاہر کی۔ آپ نے اس عرصہ میں بھی متعدد وعظ فرمائے۔ جس سے آپ کا چرچا بہت پھیل گیا۔ یہاں تک کہ اورینٹل کالج کے پرنسپل نے جو انگریز تھا۔ آپ کو بلوا بھیجا۔ آپ تشریف لے گئے۔ تو اس نے آپ کو کالج میں معقول تنخواہ پر ایک اسامی پیش کر دی۔

اس عرصہ میں قحط شروع ہو چکا تھا غلہ بہت کم یاب اور انتہائی درجہ تک مہنگا ہو چکا تھا آپ کو جھلّی والے فقیر کے فقرے یاد تھے اور والدِ محترم کے جواب کا بھی علم تھا۔ چنانچہ آپ نے پرنسپل کی اس پیش کش کو اس موقعہ پر غیبی امداد سمجھا اور اگرچہ آپ نصرانی کی ملازمت کرنا نہ چاہتے تھے۔ لیکن اس وقت قبول فرمائی اور کالج کی مولوی فاضل کی جماعت کو عربی زبان کی

Marfat.com

تدریس میں مشغول ہوگئے۔
کالج کے پروفیسر اور طلباء آپ کے تبحرِ علمی سے بہت متاثر ہوئے۔ پرنسپل بھی آپ کی بہت قدر کرنے لگا چنانچہ مولانا مولوی فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ شارح حماسہ بھی آپ کی سفارش سے کالج میں ملازم رکھ لیے گئے۔

ترکِ ملازمت

کچھ عرصہ کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ اس کالج کے ملازمین کو بنک کے سود سے تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ تو آپ نے اس آمدنی کو خلافِ شرع تصور فرماتے ہوئے نوکری سے استعفے دے دیا:

بازیچہ ایں است طفل فریبی متاع عزیز
بے عقل مرداں کے دریں مبتلا شوند

بعض احباب کے بیان کے مطابق اورینٹل کالج سے ترکِ ملازمت کا سبب یہ واقعہ ہوا کہ ایک دن کالج کے پرنسپل نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا انگریزوں کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ نے اس کی ناراضگی اور خفگی سے قطعاً بے خوف ہو کر صاف ارشاد فرمایا کہ زمانۂ حال کے انگریز اسلامی شریعت کی رو سے کافر ہیں۔ انھوں نے انجیل میں اپنی خواہشات کے مطابق ردوبدل کرلیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تعلیمات سے منحرف ہوگئے ہیں۔ اس لیے انھیں اہلِ کتاب نہیں کہا جاسکتا۔
پرنسپل صاحب اس جواب کو سن کر چین بچیں ہوئے اور کہا مولانا آپ

Marfat.com

کی رائے درست نہیں ہے۔ آپ کو اپنے خیالات بدلنے ہوں گے۔ حضرت مولانا نے اس کی بات سن کر خفگی سے فرمایا:

"میں نے شریعت کے مطابق بات کی ہے۔ آپ کو ہمارے شرعی خیالات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔"

"آپ کو یہاں رہتے ہوئے ایسے خیالات ترک کرنے ہونگے۔" پرنسپل نے غصے سے کہا: "شرعی معاملات میں آپ کو ردو بدل کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ اگر آپ اس چیز کو برداشت نہیں کرتے تو میں یہاں ملازمت نہیں کرسکتا۔" مولانا نے بے خوف ہو کر کہا اور اپنے کمرے میں جا کر استعفے لکھا اور پرنسپل کو بھیج کر گھر چلے گئے، سچ ہے۔

مقامِ سلطنت درویش دارد ۔۔۔ زصد سلطان فراغت بیش دارد

نہ بندد دل بدنیا ہر کہ مرداست ۔۔۔ کہ دنیا سر بسرِ اندوہ و درداست

خطابت اونچی مسجد

ان دنوں آپ بھاٹی دروازہ کے اندر اونچی مسجد کے قریب ایک بالاخانے میں مقیم تھے۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ نے کالج کی نوکری سے استعفے دیدیا ہے تو اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اسِ علاقہ کے مقتدر لوگوں کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اونچی مسجد کی خطابت کو مستقل طور پر سنبھالنے کی درخواست کی۔ آپ کبھی کبھی اس مسجد میں بھی خطبہ دیا کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں کا ذوق وشوق ملاحظہ فرمایا تو ان کی درخواست قبول

Marfat.com

فرمائی۔

کالج کے پرنسپل نے بھی آپ کو واپس بلانے کی بہت کوشش کی اور متعدد رؤسا اور زعماء شہر آپ کے پاس بھیجے لیکن آپ نہ مانے اور فرمایا۔

مفلسی است گنج ایزدی　　　فقر ما را فخر آمد عار نیست

اس کے بعد آپ نے نوکری اور ملازمت کا خیال بالکل ترک کر دیا اور مسجد مذکور میں ہی متوکلانہ زندگی بسر کرنے کا ارادہ کر لیا اور اپنی دینی خدمت اور لوگوں کی رشد و ہدایت کو ہی اپنا نصب العین مقرر فرما لیا:

حُبُّ الدُّنیَا رَاسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ　　　وَتَرْکُ الدُّنیَا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ

آپ چند سال اسی مسجد میں مقیم رہے اور اس علاقے کے مسلمانوں بالخصوص اور تمام شہر اور نواہی بستیوں کے لوگ بالعموم جوق در جوق جمعہ کے دن مسجد میں آکر آپ کے ارشادات سے فیضیاب ہوتے۔

حضرت کا علمی شہرہ اور تلامذہ

آپ کی بے نفسی، حق گوئی اور زہد و اتقاء کا شہرہ اطراف و اکناف شہر میں اس قدر پھیل گیا کہ تھوڑے ہی عرصے میں آپ علمائے عصر میں ممتاز و سرفراز ہو گئے۔ چنانچہ بڑے بڑے علماء و فضلاء آپ کی خدمت میں علمی الجھنوں کی عقدہ کشائیوں کے لیے آنے لگے اور آپ کے سامنے زانوئے شاگردی طے کرنے لگے۔ ان حضرات میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

Marfat.com

۱- امیر ملت حافظ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ

۲- حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ مدرس اعلیٰ جامعہ نعمانیہ، لاہور

۳- حضرت مولانا صدر الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ موضع کھوکھر ضلع جہلم

۴- حضرت مولانا حکیم محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ سلامت پورہ ضلع لاہور

۵- حضرت مولانا غلام حیدر قرشی صاحب رحمتہ اللہ علیہ امام وخطیب مسجد خراسیاں لاہور

۶- حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب سابق امام وخطیب مسجد خراسیاں لاہور

۷- حضرت مولانا مولوی حمید الدین صاحب مزنگ لاہور

۸- میاں افتخار الدین صاحب باغبانپورہ

۹- حکیم احمد شجاع بازار حکیماں لاہور

۱۰- حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری شرقپور شریف

۱۱- مولونا نبی بخش حلوائی (مصنف تفسیر نبوی ۱۶ جلد)

۱۲- مولانا محمد عبداللہ سلطانی شارح کنز الدّ قائق (عربی) سانگلہ ہل شیخوپورہ

Marfat.com

آپ کی شادی اور والدین کا انتقال

گورداسپور کے قیام کے دوران آپ کی شادی خانہ آبادی موضع اجڑ ضلع جہلم میں کردی گئی تھی۔ اسی دوران میں جبکہ آپ لاہور میں مقیم تھے۔ پہلے آپ کی والدہ ماجدہ پھر حضرت والد ماجد صاحب یکے بعد دیگرے اس ناپائدار اور فانی دنیا کو چھوڑ کر خلد مکانی ہوئے۔ آپ کو ان واقعات ہائلہ سے سخت صدمے پہنچے۔ مگر آپ نے زمامِ صبر و تحمل کو ہاتھ سے نہ دیا۔

از دستِ دوست ہرچہ بیابی شکر بود
سعدی رضاءِ خود مطلب جز رضائے دوست

ترکِ ملازمت کے بعد انجمن اسلامیہ کے چند مقتدر اراکین نے آپ سے بادشاہی مسجد کی خطابت کے لیے باصرار درخواست کی مگر آپ نہ مانے اور اونچی مسجد میں ہی بڑی قناعت خلوص اور محویّت کے ساتھ لوگوں کی اصلاح اور وعظ و نصیحت میں مشغول رہے۔

اے دل بہ قضاہائے خدا راضی باش   نے در غم مستقبل نے ماضی باش
قسمت چو ترا یکے ست دہ مے طلبی   دہ گے تبو مے دہند خود قاضی باش

Marfat.com

مسجد بیگم شاہی کے تاریخی حالات

آپ پوری دلجمعی شوق و ذوق اور رغبت کے ساتھ اونچی مسجد میں فریضہ تبلیغ ادا کر رہے تھے اور درس و تدریس میں مشغول تھے۔ لیکن قضا و قدر نے آپ کے لیے ایک مہتمم بالشان کام مقدر کر رکھا تھا۔

مسجد بیگم شاہی واقع اندروں مستی دروازہ لاہور دورِ مغلیہ کی ایک قابلِ قدر اور عظیم الشان یادگار ہے۔ یہ مسجد ملکہ مریم زمانی نے جو شہنشاہ محمد اکبر جلال الدین کی بیوی تھی۔ مغلِ اعظم شہنشاہ نور الدین جہانگیر کے عہدِ معدلت مہد میں میں تعمیر کرائی تھی۔ یہ مسجد بالکل بوسیدہ شکستہ اور خراب وخستہ ہو چکی تھی اور بالکل بے آباد اور ویران تھی۔ اس کے گرد و پیش کا علاقہ بالکل غیر آباد اور ویران سا تھا سکھ اپنے عہدِ حکومت میں اسے بطور بارود خانہ استعمال کرتے رہے تھے چنانچہ اس وجہ سے اس زمانے میں اس کا نام بارود خانہ والی مسجد مشہور تھا۔ سکھ اس ضرورت کے لیے اس متبرک مقام کے اندر گھوڑے خچر اور گدھے باندھا کرتے تھے۔ ان کی اس چیرہ دستی سے مسجد کی عمارت بالکل خراب اور شکستہ ہو چکی تھی اور اس خوشنما اور دلکش رنگین گلکاری جس کی نظیر شہر کی قدیمی عمارات میں بالکل معدوم ہے۔ دھوئیں سے سیاہ ہو کر خراب اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کر تقریباً محو ہو چکی تھی۔ اس کا فرش تالاب اور کوئیں سب نابود تھے۔ مسجد کے اندر اور اس کے صحن میں جا بجا

98431

Marfat.com

گڑھے پڑے ہوئے تھے اور ان میں خودرو جھاڑیاں اور مختلف اقسام کے پودے اُگے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ مسجد کی عمارت میں جابجا گولیوں کے نشان بھی تھے جو زمانہ حال سے سکھا شاہی کے دورِ استبداد کے مظالم اور تعدّی کی گواہی دے رہے تھے اس کی ملحقہ زمین اور عمارات پر اغیار قابض ہو چکے تھے۔ الغرض مسجد سخت ناگفتہ حالت میں تھی سکھوں کے چندروزہ دور دورہ کے بعد انگریزوں نے جب زمین پنجاب میں اپنا تسلط قائم کیا تو 1850ء میں ڈپٹی کمشنر لاہور نے اسے مسلمانوں کے حوالے کردیا۔

جس زمانے میں حضرت مولانا اونچی مسجد بھاٹی میں مقیم تھے ان دنوں اس مسجد کی تولیت ایک معمرؔ بیوہ مسماۃ مائی جیواں کے قبضہ میں تھی متولّیہ مذکورہ مسجد کے اندر ہی بائیں جانب اس مرتفع چبوترے پر ایک سادہ سے مکان میں رہتی تھی جہاں آجکل بیل بوٹے اور چند درخت مسجد کی زینت کو دوبالا کررہے ہیں۔

اس وقت تک مسجد کی حالت بھی کچھ درست ہو چکی تھی۔ اس علاقے کے مسلمانوں نے اس کی مرمت کروا کر اسے عبادت کے لائق بنالیا تھا مائی صاحبہ نے وہاں ایک طالب علم رکھا ہوا تھا جو پنج وقت نمازوں کا اہتمام کرتا تھا اور علاوہ محلّہ کے چند نمازیوں کے گاہے گاھے کوئی راہگیر بھی خدائے برتر کی درگاہ میں سجدۂ عبودیّت ادا کرنے کے لیے داخل ہو جاتا۔ مگر ماحول کے غیر آباد ہونے کی وجہ سے مسجد کی آبادی اور رونق کی صورت کماحقہ نہ بن سکی تھی۔

Marfat.com

بالآخر متولّیہ کے دل میں خیال آیا کہ اس کی تولیّت کسی عالمِ اجلّ کے سپرد کر دے جس کی برکت اور تصرّف سے یہ خانۂ خدا پورے طور پر آباد ہو سکے۔

مسجد بیگم شاہی کی تولیّت

متولّیہ مسجد معمّرہ تھی، چنانچہ جوں جوں اسکی عمر بڑھتی گئی۔ اس کے دل میں اس مسجد کی تولیّت کسی جیّد اور صاحبِ تصرّفِ عالم کے سپرد کرنے کا خیال زیادہ زور پکڑتا گیا۔ آخر اس خیال سے مجبور ہو کر اس نے اپنے نیک دل رشتہ دار میاں فضل الدّین ساکن چوہٹہ مفتی باقر سے اس کے متعلق رائے طلب کی۔ اس نے اسے بتایا کہ اس مسجد کے حصول کے لیے متعدد عالم، انجمنیں اور جماعتیں کوشش کر رہی ہیں۔ مگر وہ اسے کسی جیّد اور صحیح العقیدہ سُنّی حنفی عالم کے حوالے کرنا چاہتی ہے۔ تا کہ اس مسجد کے منبر سے صحیح مسائل کی اشاعت ہو اور اس کے لیے سرمایۂ آخرت بنے۔

میاں فضل الدین موصوف نے مائی صاحبہ کے اس خیال سے اتفاق کیا اور چونکہ وہ حضرت مولانا کے تبحر علمی، حق گوئی اور صحیح العقیدہ ہونے سے خوب واقف تھے اس لیے انہوں نے مائی صاحبہ کو حضرت سے درخواست کرنے کا مشورہ دیا۔ مائی صاحبہ نے اسے قبول کیا۔

مائی صاحبہ کا خواب

خدا کی شان اسی رات مائی صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شیر مسجد میں بیٹھا ہے اس خواب نے ان کے دل کی پوری تسلی کر دی اور انھیں یقین ہو

Marfat.com

گیا کہ مولانا ہی فی الواقع شریعت اور طریقت کے بیشہ کے شیر ہیں اور ان کی خواہش کے مطابق اس مسجد کے لیے موزوں ہیں۔ چنانچہ دوسرے دن ہی چند شرفاء کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور گو آپ نے اس ذمہ داری کو اپنے سر لینے سے انکار کیا مگر ان کے نے غایت اصرار پر حضرت سے اقرار لے لیا اور 1305ھ بمطابق 1886ء میں فقیر سید جمال الدین صاحب رجسٹرار لاہور کے روبرو پیش ہو کر مسجد کی تولیّت کا انتقال باضابطہ آپ کے نام رجسٹری کروا دیا گیا اور آپ کو خود مختار متولّی مسجد قرار دے دیا گیا۔

قیام مسجد بیگم شاہی

اس کے چند دن بعد آپ بھاٹی دروازہ کے آباد علاقہ کو چھوڑ کر مسجد بیگم شاہی میں رونق افروز ہو گئے۔ گو اس علاقہ کے لوگوں نے آپ کی فرقت اور جدائی کو بہت محسوس کیا۔ مگر آپ نے انھیں تسلی اور تشفی دی اور فرمایا کہ اس غیر آباد مسجد کو آباد کرنا بہت ثواب کا کام ہوگا۔ چنانچہ چند دنوں میں ہی آپ کی برکت سے لوگ جوق در جوق اس مسجد میں آنے لگے اور وہ مسجد جس کی طرف لوگ جاتے ہوئے خوف کھاتے تھے نمازیوں سے معمور ہو گئی اور رات دن وہاں رونق ہونے لگی۔

متولّیہ مائی جیواں کا انتقال

حضرت مولانا کے مسجد میں آنے پر مائی جیواں وہاں سے اپنے کسی رشتہ

Marfat.com

دار کے ہاں چلی گئی۔ حضرت مولانا نے ہر چند اسے وہیں مقیم رہنے کے لیے کہا لیکن وہ نہ مانی۔ خدا کی شان کہ مسجد سے جانے کے تھوڑا ہی عرصہ بعد وہ بیمار پڑ گئی اور چند روز صاحبِ فراش رہ کر راہیِ ملکِ عدم ہو گئی۔ مائی صاحبہ مرحومہ کا مزار گڑھی شاہو کے قدیمی قبرستان میں ہے۔

انجمن حنفیہ کا قیام اور مسجد کی مرمت

حضرت مولانا کے تصرّف اور کششِ باطنی سے جب لوگوں کا رجوع مسجد کی طرف ہو گیا تو آپ نے سب سے پہلے وہاں ایک انجمن کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام ''انجمن حنفیہ'' رکھا گیا حضرت کے اثرِ باطنی اور انجمن کے کارکنوں کی سرگرمی سے تھوڑے ہی عرصے میں سینکڑوں اشخاص اس انجمن میں شامل ہو گئے۔ انجمن کا مقصدِ اوّلین مسجد کی مرمت اور پھر وہاں ایک دینی مدرسہ کا قیام تھا چنانچہ اس کے ممبروں نے روپیہ کی فراہمی کا کام بڑی کوشش اور محنت سے شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں کافی روپیہ جمع ہو گیا۔ جس سے آپ نے مسجد کی مرمت کا کام شروع کروا دیا۔ آپ نے یہ کام انجمن کے چند ایسے اراکین کے سپرد کر دیا جو فنِ تعمیر سے واقفیت رکھتے تھے۔

سب سے پہلے مسجد میں فرش لگوایا گیا پھر صحن کے درمیان تالاب بنوایا گیا۔ مسجد کا ایک کنواں جو جنوب کی طرف کچھ اچھی حالت میں تھا اسے صاف کروا کے مرمت کروایا گیا اور اس کے ملحق وضو کی جگہ اور غسل خانے

Marfat.com

وغیرہ بنوائے گئے۔ منبر اور مسجد کی عمارت کو پوری طرح مرمت کروایا گیا۔ شکستہ اور خراب شدہ بیل بوٹوں کو از سرِ نو بنوانا مشکل تھا لیکن باقی ماندہ کو آئندہ شکست و ریخت سے محفوظ کر لیا گیا۔ تا کہ ان سے مسجد کی شانِ رفتہ کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ مسجد میں داخل ہونے کے لیے دو دروازے مشرق اور شمال کی طرف ہیں۔ ان دونوں دروازوں پر پرانے کتبے آج تک موجود ہیں۔

چنانچہ دروازہ مشرق پر یہ لکھا ہے۔

شاہ عالم گیر نور الدین محمد بادشاہ　　بادیارب دو جہاں روشن چو نور مہر و ماہ

اور شمالی دروازہ پر یہ کتبہ نصب ہے۔

اللہ اکبر

منت ایزد راکہ آخر گشت کا راز ابتدائے
ھم بتو فیق خدو حکم صاحب مندے
حضرت مریم زمانی، بانئے ہذا لمکان
کز عنایاتِ الٰہی ساختہ نے جائے ہزرا
از پئے تاریخ ختم ایں بنائے چوں بہشت
فکر مے کر دم کہ آخر یا فتم خوش مسجدے

مسجد کے جنوبی جانب کے تینوں حجروں کو درست کروا کر حضرت مولانا نے انہیں اپنی اور طلباء کی رہائش کے لیے مخصوص فرمایا حجرہ مغربی میں آپ

Marfat.com

خود مقیم ہوئے اور باقی دونوں کمرے مسجد کے خدّام اور طلباء کے لیے مقرر فرمائے جس انجمن کی حضرت نے بنیاد ڈالی تھی اس کے صدر خود ہی تھے۔ وہ انجمن آپ کے خلوص اور بے لوث خدمت کی برکت سے دن بدن بلکہ آن بان ترقی کرتی گئی۔ یہاں تک کہ حنفی العقیدہ لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی اس میں شامل ہونے کا شوق پیدا ہو گیا۔

چنانچہ موضع بٹالہ کے ایک غیر مقلّد مولوی صاحب بھی شہر کے چند معزز لوگوں کی سفارش سے اس انجمن میں شمولیت کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن جب حضرت مولانا نہ مانے تو ایک دن انجمن کے اجلاس کے موقع پر معہ چند رفقاء کے آ مسجد میں داخل ہوئے اور جلسہ میں شامل ہو کر اپنے مقصد کے حصول کی تحریک پیش کر دی حضرت مولانا نے اسکے جواب میں سروقد کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

"حاضرین کرام! رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ اصحابہ وسلم نے فرمایا:

لَوکَانَ العِلمُ اَوِالاِیمانُ معلِّقًا بالثُّریا لَتنَالُہٗ رَجُلٌ مِن اَبنَاء فَارِس۔

اگر علم یا ایمان ساتویں آسمان پر بھی معلق ہو گا تو ابنائے فارس میں ایک شخص وہاں سے اسے اتار لائے گا۔

بہ اتفاق محدثین کرام یہ حدیث پاک سیدنا وامامنا حضرت امامِ اعظم

Marfat.com

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے۔

پھر حضور فداہ ابی وامی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا یہ بھی ارشاد ہے:

اَلْاِسْلَام نُورٌ وَالْکُفْرُ ظُلْمَۃٌ

یعنی اسلام بمنزلہ ایک نور ہے اور کفر ظلمت ہے

لیکن اس غیر مقلد مولوی صاحب کی طرف آپ نے اشارہ کر کے فرمایا: نے اپنی ایک تصنیف میں حضرت امام عظم کی تحقیر کی نیت سے انہیں بافندہ لکھا ہے اور یہ کہ انہیں صرف سترہ احادیث یاد تھیں اور دوسری طرف اسی رسالہ میں غیر مسلم اور اسلام دشمن حکومت انگلیشیہ کی تعریف میں لکھا ہے کہ ہم اندھیرے میں تھے، انگریزی حکومت نے ہمیں نور بخشا۔

"بھائیو! کیونکہ ان مولوی صاحب کے یہ دونوں اقوال ہمارے آقا و مولیٰ صلّی اللہ علیہِ وسلّم کے ان ارشاداتِ گرامی کے خلاف ہیں۔ لہٰذا اب آپ حضرات خود موازنہ اور فیصلہ کریں کہ کیا یہ مولوی صاحب اس انجمن میں جس کا نام انجمن حنفیہّ ہے اور جو حضرت امام اعظم کے خدام اور خوشہ چینوں پر مشتمل ہے شامل کیئے جاسکتے ہیں؟"

سب حاضرین نے آپ کی تائید کی اور وہ مولوی صاحب ناکام واپس ہوئے۔ تاہم حضرت مولانا کی سیدھی سادہ اور مدلل تقریر کا ان پر یہ اثر ہوا کہ انھوں نے آئندہ امام صاحب کے متعلق طعن و تشنیع سے اجتناب کیا۔ اور اس کے بعد سے انھوں نے اپنا لقب حنفی اہل حدیث مشہور کیا۔ اور کسی

Marfat.com

حد تک تقلید کے بھی قائل ہو گئے۔ جس پر غیر مقلدین ان سے ناراض ہو گئے لیکن انھوں نے ان کے اس اجتناب اور غصے کی پرواہ نہ کی۔ اور ایک رسالہ ''قیام اشاعة السُنّة'' تحریر کیا جس میں لکھا کہ مجھے چھپن سال کے بعد اب معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ ہٹ دھرمی اور ضد سے تقلید کو شرک کہتے ہیں وہ حق پر نہیں۔ اور عام طور پر وہ اس لغزش کے باعث عیسائی یا لا مذہب بن جاتے ہیں اور فسق و فجور تو عدم تقلید کا ادنیٰ سا اثر ہے۔

حضرت مولانا کا مذہبی پہلو

حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ جیّد حنفی مسلک کے بزرگ تھے اور رسولِ کریم محبوبِ رب العلمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے والہ وشیدا اور عاشق زار۔ حضرت امام ہمام امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اور آپ کی فقہ کے مقلّدِ شرشار حضرت غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے خادمِ جانثار تھے۔

آپ تقلید کے منکروں اور دوسرے باطل اور گمراہ فرقوں پر حسبِ فرمانِ نبوی علیہ الصّلوۃ والسّلام اَلْحُبُّ لِلّٰہ وَالْبُغْضُ لِلّٰہ یعنی محبت اور دشمنی محض خداوندِ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے شدت فرمایا کرتے تھے۔ جب بھی کوئی بدعقیدہ شخص آپ سے ملاقات کرتا آپ اسے پہلے فرمانِ خداوندی اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ ''یعنی لوگوں کو اپنے رب کی طرف حکمتِ عملی کی طرف بلاؤ'' کے مطابق نرمی ملاطفت اور محبت کے اور دلائل شرعیہ کے ساتھ سمجھانے کی پوری کوشش کرتے۔ مگر جب کوئی شخص فرامین

Marfat.com

باری تعالیٰ اور احادیث آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم سن کر بھی اپنی ضد پر قائم رہتا تو پھر آپ کو جوش آ جاتا اور شدت فرما کر اسے مجلس سے نکال دیتے۔ بلکہ مسجد سے باہر نکل جانے کا حکم دیدیتے۔

بالآخر جب آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں سے مکالمہ کرنا اور انھیں سمجھانا محض تضیعِ اوقات ہے۔ وہ لوگ کج بحثی کرتے اور کسی طرح راہِ راست کی طرف نہیں آتے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق کہ "ایسے لوگ کمان کے تیر کی طرح ہیں جو کمان سے نکل کر واپس نہیں آ سکتا۔" علاوہ ازیں مائی جیواں مرحومہ نے بھی ایک جمعہ کے دن نماز کے بعد عام لوگوں کے سامنے آپ سے مسجد کو بدعقیدہ لوگوں کی آمد و رفت سے پاک رکھنے کی درخواست کی۔ بنا بریں آپ نے ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۸۹۴ء میں حاجی مستری الٰہی بخش صاحب ساکن اندرون موری دروازہ لاہور سے سنگ مرمر پر کندہ کرا کر مسجد کی دیوار میں نصب کروا دیا جو بفضلہٖ تعالیٰ آج تک موجود ہے۔ تا کہ مسجد میں نہ بدعقیدہ لوگ داخل ہوں اور نہ اختلافِ عقیدہ کے باعث خانۂ خدا میں جھگڑے اور نزاع کی صورت پیدا ہو۔ اور مسجد میں جو ذکر اللہ اور مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی محبت اور موانست پیدا کرنے کا مقام ہے۔ منافشت اور منافرت کی جگہ اور دنگے اور فساد کا اکھاڑہ نہ بن جائے۔

قرارداد کے الفاظ یہ ہیں۔

Marfat.com

باتفاق انجمن حنفیہ و حکمِ
شرع شریف یہ قرار پایا کہ
کوئی وہابی، رافضی، نیچری
یا مرزائی مسجد ہذا میں نہ
آئے اور خلافِ مذہبِ
حنفی کوئی بات نہ کرے۔

(فقیر غلام قادر عفی عنہ متوّلی مسجد بیگم شاہی 1313ھ)

Marfat.com

حضرت مولانا کا توکل اور اتِّقاء

آپ دنیاداری اور جاہ طلبی سے سخت متنفر تھے آپ کے زہد و علم اور اتقاء و پرہیزگاری کا چرچا دور و نزدیک پھیلا ہوا تھا اور ہر کہ و مہ آپ کی تعریف اور توصیف میں رطب اللّسان تھا، کئی کالج، اکثر دارالعلوم بیسیوں انجمنیں سینکڑوں روساء اور امراء آپ سے علمی فیوض و برکات حاصل کرنے کے مشتاق تھے۔ مگر آپ مسجد مذکور میں ہی متوکلانہ زندگی بسر کرتے رہے اور یہیں سے تشنگان علوم کو سیراب کرتے رہے۔ آپ کے ایک شاگرد حکیم امام بخش صاحب تھے جو حکمت میں خاص شہرت اور قابلیت کے مالک تھے اور خداوند تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں شفا بھی رکھی تھی جن دنوں آپ مسجد بیگم شاہی میں مقیم تھے وہ ریاست گوالیار کے راجہ کے خالص معالج تھے۔ راجہ پر ان کا بہت اثر تھا۔ حکیم صاحب کیونکہ حضرت کے عاشق صادق تھے اور بفحوائے مَنْ اَحَبَّ شیئًا اکثر ذِکْرَہٗ یعنی جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے اکثر اوقات اس کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ حکیم صاحب راجہ کے سامنے حضرت مولانا کا اکثر ذکر کرتے رہتے تھے جس سے راجہ صاحب کے دل میں آپ کی زیارت اور ملاقات کا ولولہ پیدا ہو گیا تھا اور حکیم صاحب سے متعدد بار آپ کو گوالیار تشریف لانے کی درخواست پیش کرنے کے لیے کہا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے کئی عرض داشتیں اس غرض کے لیے بھیجیں اور ان میں راجہ صاحب اور اپنے ذوق و شوق کا ذکر کیا۔ آخر آپ حکیم صاحب کے

Marfat.com

مخلصانہ اشتیاق سے متاثر ہوئے اور گوالیار تشریف لے گئے حکیم صاحب نے اپنے احباب سمیت آپ کا استقبال کیا اور دوسرے دن حکیم صاحب کے اصرار پر راجہ صاحب سے بھی ملے۔ راجہ صاحب آپ کو مل کر بہت خوش ہوئے اور اس قدر گرویدہ ہوئے کہ ایک دن حضرت سے کہنے لگے۔

حضور اگر کچھ انگریزی علم بھی حاصل کرلیں جس سے افسرانِ بالا کے ساتھ خط وکتابت کرسکیں تو میں آپ کو اپنا وزیر مقرر کرلوں گا۔ کیونکہ مجھے اپنے موجودہ وزیر کی لیاقت و دیانت اور معاملہ فہمی پر اعتماد نہیں۔ اگر آپ میری خواہش کو پورا کریں اور انگریزی سیکھنے پر آمادہ ہوجائیں۔ تو میں آپ کے لیے اپنے خرچ پر انگریزی سکھانے کے لیے ایک اتالیق کا انتظام کردونگا۔

راجہ صاحب نے یہ بات کچھ اس قدر اثر انگیز لہجے میں کی کہ آپ اس وقت اسے رد نہ کرسکے اور انگریزی سیکھنے پر آمادگی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ راجہ نے ایک اتالیق مقرر کردیا اور آپ نے انگریزی سیکھنا شروع کردی۔ اور چند دنوں میں کافی اسباق پڑھ بھی لیے لیکن ایک دن دفعۃً بوقتِ عصر عنایتِ الٰہی نے دستگیری کی اور آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ میں نے قرآنِ کریم، حدیث شریف کا علم اس لیے حاصل کیا تھا کہ بعد میں انگریزی سیکھ کر ایک راجے کا ملازم بنوں۔ اور اپنا پسندیدہ کام تبلیغِ اسلام چھوڑ بیٹھوں۔ یہ خیال آتے ہی آپ نے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپسی کا ارادہ کرلیا۔ حکیم صاحب اس فوری تغیرِ ارادہ سے سخت حیران ہوئے اور انھوں نے جھٹ راجہ

Marfat.com

کو اطلاع دی۔ راجہ فوراً حضرت کے پاس پہنچے آپ کو اس عزم سے باز رکھنے کے بعد منت وسماجت کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن آپ نے انکار فرمایا۔ بالآخر جب راجہ صاحب نے آپ کے ارادہ کو مصمّم پایا تو کئی ہزار روپے نقد معہ تحائفِ عجیبہ اور چند جوڑے لباس کے حضور کی خدمت میں نذر پیش کیے۔ مگر آپ نے ایک تحفہ تک قبول نہ فرمایا۔

لاہور پہنچ کر مدت تک آپ کی کیفیت یہ رہی کہ جب کبھی آپ کو یاد آتا کہ آپ راجہ کی خواہش پر انگریزی سیکھنے اور پھر اس کی نوکری کے لیے تیار ہو گئے تھے تو آپ بے حد نادم ہوتے اور اسے ایک فتنہء عظیمہ قرار دے کر دیر تک استغفار اور توبہ میں مشغول رہتے۔

اس طرح کے بے شمار واقعات حضرت کی حیات طیبہ میں ملتے ہیں جن سے آپ کا توکّل سیر چشمی اور اتقاء ظاہر ہوتا ہے۔

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی ورنہ ھم چو چرخ سرگرداں شوی

Marfat.com

گورنرِ پنجاب بنو گے

مسٹر ڈین بھی جو بعد میں حضرت کی پیش گوئی کے مطابق گورنرِ پنجاب مقرر ہو گئے تھے آپ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا نے قیامِ لاہور کے اوائل میں چند ماہ تک اسے تعلیم دے کر پھر ترک کر دیا تھا۔ انہوں نے زعماء شہر کے ذریعے اپنی واپسی کے لیے متعدد بار کوشش بھی کی۔ اور آپ کو چند مربعے اراضی بھی عطاء کرنے کا لالچ دیا۔ مگر آپ نہ مانے۔

اور اپنے ایک فاضل شاگرد مولانا صدرالدین صاحب جہلمی کو ان کی تعلیم کے لیے مقرر فرمایا۔ وہ بھی گو حضرت کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہو کر پورے صالح اور متقی اور تارک الدنیا بن چکے تھے۔ ''الامر فوق الادب'' کی وجہ سے چند دن بادل ناخواستہ جاتے رہے۔ مگر پھر وہ چھوڑ گئے اور حضرت سے معذرت طلب کر لی۔

مجبوراً مسٹر ڈین کو کوئی اور انتظام کرنا پڑا۔ بالآخر جب صاحب مذکور گورنر پنجاب ہوئے تو لاہور آنے سے پہلے انھوں نے شملہ سے حضرت کے نام ایک چھٹی لکھی۔

میں آپ کی توجہ اور دعا و برکت سے گورنر مقرر ہو گیا ہوں مجھے آپ کے وہ الفاظ اچھی طرح یاد ہیں جن میں آپ نے میرے گورنر مقرر ہونے کی پیش گوئی فرمائی تھی میں لاہور پہنچوں گا۔ کیونکہ مجھے حضور کی شاگردی کا فخر

Marfat.com

حاصل ہے اور یہ مرتبہ بھی صرف آپ کی توجہ سے ملا ہے لہذا اگر آپ تاریخ مذکورہ کے بعد کسی دن مجھ سے ملاقات فرمائیں تو مجھے کمال خوشی ہوگی۔

اس چھٹی کو سن کر آپ کے خدّام بہت خوش ہوئے اور دل میں خیال کرنے لگے ہم حضور سے عرض کریں گے کہ صاحب مذکور سے مسجد اور مدرسہ کے اخراجات کی کفالت کے لیے کچھ قطعات اراضی کا مطالبہ فرمائیں۔ وہ لوگ ابھی خیال ہی کر رہے تھے اور عرض کرنے نہ پائے تھے کہ آپ فرمانے لگے۔

احمقوں نا سمجھو نہ ہم مسٹر ڈین سے ملاقات کریں گے اور نہ ان سے کسی قسم کی درخواست کریں گے درویش کو امیر سے کیا سروکار اور اس کی زمین یا جاگیر کے حصول سے کیا مطلب؟

یاری از من خواہ نہ از خیل و سپاہ　　راز با من گو نہ با میر نہ شاہ
ہر کہ یاری کنم بر تر شود　　وانکہ دور افگنم ابتر شود

مولانا کا ادب کتبِ دینی

آپ کتبِ دینی کا بدرجۂ کمال ادب فرمایا کرتے تھے۔ جس حجرہ میں آپ کا کتب نمانہ تھا کبھی اس میں چارپائی بچھا کر نہ لیٹتے تھے کسی کتاب کو بھی بے وضو ہاتھ نہ لگاتے۔

جناب حکیم محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ سلامت پوری نے بیان کیا کہ ایک دفعہ آپ حضرت مولانا سے درِ مختار کا سبق پڑھ رہے تھے۔ ان

Marfat.com

دنوں کسی وجہ سے آپ کا ایک پاؤں کچھ متوّرم تھا۔ سبق کے اختتام پر باتوں باتوں میں آپ نے فرمایا۔

"حکیم اب میرے پاؤں کو آرام آ رہا ہے۔"

حکیم صاحب نے میرے پاؤں کو چھو کر دیکھا اور عرض کیا:

"غریب نواز واقعی اب پہلے کی نسبت کافی آرام ہے۔"

یہ عرض کر کے حکیم صاحب اپنا ہاتھ کتاب پر رکھنے لگے۔ تو حضرت نے جھٹ ان کا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور فرمایا:

"توبہ توبہ! میرے پاؤں کو چھو کر وہی ہاتھ کتاب پر رکھنے لگے ہو۔ جاؤ ہاتھ دھو لو اور آئندہ احتیاط رکھو۔"

فی زمانہ ایسے ادب واحترام کی مثال عوام میں تو کیا اہلِ علم حضرات میں بھی مفقود ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جس فرش پر پاؤں رکھ کر چلا جاتا ہے۔ وہیں کتبِ دینی کو رکھ دیا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت ہاتھ بے دھڑک پاؤں سے لگا کر پھر قرآن کریم پر رکھ دیتے ہیں اور ورق الٹتے ہیں۔ بے وضو چھونا تو عام عادت ہے یہی وجہ ہے کہ نہ زبانوں میں تاثیر ہے۔ اور نہ برکت ہے۔ وَاللہ درّ القائل۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب　　　بے ادب محروم شد از فضلِ رب

آپ کا یہ فعل سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسوۂ حسنہ کے عین مطابق ہے چنانچہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی کتب سیر میں لکھا

Marfat.com

ہے کہ آپ ایک دفعہ درسِ فقہ دے رہے تھے کہ چھت سے ایک سانپ گرا اور آپ کی گود میں آ پڑا، اکثر لوگ گھبرا کر بھاگ اٹھے مگر آپ مجلس کے تقدّس اور علمِ فقہ کی حرمت کی وجہ سے کامل اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہے اور کوئی ایسی حرکت نہ کی جو خلافِ ادب و احترام ہوتی۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے سلف کی پاک زندگیاں بھی ایسے واقعات سے بھرپور ہیں۔

ہمعصر علما میں آپ کا درجہ

یہی ادب و احترام اور شغفِ دینی تھا جس کی برکت سے آپ اپنے ہمعصر علماء دین میں نیّرِ تاباں اور خورشیدِ درخشاں کی طرح چمکتے تھے۔ یہاں تک کہ جس فتویٰ پر آپ کی مہرِ تصدیق ثبت نہ ہوتی، اسے عوام ہرگز ماننے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے چنانچہ آج تک اس کا اثر موجود ہے۔ یعنی جو مسائل آپ کی تصنیف کردہ کتب میں درج ہیں۔ انہیں کو لوگ صحیح اور درست تسلیم کرتے ہیں اور ان کے خلاف کہنے والے کا قطعاً اعتبار نہیں کرتے اور اگر کسی موقع پر کوئی اختلاف واقع ہو جاتا ہے تو آپ کے تحریر کردہ مسئلہ کو تحقیق اور صحیح سمجھا جاتا ہے۔ سچ ہے "مَنْ کَانَ لِلّٰہِ فَلَہُ الْکُلُ" یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ تمام جہان اس کا ہو جاتا ہے۔ آپ کے تلمیذِ باتمیز اور شاگردِ رشید حکیم محمد یعقوب صاحب نے جو حضور کے رنگ میں خوب رنگے ہوئے تھے ایک دفعہ بیان فرمایا:

Marfat.com

ہر چہ دریں عالم است از اثرِ صحبت است

ورنہ کجا یافتے چو پائے نبات

انہوں نے ایک رات خواب میں ایک عالیشان عمارت دیکھی جس میں اتنی تیز روشنی تھی کہ موجودہ بجلی اور گیس کی روشنیاں اس کے سامنے ہیچ تھیں۔ اس محل کی روشنی سورج کی آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی۔ جس کی بلندی اس قدر تھی کہ دیکھنے والے کو اس کی چھت تک نظر پہنچانے کے لیے پگڑی سنبھالنی پڑتی تھی۔

حکیم صاحب نے خواب ہی میں کسی سے دریافت کیا کہ "یہ کس بزرگ کا محل ذی شان ہے" جواب ملا: "یہ مکانِ عالیشان حضرت مولانا غلام قادر بھیروی کا ہے۔" اس خواب کو دیکھ کر خواب میں ہی حکیم صاحب کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب الایمان یاد آیا کہ میری امت کے علماء کو جنت میں ایسے نورانی اور بلند و بالا غرفے و محل ملیں گے کہ نچلے درجے والے پگھڑیاں سنبھال کران کو دیکھیں گے۔"

اس ارشادگرامی کے یاد آنے پر حکیم صاحب نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ انہیں غرفوں میں سے ایک غرفہ ہے۔

حضرت مولانا کی کسرنفسی

اس علوِ شان اور مرتبہ کے باوجود آپ میں کسرِ نفسی بھی بے حد تھی۔ ایک دفعہ حکیم صاحب مذکور نے آپ سے عرض کیا:

Marfat.com

"غریب نواز آپ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں۔"

آپ نے ارشاد فرمایا:

"حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے نائب تو سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں میں تو ان کے در اقدس اور دربار کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔"

یہ فرما کر آپ پر ایک وجدانی اور بے خودی کی سی حالت طاری ہوگئی۔ آپ کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور دیر تک یہی حالت رہی۔

آپ کا طرزِ گفتگو

آپ کی طبیعت بڑی پُر رقت اور عبرت گیر تھی۔ آپ کی طرزِ گفتگو اسی کیفیت کی وجہ سے اس قدر موثر ہوتی کہ ایک ایک لفظ دل نشیں ہو جایا کرتا تھا اور اس کی چاشنی سے سامعین کے کان اور دل سینوں میں مسرور رہتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت نے وطن مالوف جانے کا ارادہ فرمایا، میاں غلام حسین اور حکیم محمد یعقوب صاحب مشایعت کے لیے ریلوے سٹیشن بادامی باغ تک گئے۔ راستہ میں حضرت نے میاں صاحب کو کچھ روپے دینے کے بعد فرمایا:

"غلام حسین! ڈیوڑھے درجے کا ٹکٹ لینا اور مٹی کے چند ڈھیلے بھی رفع ضرورت کے لیے لے لینا۔"

حکیم صاحب اس فرمان کو سن کر دل میں خیال کرنے لگے کہ آپ تو عالم باعمل اور کامل ولی ہیں۔ تیسرے درجے کے ٹکٹ لینے میں کیا ہرج تھا کہ

Marfat.com

ڈیوڑھا خریدنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تو صریحاً اسراف ہے اور امارت کا اظہار ہے۔

سٹیشن پر پہنچ کر جب میاں غلام حسین حسبِ فرمان ڈیوڑھے درجے کا ٹکٹ خرید لائے تو فرمایا۔

حکیم! ڈیوڑھے درجے میں رش کم ہوتا ہے اور گو کرایہ تو کچھ زیادہ دینا پڑتا ہے لیکن نفل پڑھنے میں سہولت اور ذکر و شغل میں یکسوئی کی جو نعمت حاصل ہو جاتی ہے وہ اس معمولی رقم سے کئی درجہ بیش قیمت ہوتی ہے۔"

پلیٹ فارم پر پہنچ کر آپ گاڑی کے آنے تک ایک طرف نوافل اور ذکر و شغل میں مشغول ہو گئے۔ گاڑی آنے پر اس میں سوار ہو گئے۔ اور اس کی روانگی تک میاں صاحب اور حکیم صاحب کے ساتھ اپنے مشفقانہ اور محبت آمیز لہجے میں گفت گو فرماتے رہے۔ آخر میں آپ نے ایک خاص انداز میں فِیْ اَمَانِ اللّٰہ فرمایا۔ ان دونوں صاحبوں کا بیان ہے کہ وہ چند حروف کچھ اس قدر دلکش انداز میں آپ نے فرمائے کہ واپسی پر تمام راستے ہم ان الفاظ کو دہراتے آئے۔ یہاں تک کہ ہمارے دل آپ کی فرقت نے سخت بے چین ہو گئے۔ بالآخر دونوں بھیرہ جانے اور حضور کے دیدار سے اپنی آتشِ شوق کو سرد کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن انہیں دنوں حضور کا حال نامہ انہیں ملا جس میں حضور کی واپسی کی تاریخ درج تھی۔ جس سے دونوں مہجوروں کے دلوں کو تسکین حاصل ہو گئی۔ اور وہ اس تاریخ کا بے صبری سے

Marfat.com

انتظار کرنے لگے۔ دونوں صاحبوں کا بیان ہے کہ آج تک اتنے سال گزرنے کے باوجود بھی آپ کے ان کلمات طیبات کی چاشنی قلب وجگر میں موجود ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے:

یعنی ع دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔

آپ کا اپنے پیر و مرشد سے عشق، کسی میں جرأت نہیں کہ میرے سامنے آسکے

آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت خواجۂ خواجگان شمسِ بازغہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر والہانہ محبت تھی کہ وہ درجۂ عشق کو پہنچ چکی تھی۔ آپ کا یہ حال تھا کہ ہر دوسرے یا تیسرے ماہ دربار میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ سچ ہے:

صحبت پیر بہتر از ہر عمل است ہر کہ با دنشست با عمل است

اس سفر کے دوران آپ بھیرہ بھی جاتے اور اپنے اہل و عیال سے ملاقات فرماتے لیکن وہاں صرف ایک رات قیام فرما کر سیال شریف چلے آتے اور وہاں جی بھر کر پھرتے۔ حضرت خواجہ صاحب کا آپ کمال ادب فرماتے اور آپ کی خدمت کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتے۔ دورانِ قیام حضرت کے صاحبزادگان والاشان حضرت خواجہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ وسجادہ نشین ثانی حضرت شعاع الدین صاحب اور حضرت فضل الدین صاحب کی علمی خدمت فرماتے اس کے علاوہ آپ آستانہ عالیہ کی ہر خدمت کے لیے پیش پیش رہتے اور اسے اپنے لیے باعثِ سعادتِ دارین سمجھتے:

Marfat.com

اے دل بہ ہوس بر سر کارے نرسی　　تا غم نخوری بغم گسارے نرسی
تا خاک ترا کوزہ نہ سازندہ کلالاں　　ہرگز بلب لعل نگارے نرسی

قیامِ لاہور کے دوران بھی آپ اپنے مرشد کا ذکر اکثر کرتے رہتے تھے۔ اور وفورِ محبت سے اس وقت آپ پر ایک بے خودی سی طاری ہو جاتی:

ازیں خوش تر خیال نیست مارا　　کہ دائم درخیال یار باشیم

اخویم شہید حضرت مولانا مولوی ابوالبرکات محمد نصیرالدین بگوی نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ وہ اور ان کے برادرِ بزرگ حضرت مولانا مولوی محمد ذاکر بگوی مسجد کے سامنے سے گزرے۔ اس وقت حضرت مولانا تالاب پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے انہیں دیکھ کر دروازہ میں کھڑے ہو کر سلام کیا۔ حضرت نے انہیں دیکھتے ہی سلام کا جواب دیا اور اندر آنے کو کہا۔

دونوں اندر داخل ہوئے آپ نے میاں غلام حسین کو پلنگ بچھانے کا حکم دیا اور دونوں سے نہایت محبت اور الفت کے ساتھ مل کر وہاں لے جا کر بٹھا دیا۔ وہ دونوں صاحب بھی دربارِ دوراں سیالوی کے خوشہ چین تھے اور اسی سرچشمہ کے فیض یافتہ تھے۔ رسمی خاطر مدارات کے بعد حضرت نے انہیں اپنے پیرو مرشد کا کوئی واقعہ سنانے کی فرمائش کی۔

چنانچہ حضرت مولانا مولوی ذاکر صاحب اپنی زبانِ فیض ترجمان سے فرمانے لگے۔

''ایک دفعہ مجھے کسی مسئلہ کے متعلق شبہ سا پیدا ہو گیا۔ ہر چند میں نے

Marfat.com

اسے حل کرنے کی کوشش کی اور احباب سے بھی دریافت کیا مگر وہ تسلی بخش طور پر حل نہ ہو سکا۔ لاچار اس عقدۂ لاینحل کی عقدہ کشائی کے واسطے دربار فیض بار میں حاضر ہونے کے ارادے سے عازمِ سیال شریف ہوئے۔

گاؤں میں پہنچ کر آستانۂ عالیہ کی حدود میں داخل ہوا۔ حضور قبلہ اس وقت اپنی نشستگاہ سے باہر ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ خدا کی شان! دور سے حضور کا روئے انور دیکھتے ہی مسئلہ خود بخود ہی حل ہو گیا اور سمجھ میں آ گیا۔ اس وقت باساختہ میرے منہ سے نکلا:

اے جمال تو جواب ہر سوال حل مشکل میشود بے قیل و قال

اور ایک والہانہ انداز سے یہی شعر کہتا ہوا قدم بوس ہوا اور حضرت شمس بازغہ علیہ الرحمۃ سے تمام ماجرا عرض کیا۔

حضرت مولانا یہ واقعہ سنتے جاتے تھے اور اب ہر ایک قسم کی محویت اور سروری کیفیت طاری ہوتی جاتی تھی۔ بالآخر مولانا مولوی ذاکر صاحب نے مندرجہ بالا شعر پڑھا تو آپ ضبط نہ کر سکے اور بے خودی کے عالم میں کھڑے ہو کر کہنے لگے:

"مولانا! نہیں نہیں! یوں کہو:

اے خیالِ تو جواب ہر سوال حل مشکل مشیو د بے قیل و قال

آپ اس شعر کو بے تابانہ انداز سے کئی بار دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ کے آنسو جاری ہو گئے، جب طبیعت میں ذرا سکون آیا تو فرمایا:

Marfat.com

بھائی محمد ذاکر! میں لاہور کی اس مسجد کے اندر محض حضرت خواجہ غریب نوازی کا خیال لے کر بھائیوں اور تمام بدعقیدہ فرقوں پر خدا کے فضل وکرم سے غالب ہوں۔ کسی کی جرأت نہیں کہ میرے سامنے آسکے:

بادوست کنج فقر بہشت مست و سروری
بے دوست خاک کو سرِ جاہ وتونگری
تا دوست درکنار نہ باشد بہ کام دل
اور ہر ہیچ نعمتے نہ توانی کہ برخوری

دربارِ سیالوی سے عطائے خلافت

یہی محبت اور عشق تھا جس کے باعث حضرت نے اپنے پیرومرشد سے ایک گہرا تعلق پیدا کرلیا اور آپ اس باسعادت آثار کے خدّا مانِ خاص الخاص میں شامل کرلیے گئے۔ یہاں تک کہ بالآخر آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا گیا:

خلعت الفقر و فخری ازدرِ خیر البشر
باسرور خرمی پوشیداں عالی گہر

خلیفۂ مجاز ہونے کے بعد آپ کا فیض بیش از بیش پھیلا اور آپ مدارج تصوّف سلوک طے کرتے کرتے خداوند تعالیٰ کے برگزیدہ اولیاء میں شمار ہونے لگے۔ آپ سے بیشمار خوارقِ عادات اور کرامتیں ظاہر ہوئیں جن میں سے چند ایک کا ذکر باب کشف وکرامات میں ان شاءاللہ آئے گا۔ و بِاللّٰہ التوفیق۔

Marfat.com

آپ کا بیعت فرمانا

بیعت کے معاملے میں آپ بے حد محتاط تھے جب تک کسی کی درستی اعتقاد اور ذوق وشوق کا پورا پورا امتحان نہ لے لیتے اسے اپنے سلسلے میں داخل نہ فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے بیعت شدہ مریدوں کی تعداد بہت کم ہے یہ حقیقت ہے کہ اگر آپ اس معاملہ میں اس قدر احتیاط نہ برتتے تو آج آپ کے مریدین کی تعداد بھی ہزارروں اور لاکھوں تک ہوتی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مرید اسے کرنا چاہیئے جو پیر کا پورا عاشق ہو اور اس کے ہر قول وفعل کا بدل وجان اتباع کرنے کا ارادہ رکھنے والا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جن خوش نصیب لوگوں کو حضرت کے امتحان میں پورا اترنے کے بعد بیعت کا شرف حاصل ہوا وہ بھی خوش نصیب اور سرفروش ہیں اور حضرت کے عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہر وقت آپ کے گن گاتے رہتے ہیں۔

آپ کے مواعظۂ حسنہ

یہ بات عام طور پر آج بھی زبان زدِ عوام وخواص ہے کہ جس شخص کو ایک دفعہ بھی حضرت کی مجلس میں بیٹھ کر آپ کے ارشاداتِ گرامی سننے کا اتفاق ہوا اس کا عقیدہ کبھی بگڑ نہ سکا۔ اور جس شخص نے حضرت کے مواعظ حسنہ سن لیے اسے کسی دوسرے عالم کے وعظ میں وہ لطف وسرور روحانی حاصل نہ ہوا۔ حالانکہ آپ کا وعظ بالکل سادہ اور شعر گوئی تفنن اور تکلف سے پاک ہوا کرتا

Marfat.com

تھا۔ آپ غیر معتبر روایات سے ہمیشہ اجتناب فرماتے اور سادہ دلنشین پیرائے میں معتبر روایات ہی بیان کرتے۔

آپ کی خوش اخلاقی

آپ کے چہرۂ انور پر ایک قدرتی ہیبت اور جلال تھا اور کسی کو بھی آپ کے ساتھ بے تکلفی کے ساتھ گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی مگر باہمہ آپ بے حد خلیق، ہنس مکھ اور خوش گو تھے۔ جو شخص ملاقات کے لیے حاضر ہوتا اس سے کمال ملاطفت شیریں کلامی اور مہربانی سے تمام حالات دریافت فرماتے اور اگر کوئی کسی وجہ سے چند دنوں تک حاضر نہ ہوسکتا تو اس سے غیر حاضری کی وجہ دریافت فرماتے اور ارشاد کرتے آیا کرو مل بیٹھنا اچھا ہوتا ہے۔ سچ ہے:

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

آپ کی مجلس میں شامل ہونے والے سرنگوں اور مؤدبانہ بیٹھا کرتے آپ کی گفتگو ہمیشہ مسائلِ دینی، ذکر اللہ، ذکر الرسول اور اذکار الصالحین کے متعلق ہی ہوا کرتی تھی سچ ہے:

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم اِلّا حدیثِ دوست و تکرار می کنیم

آپ کا نعت شریف سننے کا شوق

آقائے نامدار احمدِ مختار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور قصائد سننے کا آپ کو بے حد شوق و ذوق تھا لیکن آپ متقدمین بزرگوں بالخصوص فارسی شعراء کا کلام پسند فرماتے اور اسے بھی راگ اور ترنم

Marfat.com

کی قیود سے آزاد متشرّع پابندِ صوم وصلوۃ اور صاحبِ ذوق شخص سے سنتے اور غیر شرح یا راگ رنگ پیدا کرنے والے لوگوں سے قطعاً نہ سنتے۔

اگر کسی نعت میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی ذات مبارک کو تو یا تم یا تمہارے کے الفاظ سے خطاب کیا ہوتا یا رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کا اسمِ مبارک بغیر القاب وآداب کے لیا جاتا یا حضرت کے دیارِ مقدسہ کو یثرب کہا جاتا یا حضور سرکار مدینہ علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام کی خدمت میں کوئی پیغام بذریعہ بادِ صبا عرض کیا گیا ہوتا تو ایسے اشعار برداشت نہ کر سکتے اور وفورِ عشق ومحبت نبوی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم سے انہیں خلافِ ادب پڑھنے والے کو روک دیتے اور فرماتے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی ذات کو تو یا تم۔ کے الفاظ سے مخاطب کرنا یا آپ کے اسم مبارک کو بغیر القاب وآداب کے منہ سے نکالنا سخت بے ادبی ہے اور مدینہ منورہ کو یثرب کہنا یا لکھنا علمائے کرام کے نزدیک متفقہ طور پر مکروہ اور ناجائز ہے کیونکہ یثرب کے نام سے حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے گرامی قدر شہر کی بے ادبی اور اہانت کا پہلو نکلتا ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

اسی طرح آپ بادصبا کے ذریعہ رسولِ کریم کی خدمت میں کوئی پیغام عرض کرنا بھی خلاف ادب سمجھتے اور فرمایا کرتے کہ اگر تمہیں حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم سے سچی اور صحیح محبت ہے تو پھر حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم بنفس نفیس تمہاری باتیں سن لیں گے۔ کسی قاصد کی ضرورت ہی نہیں لیکن اگر تمہارے

Marfat.com

دل عشقِ حضور سے خالی ہیں تو پھر ان زبانی دعووں یا لفّاظی سے کیا فائدہ؟ یہ منافقت اور ریاء کاری ہوگی جو کسی حالت میں دربارِ خداوندی میں قابلِ قبول نہیں۔

قوالی کے متعلق حضور کے ارشادات

مزامیر اور دیگر آلات موسیقی کے ساتھ قوالی کو آپ ناپسند فرماتے اور ہمیشہ اس سے اجتناب کرتے جب کوئی شخص اس کے متعلق پوچھتا۔ تو فرمایا کرتے۔

''میرے پیرومرشد نے کبھی قوالی سنی اور نہ میں ہی سنتا ہوں۔ البتہ اشعار سننے کا شوق ہے اس لئے جب قلبی خواہش ہوتی ہے تو حافظ شیرازی کا کلام یا مولانا جامی کی نعتیں پڑھ لیا کرتا ہوں یا کسی سے سن بھی لیتا ہوں۔ یہی میرے پیرومرشد کا معمول تھا۔''

فرمایا کرتے کہ قوالی عوام کے لیے ہرگز جائز نہیں۔ جن بزرگانِ دین نے اسے اپنا معمول بنایا۔ انہوں نے اسے خاص الخاص حالتوں اور نہایت کڑی شرطوں کے ساتھ سنا...... تو انہوں نے اس کی اباحت کا فتویٰ خاص مواقع پر خاص مجالس میں اور خاص اشخاص کے لیے دیا یعنی یہ کہ سننے والے اس کے اہل ہوں۔ وہ عشقِ حقیقی کے طالب ہوں۔ قوّال پابندِ صوم وصلوٰۃ ہوں اور مستند اور عالم شعراء کا کلام پڑھیں۔ تمام شرکائے مجلس باوضو ہوں اور مودّبانہ بیٹھ کر پوری توجہ احترام اور ذوق شوق کے ساتھ محبوبِ حقیقی کے ساتھ

Marfat.com

لو لگائے ہوئے اشعار سنیں۔

آپ آج کل کی مجالس قوالی کو ناجائز قرار دیتے جس میں اشعار پڑھنے والے غیر شرع تارکِ صوم وصلوٰۃ وفسق وفجور کے مرتکب اور بے وضو ہوں اور سننے والے بھی عشقِ مجازی کے طالب ہوں نااہل ہوں اور پھر ان میں فرقہ اُناث بھی شامل ہوں۔ ہو حسبِ فرمان رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم النساء جائل الشیطن یعنی عورتیں شیطان کے جال یا پھندے ہوتے ہیں۔

آپ کی مسجد سے محبت اور صوم وصلوٰۃ پر مواظبت

رسولِ کریم کے فرمان کے مطابق کہ اب: احب البلاد عند اللہ مساجد وابغض البلاد عند للہ اسواقھا ،یعنی بستی میں خداوند تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیاری جگہ اس کی مساجد ہیں اور خدا کے نزدیک سب سے بری جگہ اس کے بازار ہیں۔ آپ مساجد سے بہت انس ومحبت رکھتے تھے اور اس متبرک مقام کا پورا پورا احترام اور سوائے اشد ضرورت کے اس سے باہر نہ نکلتے بلکہ سفر میں بھی ہوتے تو مساجد میں قیام فرماتے اور فرمایا کرتے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّمَا یعمر مَسَاجِدَ اللہ مَنْ اٰمَنَ باللّٰہِ وَبا الیومِ الْاٰخِرِ

یعنی خداوند تعالیٰ کی مساجد کو صرف وہی شخص آباد کرتا ہے جو خداوند تعالیٰ اور آخرت کے دن پر پورا پورا ایمان رکھنے والا ہے۔

Marfat.com

آقائے نامدار کا یہ فرمان بھی اکثر آپ کے وردِ زبان رہتا: اَلْمُومِنُ فِی الْمَسجِدِ کَالسَّمَکِ فِی الْمَاءِ وَالْمُنَافِقُ فِی الْمَسْجِدِ کَالطَّیُورِ فِی الْقَفَسِ یعنی مومن مسجد میں اس طرح آرام وسکون سے رہتا ہے جس طرح مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں اس طرح پریشان اور بیقرار ہوتا ہے جس طرح پرندہ پنجرے میں۔

آپ نمازِ پنجگانہ کو پورے ذوق وشوق کمال خشوع وخضوع اور اہتمام کے ساتھ ادا فرمایا کرتے۔ نمازِ باجماعت کے اسقدر شائق تھے کہ سفر میں بھی اس کا پورا پورا دھیان رکھتے۔ تمام نمازوں میں اوقات مستحبہ کی محافظت فرماتے حتی کہ نماز عشاء جاڑوں میں تقریباً گیارہ بجے پڑھا کرتے۔ علاوہ ازیں نوافل تہجد، اشراق، چاشت فی الزوال سنن قبل از عصر وعشاء، اوابین، وغیرہ پوری پابندی کے ساتھ سفر وحضر میں بھی ادا کرتے۔

آپ اکثر روزہ دار رہتے، نفلی روزے خاص اہتمام سے رکھا کرتے ہمیشہ باوضو رہتے اور وضو فرماتے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھتے۔ وضو کے وقت کبھی دنیوی کلام نہ فرماتے بلکہ ماثورہ دعائیں پڑھتے رہتے۔ آپ عام طور پر تالاب کے جنوب مشرقی کونے سے ذرا شمال کی طرف بیٹھ کر وضو فرماتے۔ تالاب میں پاؤں ڈال کر دھونے سے منع فرماتے اور اسے مکروہ خیال فرماتے کیونکہ اسی پانی کو منہ میں ڈال کر کلی کرنا پڑتی ہے۔

قرآنِ کریم اور دلائل الخیرات کی تلاوت کمال ذوق وشوق سے روزانہ

Marfat.com

بلا ناغہ فرمایا کرتے۔ ارشاد فرمایا کرتے کہ مرید کے لیے لازم ہے کہ جو اوراد واشغال ونوافل اس کا مرشد تلقین کرے انہیں مداومت اور مواظبت سے ادا کرے کیونکہ اس نے انہیں اپنے اوپر واجب کرلیا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے پیرومرشد کے طریقے پر عملاً یا اعتقاداً نہیں ہے وہ مرتدِ طریقت ہے:

متاعِ وصلِ جاناں بس گراں است　　گریں سودا بجاں بودے چہ بودے

آپ نیند بہت کم فرمایا کرتے اور "قَلِيْلًا مَّا يَهْجَعُوْنَ" کے مطابق رات کو صرف کچھ دیر کے لیے بستر پر پہلو لگالیا کرتے تھے:

شبِ تاریک دوستانِ خدا　　می بتابد چو روزِ رخشندہ

شب خیز کہ عاشقان بشب راز کنند　　گرد در و بام دوست پرواز کنند

ہر جا دربود بشب بر نبدند　　اِلّا در دوست را کہ بشب باز کنند

آپ ہمیشہ اپنی چارپائی شمالاً جنوباً بچھواتے اور دائیں کروٹ پر اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر سوتے ہر وقت ذکر و شغل میں رہتے۔

یارب دل پاک وجان آگاہم دہ　　آہ شب و گریہ سحر گاہم دہ

اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہمیشہ آپ کا قلب یادِ الٰہی میں مشغول رہتا اور "دل بہ یار او دست بہ کار" کے پورے مصداق تھے۔

ترا یک پند بس از ہر دو عالم　　کہ برناید ز جانت جز خدا دم

اگر تو پاس داری پاس انفاس　　بسلطانی رسانیدت ازیں پاس

Marfat.com

حضور اپنے متوسّلین اور احباب کو بھی اس قسم کی ہدایت فرماتے چنانچہ ایک دفعہ اپنے ایک مخلص مرید میاں رحیم بخش صاحب کی دکان کے سامنے سے گزرے، میاں صاحب کے اصرار پر کچھ دیر کے لیے دکان میں ٹھہرے اور ارشاد فرمایا:

''میاں صاحب! اگر تم اپنی نشست کو روبقبلہ رکھ کر کام کیا کرو تو ثواب بھی پاؤ اور باعث برکت بھی ہوگا۔''

آپ کا احترام اذان

آپ اذان کا بے حد احترام فرماتے، آذان کا پہلا کلمہ سنتے ہی دست بستہ تعظیماً کھڑے ہو جاتے اور فرمایا کرتے اجابت آذان مابقول و بالقول دونوں طرح واجب ہے کبھی فرماتے کہ ان کلمات طیّبات کے ساتھ آسمان سے نور اترتا ہے۔ اس نور کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا چاہئے۔ کبھی ارشاد فرماتے کہ مؤذن باری تعالیٰ عزّاسمہ، کا منادی ہے۔ اور کلماتِ آذان ارشاداتِ خداوندی ہے ان کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا عین ایمان ہے۔

فرمایا کرتے کہ خلفائے بغداد کے زمانے میں دستور تھا کہ جب کبھی وہ اپنے کسی ماتحت حاکم کے پاس ایلچی کے ذریعے پیغام بھیجتے تو وہ ایلچی وہاں پہنچ کر حاکمِ شہر کو اپنے آنے کی اطلاع بھیجتا حاکمِ شہر اسی وقت ہنگامی دربار منعقد کرتا جب سب درباری اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے تو ایلچی کو طلب کیا جاتا۔ وہ وہاں پہنچ کر باآواز بلند اَلْبَرِیْدُ اَلْبَرِیْدُ مِنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْن

Marfat.com

پکارتا ان کلمات کے سنتے ہی حاکم اور تمام درباری امیر المومنین کے پیغام کی تعظیم کے لیے مؤدِبانہ کھڑے ہو جایا کرتے اور پیغام سننے تک اسی طرح سرنگوں کھڑے رہتے۔

تقبیل ابہامین-انگوٹھے چومنا

اذان اور تکبیر میں "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه" سنتے تو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے معہ انگشتہائے سبابہ کلمے کی انگلی چوم کر آنکھوں پر ملتے پہلی شہادت پر فرماتے "مَرْحَبًا بِحَبِيْبِیْ قُرَّةُ عَيْنِیْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه" اور دوسری دفعہ فرماتے "اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔"

ارشاد فرماتے اس عمل کی فضیلت میں حدیثیں وارد ہیں جن میں ضعفِ اثری تو موجود ہے لیکن فضائل اعمال میں بہرحال وہ مقبول ہیں۔ فرمایا کرتے کہ حضرت آدم علیہ السّلام، خواجہ خضر علیہ السّلام اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس عمل کا ثبوت ملتا ہے اور حسب ارشاد نبوی:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّتِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْن

(میرے اور خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑو) یہ عمل سنّت بھی کہا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

آپ کی دعا کی کیفیت

ارشاد فرمایا کرتے کہ وظیفہ اور ذکر ختم ہونے پر نہایت عجز اور انکساری اور الحاح وزاری کے ساتھ یہ دعا مانگا کرو۔ اِلٰهِی اَنْتَ مَقْصُودِیْ وَ رِضَاكَ مَطْلُوبِی فَارْ ذُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ حَبِیْبِكَ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ

گر طالب مالی مطلب ہیچ مرادے
دریافتن است تراجملہ مرادے

دعا کے وقت آپ کے سینۂ مبارکہ سے دیگ کے جوش کی مانند آواز نکلتی تھی۔ آپ کی کیفیت سلف صالحین کے عین مطابق تھی، چنانچہ ”کیمیائے سعادت“ میں حضرت امام غزالی نے تحریر فرمایا ہے کہ سیدنا ابراھیم علیہ السّلام کا سینۂ مبارکہ دعا کے وقت اس قدر جوش مارتا کہ اس کی آواز دور دور تک سنائی دیتی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینۂ بے کینہ سے بھی اس قسم کی آواز آتی تھی۔

دعا مانگتے وقت آپ دونوں ہاتھوں کو سینے کے برابر بلند رکھتے۔ ہاتھوں کو الگ انگلیوں کو کشادہ اور ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف رکھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دعا کا قبلہ عرشِ الٰہی ہے اس لیے سینہ کے برابر ہاتھ کشادہ رکھنے چاہیں۔

حیاء کی کیفیت

آپ میں حیاء کی صفت حد درجہ کی موجودہ تھی جناب حکیم مولوی محمد

Marfat.com

یعقوب نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے حضور سے ''مراقی الفلاح'' پڑھی جب باب استنجاء اور استبراء عن البول آیا۔ جن میں مرد اور عورت کے لیے تفصیلی احکام ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ''بچہ اس باب کا خود مطالعہ کر لینا اور کوئی مشکل مقام ہو تو پوچھ لینا۔ فرمایا کرتے، پیشاب کے بعد پانی سے استنجاء کرنے سے پہلے استبراء عن البول کے لیے ڈھیلوں کا استعمال ضروری ہے اور کم از کم اتنے قدم ڈھیلا لے کر چلنا چاہیے جتنے سال انسان کی عمر ہو تا کہ پاکیزگی کا یقین ہو جائے اور پیشاب پوری طرح خشک ہو جائے۔

خطبہ کے وقت عصاء کا استعمال

آپ خطبہ کے وقت دائیں ہاتھ میں عصاء ضرور رکھتے اور فرماتے کہ ''طحطاوی علے مراقی الفلاح'' میں بروایت ابوداؤد اور براء ابن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ رسولِ کریم سیدنا و نبینا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بوقتِ خطبہ اپنے دائیں ہاتھ مبارک میں عصاء تلوار یا کمان رکھتے تھے چنانچہ تواریخ میں موجود ہے کہ حضور کا عصائے مبارک آپ کے وصال کے بعد یکے بعد دیگرے خلفائے راشدین میں منتقل ہوتا رہا اور وہ خطبہ کے وقت اسے اپنے ہاتھ میں رکھنا ضروری سمجھتے تھے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب باغیوں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا تو ایک جمعہ کے دن کسی ظالم نے وہ عصاء عین خطبہ کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے چھین لیا اور گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا جس سے اس

Marfat.com

بد بخت کے زانو پر زخم ہو کر ناسور ہو گیا اور وہ مردود اسی زخم سے مر گیا۔

دونوں خطبوں کے درمیان دعا مانگنا

آپ دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ قبولیّت دعا کے لیے یہ وقت بھی احادیث میں آیا ہے اس لیے اس وقت دعا مانگنا چاہیے۔

درودِ حضوری

آپ کا معمول تھا کہ فجر، عشاء اور جمعہ کی نماز کے بعد باآواز بلند بڑے ادب واحترام کے ساتھ درودِ حضوری خود بھی پڑھتے اور مقتدیوں کو بھی مل کر پڑھنے کے لیے فرماتے۔ اس کے بعد دعا مانگا کرتے یہ درود شریف مودِبانہ دوزانوں ہو کر اس تصور سے پڑھتے گویا حضور سرورِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پڑھ رہے ہیں۔ درود شریف جو آپ کا معمول تھا وہ یہ ہے۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَ سَلَّمَ يَا رَسُوْلَ الله

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَ سَلَّمَ يَا حَبِيْبَ الله

جناب مولانا حکیم محمد یعقوب سلامت پوری نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس درود شریف میں صَلَّى فعل ہے۔ جو حدوث کو چاہتا ہے۔ اس کی بجائے اَلصَّلٰوۃ کہنا افضل معلوم ہوتا ہے۔ اس

Marfat.com

خیال کے آتے ہی مولانا کی توجہ باطنی سے معاً القا ہوا کہ "صَلَّی اللّٰہ" کی طرف منسوب ہے۔ جو بہر حال افضل و اعلیٰ ہے۔ انسان کا اَلصَّلٰوۃ کہنا اس کی لیاقت اور وسعت کے اندازہ پر ہوگا اور خداوند تعالیٰ کا درود بھیجنا اس کی شانِ کبریائی اور مرتبتِ لامتناہی کے مطابق ہوگا۔

فرمایا کرتے:

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
وَسَلَّم عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

سے

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْكَ وَ سَلَّمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
صَلَّی اللّٰہ عَلَیْكَ وَ سَلَّمَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

افضل ہے کیونکہ اوّل الذّکر کے دونوں جملوں میں ایک دفعہ درود و سلام ہے اور موخر الذکر کے ہر جملہ میں درود و سلام موجود ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کو موخر الذّکر کے پڑھنے سے دوگنا اجر و ثواب ملے گا۔

فرمایا کرتے کہ "طبقات کبریٰ" میں حضرت محمد شمس الدین حنفی مصری قدس سرہ العزیز خلیفہ اعظم حضرت خواجہ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ مصر میں کہیں سے ایک مجذوب آیا جس کی زبان پر ہر وقت یہ شعر رہا کرتا تھا۔

Marfat.com

نَھَارِیْ نَسِیْمِ کُلِّھَا اذا تبسّمت

اَوَائِلِھَا فِیْھَا بزد تِحیَّتِی

لوگوں کواس شعر کا مطلب سمجھ میں نہ آیا تو انہوں نے حضرت خواجہ کی طرف رجوع کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس شعر سے اس مجذوب کے علوِ مرتبت سے پتہ لگتا ہے یعنی یہ شعر روزانہ علی الصّبح رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود حضوری تحفہ بھیجتا ہے اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے درود وسلام کا جواب ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ جسے یہ خود سنتا ہے اور اسی خوشی سے اس کا تمام دن سرور وکیف میں گزر جاتا ہے۔ یہ شعر اس کی اس خوشی اور سروری پتہ دیتا ہے۔

ایک اور بزرگ کے حال مبارک میں لکھا ہے کہ وہ ہر وقت یہ شعر زبان زد رکھتے تھے اور محبوب خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں درود وسلام عرض کر کے جواب کی التجا اور تمنا کرتے:

صد سلامت مے فرستم برتو اے فخر کرام

بو کہ آید یک علیکم در جوابم صد سلام

آپ کے اکل وشرب کی کیفیت

آپ کھانا اتنا کم تناول فرمایا کرتے کہ آپ کے لیے قوت لایموت کا کام دے سکے اور فرماتے کہ زیادہ کھانے سے سستی اور غنودگی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو غفلت کا باعث بن جاتی ہے سچ ہے:

Marfat.com

تو پرسی از طعام تابینی   اندرون سرِّ حق کجا بینی

اندرون از طعام خالی داد   تادرون نورِ معرفت بینی

آپ ہمیشہ اپنا کھانا خود تیار کرواتے اور بہت کم مواقع پر کسی کے ہاں کھانے کے لیے جاتے لیکن جب جاتے تو پورے طور پر اس بات کا اطمینان کر لیتے کہ کھانے میں کسی قسم کا اشتباہ تک بھی نہ ہو مسجد میں جو کھانے محلّہ داروں یا آپ کے متوسلین کے ہاں سے آتے وہ تمام تر درویشوں اور مسجد میں مقیم طالب علموں کے لیے ہوتے تھے۔ میّت کے ایصالِ ثواب کے لئے جو کھانا دیا جاتا اسے استعمال کرنے سے بالخصوص اجتناب فرماتے اور فرماتے ایسے کھانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

آپ کھانا کھانے سے پہلے ضرور ہاتھ دھوتے، خواہ صاف ہی کیوں نہ ہوتے اور ہاتھ دھو کر انہیں پونچھنے کے لیے کسی تولیہ یا رومال کا استعمال نہ کرتے، ہاں کھانے سے فارغ ہو کر جب ہاتھ دھوتے تو پونچھ لیتے اور کھانے کے بعد کی مسنونہ دعا پڑھتے اور ہمیشہ نوالہ دونوں ہاتوں سے توڑتے ایک ہاتھ سے نوالہ توڑنا آدابِ طعام کے خلاف فرماتے۔

آپ بالعموم سادہ خوراک رغبت اور پسندیدگی سے کھاتے اور کبھی کسی چیز سے نفرت کا اظہار نہ فرماتے آپ کدو شریف خاص شوق سے کھایا کرتے اسے ڈنٹھل سے پکڑ کر لٹکانے سے منع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ سبزی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پسند ہے اس لیے اسے یوں لٹکانے سے بے ادبی کا

Marfat.com

اظہار ہوتا ہے۔

پانی پینے میں بھی مسنون طریق کو ملحوظِ خاطر رکھتے، پانی کا برتن دائیں ہاتھ میں لے کر تین دفعہ کر کے پیتے اور ہر بار طاق گھونٹ پیتے۔ ننگے سر پانی نہ پیتے۔ اگر کبھی ننگے سر پینے کا اتفاق ہوتا تو سر پر بایاں ہاتھ رکھ لیتے۔ پانی دینے والے کو بھی دائیں ہاتھ سے دینے کی ہدایت فرماتے۔

آپ بالعموم طالب علموں اور مسجد کے خدام کے ساتھ مل کر کھانا کھانے سے اجتناب نہ فرماتے۔ کھانے کے بعد ہاتھ خوب صاف کرتے۔ انگلیاں چاٹتے اور فرماتے کہ یہ بھی کھانے کا شکریہ ہے اور مسنون عمل ہے۔ دستر خوان پر سے کھانے کے ریزے ضرور چن کر کھا لیتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس سے رزق میں برکت ہوتی ہے اور اولاد ظاہری اور باطنی محاسن کی حامل ہوتی ہے۔

بزرگانِ دین کے ایامِ وصال پر ایصال ثواب کے لیے ضرور کچھ نہ کچھ پکوا کر درویشوں اور طلباء میں تقسیم فرمایا کرتے۔ ایسے کھانے بالعموم عمدہ ہوا کرتے تھے۔ آپ کی برکت اور تصرف سے یہ اکثر اوقات دیکھا گیا کہ بہت کم کھانا کثیر التعداد لوگوں کے لیے کافی ہو جاتا تھا۔ یہ بات عوام النّاس میں آج تک مشہور ہے۔

آپ ہر چاند کی گیارہویں شب کو ختمِ غوثیہ قادریہ پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے اور بعد میں کھانا یا پھل مٹھائی وغیرہ شرکاء مجلس میں تقسیم

Marfat.com

فرماتے۔ روزانہ بعد نمازِ عصر ختمِ خواجگان آپ کا معمول تھا۔ آپ ان ختمات کو کامل ذوق وشوق سے پڑھتے اور دوسروں کو بھی پورے ادب واحترام کی ہدایت فرماتے۔ فرمایا کرتے کہ جو دعا ان کے بعد مانگی جائے بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہوتی ہے۔ حاجت مند لوگ عام طور پر ان مجالس میں شریک ہوکر طالبِ حاجت ہوتے اور اپنے مقصود کو پہنچتے۔

ان مجالس میں شریک ہونے والوں کو آپ ظاہری اور باطنی طور پر شریعت کی پیروی کی تلقین فرماتے بلکہ بعض اوقات سختی بھی فرماتے جس کی وجہ سے ہر وہ شخص جو ان میں شامل ہوتا اپنے آپ کو درست کرنے کی کوشش کرتا۔ گویا آپ نے ان ختمات کو بھی احیاء اور اشاعتِ احکامِ اسلام کا ایک ذریعہ بنا رکھا تھا۔

حضرت مولانا نے ایک رسالہ موسومہ ''رسالہ ختمات'' بھی تحریر فرمایا جس میں ترتیب ختمات کے بہت سے مجرّب اور آزمودہ تیر بہدف اوراد و وظائف درج ہیں جو ضرورت مند اور مصیبت زدہ احباب کی مشکل کشائی کے لیے اکسیر ہیں۔

آپ کا لباس اور پوشاک

آپ ہمیشہ سادہ اور ستھرا لباس پہنتے۔ نمازوں کے وقت بالعموم اور امامت کے وقت بالخصوص دستار یا عمامہ استعمال فرماتے۔ اس کے بغیر جماعت کو مکروہ خیال فرماتے۔ عام طور پر تہ بند استعمال کرتے لیکن جمعہ کے

Marfat.com

روز نماز کے وقت شلوار پہن لیتے۔ آپ کا کرتا کھلی آستینوں والا ہوتا۔ کالروں سے آپ کو بہت نفرت تھی۔ آپ کبھی کبھی ترکی ٹوپی بھی پہن لیتے تھے مگر نماز کے اوقات میں اس پر رومال لپیٹ لیتے تھے۔

دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑوں سے کمال ورع اور اتقاء کے باعث اجتناب فرماتے کیونکہ ان کی پاکیزگی مشکوک ہوتی تھی جوتا ہمیشہ بائیں ہاتھ سے پکڑنے کی تلقین فرماتے اور اگر کوئی شخص دائیں ہاتھ سے پکڑتا تو اس کے ساتھ مصافحہ نہ فرماتے جب تک وہ ہاتھ دھو نہ لیتا۔

زیارتِ قبور کا شوق

آپ اولیائے کرام اور علمائے عظام کے مزارات کی زیارت کے بہت شائق تھے۔ بعض ناواقفوں نے حضرت پر یہ بہتان باندھا ہے آپ ولی کے مزار اور پیر کے سامنے سجدہ تعظیمی کے قائل تھے جو بالکل غلط ہے۔ زیارت قبور آپ کا معمول تھا کہ مزار پر مودبانہ انداز کے ساتھ پہنچ کر پہلے سلام مسنونہ عرض کرتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ.

اس کے بعد آپ صاحب مزار کے سینے کے محاذ میں قبلہ کی طرف منہ کر کے ذرا فاصلے پر ہٹ کر کھڑے ہو کر دست بستہ فاتحہ پڑھتے اور پھر دعا

Marfat.com

فرماتے۔

اس سے فارغ ہوکر آپ وہیں دوزانو بیٹھ جاتے اور کچھ دیر مراقبہ فرماتے۔ پھر اس کے بعد اٹھتے اور الٹے پاؤں واپس لوٹتے۔ حضرت نے سجدہ تعظیمی کے عدمِ جواز کے متعلق اپنے تصنیف کردہ رسائل ''مصباح الظلام اور احسن العقائد حصہ دوم'' میں بدلائل روشنی ڈالی ہے۔

مَنْ شَاء فلیطالع.

حضرت کا نظام الاوقات

حضرت کا معمول تھا کہ صبح صادق سے پہلے بیدار ہوکر اور نوافل تہجد پڑھ کر یادِ الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ یہ وقت آپ کے لیے خاص ذوق و شوق اور عجیب و غریب کیفیات کا ہوتا۔ سچ ہے۔

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

پو پھٹنے سے کچھ پہلے خدام مسجد اور طلباء کو بیدار فرماتے۔ جگانے کا طریقہ آپ کا یہ تھا کہ ہر کسی کے پاس جا کر آرام سے جھنجھوڑتے اور پھر بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے۔ اس طریق سے سب کو بیدار کرنے کے بعد آپ پھر اپنے جائے نماز پر جا بیٹھتے۔ اور فجر کی جماعت تک شغل و ذکر میں محو ہو جاتے۔ جماعت کے وقت سے چند منٹ پہلے ایک شخص مسجد سے بلند آواز کے ساتھ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہتا۔ جس سے آپ اپنے حجرے سے باہر

Marfat.com

تشریف لاتے اور جماعت میں شامل ہو جاتے۔ طلباء اور خدامِ مسجد بھی اس آواز پر جماعت میں شمولیت کے لیے اپنی قیام گاہوں سے نکل آتے۔

نماز صبح سے پہلے کا وقت آپ کے خاص الخاص فیضان کا ہوتا تھا اس لیے خادم مسجد، طلباء اور شہر کے باذوق حضرات اس موقع پر آ پہنچتے اور حضرت کے حلقۂ ذکر میں شمولیت کر کے انوارِ فیضان اور تجلیاتِ الٰہیہ سے بہرہ مند ہوتے۔

صبح کی نماز سے فارغ ہو کر آپ اسی جگہ طلوعِ شمس تک مراقبہ فرماتے۔ پھر وہیں نوافلِ اشراق ادا فرما کر حجرے میں تشریف لے جاتے اور کافی دن چڑھے تک تلاوت قرآنِ مجید اور اوراد وظائف میں لگے رہتے۔ اس عرصہ میں آپ کسی شخص سے کلام نہ فرماتے۔ اس لیے خدام مسجد اس وقت کسی شخص کو آپ کے پاس جانے نہ دیتے اور اگر کوئی اصرار کرتا تو اسے پشت کی جانب سے خاموشی سے بیٹھ جانے کی اجازت دیتے اور انوار و فیضان الٰہی سے محظوظ ہونے کا موقع دیتے۔

اس سے فارغ ہو کر آپ ظہر تک درس و تدریس میں مصروف رہتے۔ اس دوران میں کچھ وقت کھانا کھانے میں اور کچھ وقت رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کے مطابق قیلولہ میں صرف فرماتے۔

ظہر سے عصر کی نماز تک آپ فتاویٰ نویسی فرماتے۔ اس وقت اکثر لوگ زبانی مسئلہ پوچھنے کے لیے بھی آجاتے۔ یہ بات زبان زدِ عوام ہے کہ آپ

Marfat.com

دورانِ گفتگو میں ہی ان لوگوں کے سوالات کے جوابات دیدیا کرتے تھے اور انہیں سوال کرنے کی بہت کم ضرورت پیش آتی تھی۔

عصر کی نماز کے بعد ختمِ خواجگان پڑھنا آپ کا معمول تھا۔ اس ختم میں ایسے لوگوں کو شامل فرماتے جو حقہ نوش نہ ہوتے۔ مذہبی پابندیوں کا لحاظ کرتے اور ختم کے کلمات اور ترتیب سے واقف ہوتے کیونکہ ختم کے دوران میں کسی کو کلام کرنے کی اجازت نہ تھی۔

ختم سے فارغ ہو کر چہل قدمی کے لیے باہر تشریف لے جاتے۔ اس وقت چند خدام اور طلباء بھی آپ کے ہمراہ ہوتے۔ اس دوران میں بھی آپ کی گفتگو مسائل دینی کے متعلق ہی ہوتی تھی۔

واپس آ کر نماز مغرب ادا فرماتے اور نوافلِ اوّابین ادا فرما کر تناول ماحضر فرماتے۔ پھر نماز عشاء تک طلباء کے اسباق سنتے اور اس کے بعد آپ بالعموم بزرگان دین کے سوانح حیات بیان فرماتے۔ اس موقع پر آپ ''فتوح الشّام'' وغیرہ مستند کتب تواریخ و کتب سیر کا مطالعہ بھی فرماتے۔ آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ایسی کتابیں ضرور پڑھا کرو کیونکہ اس کے مطالعہ سے دل مضبوط اور قوی ہوتا ہے اور اس میں جلاء اور نور پیدا ہو جاتا ہے۔

کاش کہ آج کل کے مسلمان بھی ان بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلیں اور اپنی مجالس اور فارغ اوقات میں بہادرانِ اسلام اور غازیانِ نیک انجام کے کارناموں کا مطالعہ کیا کریں۔ اور خداوند تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں یعنی

Marfat.com

اولیائے کرام کی کتب سیر پڑھا کریں تاکہ ان کے دلوں میں بھی خدمت دین وملت کا جذبہ اور جوش اور ولولہ پیدا ہو اور ان کے قلوب خداوند تعالیٰ کی معرفت کے ذوق وشوق سے معمور ہوں۔ لیکن فی زمانہ مسلمان فارغ بیٹھے ہوں تو مجنوں، شیریں، فرہاد اور اس قسم کے دوسرے من گھڑت قصے اور الف لیلیٰ کی بے سروپا کہانیاں اور اخلاق سوز ناول پڑھتے ہیں جن کی وجہ سے ان کے اخلاق خراب اور قلوب دینی اور قومی محبت سے خالی رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان دوسری اقوام سے ہر میدان میں پیچھے اور ذلت اور پستی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اور ان کے نمونے کی پیروی کر کے ترقی کی راہ پر گامزن تھے۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِى الْاَبْصَارِ.

آپ کا حلیہ

آپ کا قد متوسط مائل بہ لمبائی تھا۔ جسم بھرا ہوا تھا، رنگ گندمی اور خوب سرخ، چہرہ مبارک وجیہہ اور گول تھا اور اس پر ایک خاص قسم کی نورانی جھلک تھی جس سے چہرہ انور نہایت دلکش معلوم ہوتا تھا۔

چہ حسنت، آنکہ گریکدم رخت راصد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بارِ دگر بینم

اس دلکشی کے علاوہ ایک نورانی جلال ورعب بھی آپ پر نمایاں تھا جس کے دیکھنے والوں کے دل مرعوب ہوجاتے تھے۔ ریش مبارک بھری ہوئی

Marfat.com

تھی۔ آخر عمر میں اس پر مہندی لگایا کرتے جس کی رنگت سے آپ کے چہرے کی سرخی اور چمک جاتی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس سے نورانی شعاعیں نکل رہی ہیں اور بے ساختہ چہرے کو دیکھتے رہنے کو جی چاہتا۔

ہوسم بود کہ دیدہ زہماں مشتاقم وبس

بہ ہزار دیدہ تنہا بہ رخت کنم نظارہ

حاضرین آپ کے چہرے کو دیکھتے تھکتے نہ تھے۔ ہر شخص عاشقانہ انداز سے ٹکٹکی لگائے گویا زبان حال سے یہ کہتا معلوم ہوتا تھا۔

جاناں بیاد بہ چشم من ناچشم را برہم زنم

تامن نہ بینم روئے کس نے روئے تو دیدن ہم

حضرت کی گفتگو

آپ نہایت دلکش اور نرم لہجے میں گفتگو فرماتے۔ اور الفاظ عجیب اثر انگیز لہجے میں ادا فرماتے۔ جو سامعین کے دل و دماغ میں گھر کرتے جاتے۔ مگر جب کسی بدعقیدہ اور گستاخ و بے ادب کا رد فرماتے تو آپ کو اس قدر جلال و جوش آجاتا کہ چہرہ انور دمکنے لگ جاتا۔ آواز بلند اور رعب دار ہوجاتی۔ آخر عمر میں کثرتِ مطالعہ اور کتب بینی سے آنکھوں کی بینائی میں کچھ کمی آگئی تھی۔ اور آپ اپنی مرضی اور شوق کے مطابق مطالعہ نہ کرسکتے تھے۔ مگر آپ کے حافظے اور وسعتِ مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ استفتاؤں کا جواب لکھواتے وقت کتبِ احادیث اور فقہ کے حوالہ جات بقید صفحہ وسطر درست

Marfat.com

لکھوا دیا کرتے اور صفحہ کھولنے پر جہاں انگلی رکھتے وہیں سے اس مسئلہ کے متعلق حوالہ مل جاتا۔

الغرض آپ کی ذات ستودہ صفات مصدرِ فیوض و برکات جہان میں ایک اعلیٰ نشان تھی جس سے تمام مذاہب باطلہ لرزاں اور غیر مقلدین ترساں تھے۔ آپ نے ہزاروں مصیبت زدگان افسردہ جاناں کو اپنے کرم فراواں سے منازل جاوداں پر پہنچایا اور مردہ دلوں کو باطنی فیوض سے زندہ دل بنایا۔ سعدی نے کیا خوب کہا ہے

نہ حُسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں

بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

Marfat.com

باب دوم

کشف وکرامات

باطنی صفائی اور مکاشفہ قلبی میں جو کمال آپ کو حاصل تھا۔اس کا مجمل سا ذکر پہلے باب میں بعض مقامات پر کیا گیا ہے۔ یہ بات مشہور تھی کہ آپ کا اکثر کلام حاضرین مجلس کے قلبی خطرات کے جواب میں ہوا کرتا تھا۔کئی دفعہ ایسا ہوتا۔ کہ ایک شخص گھر سے کوئی مسئلہ پوچھنے یا کسی مشکل کا حل دریافت کرنے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ وہی مسئلہ بیان کرتے۔ دیگر مسائل کے دوران میں آپ خود بخود اس کے سوال کا جواب ارشاد فرما دیتے۔آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ جو آج تک لوگوں کی زبان پر جاری ہے۔جن میں سے چند اس مختصر سے تذکرہ میں درج کی جاتی ہیں۔

یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

جناب مولانا حکیم محمد یعقوب صاحب سلامت پوری نے بصدق زبان یوں بیان فرمایا کہ ایک موقع پر آپ کسی سائل کی مقصد براری کے لیے جو دہلی میں تھا مسجد کی چھت پر چند حضرات کے ساتھ ختم غوثیہ عالیہ قادریہ پڑھ رہے تھے۔ دورانِ ختم کمال محویت اور توجہ سے آپ ''یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ'' کا تکرار فرما رہے تھے۔ شرکائے مجلس پر بھی آپ کی توجہ باطنی

Marfat.com

سے ایک بے خودی کی سی کیفیت طاری تھی کہ آپ کے چہرہ انور سے دفعۃً عجیب قسم کے انوار نمودار ہونے لگے۔ اچانک آپ آسمان کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگ گئے۔ پھر دفعۃً یہ کلمات کہتے ہوئے دست بستہ کھڑے ہو گئے۔

''آپ تو کفار بدکردار کی مدد فرمایا کرتے ہیں۔ اگر میں نے ایک گنہگار کی سفارش کر دی تو کیا ہرج ہے؟ وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کر کے آئندہ اپنے آپ کو کر درست کر لے گا۔ اور اپنی بداعمالیوں سے تائب ہو جائے گا۔ حضور توجہ فرمائیں تا کہ اس غریب کا کام بن جائے اور آپ کے اس خادم کی عزت افزائی ہو۔

اتنا فرما کر آپ بیٹھ گئے اور ختم شریف کے اذکار میں مشغول ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد ایک شخص کے استفسار پر فرمایا۔

''حضرت سیدی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ایک سنہری تخت پر تشریف لائے تھے اور فرماتے تھے ایک فاسق و فاجر کی سفارش کیوں کرتے ہو؟''

''میں نے حضور کے اس ارشاد کے جواب میں جو عرض کیا وہ تم نے سن لیا ختم کے بعد آپ مسجد سے نیچے تشریف لا کر حجرے میں داخل ہو گئے اور کچھ دیر مراقبہ میں رہے۔ خدا کی شان دوسرے دن ہی اس شخص کا دہلی سے تار آ گیا کہ آپ کی دعا اور توجہ سے میرا کام ہو گیا ہے۔''

Marfat.com

تھانے دار کو بحال کرا دیا

جناب حکیم محمد یعقوب و چند دیگر عقیدت مندوں نے بصدق مقال بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک معطل شدہ تھانیدار پولیس معہ چند احباب کے اپنی مشکل کے حل کے لیے دعائے خیر کرانے حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی درخواست پر ازراہ ہمدردی دونوں ہاتھ اٹھائے۔ دعا ختم کرنے سے پہلے ہاتھ نیچے کر دیئے اور فرمایا: ''دعا میں لطف نہیں آ رہا، یہ کہہ کر آپ نے تھانیدار کو بیٹھا رہنے دیا اور دوسروں کو حجرے سے باہر چلے جانے کو کہا جب تمام اشخاص چلے گئے اور صرف تھانیدار رہ گیا تو آپ نے اسے اپنے پاس بلا کر آہستہ سے ارشاد فرمایا۔

''تم نے اپنی اس ملازمت کی وجہ سے مخلوقِ خدا پر جو ناحق مظالم کئے ہیں وہ میری دعا کو درِ اجابت تک پہنچنے نہیں دیتے۔ اگر تم اپنی مقصد برآری چاہتے ہو تو اس قسم کی تمام باتوں سے توبہ کرو۔ اور آئندہ نیکی اور شرافت سے زندگی بسر کرنے کا وعدہ کرو۔ تو امید ہے کہ خداوند تعالیٰ کرم فرمائیں گے اور تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔''

تھانیدار اس وقت سخت مصیبت میں پھنسا ہوا تھا اس لیے اس نے حضرت سے وعدہ کیا کہ آئندہ وہ مخلوقِ خدا پر مظالم نہ کرے گا اور نیکی اور شرافت سے زندگی بسر کرے گا۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں کو اندر بلا لیا اور دعا کے لیے پھر ہاتھ اٹھائے۔ اس دفعہ آپ نے پوری محویّت اور ذوق و توجہ

Marfat.com

سے دعا فرمائی جب دعا مانگ چکے تو فرمایا۔

"الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میری دعا قبول فرمالی ہے۔ اور اس کے احسان و مہربانی سے امید ہے کہ تم اپنی ملازمت پر بحال کر دئے جاؤ گے۔

چنانچہ چند دنوں کے بعد ہی وہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے بحال کر دیئے جانے کی اطلاع دی۔ اس طرح آپ کی توجہ باطنی سے نہ صرف وہ شخص اپنی مصیبت سے نجات پا کر اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگا بلکہ آئندہ کے لیے نیک اور شریف بن گیا اور مخلوقِ خدا اس کے شر سے محفوظ ہوگئی۔

داتا گنج بخش نے قرآن پاک کی تفہیم کا طریقہ سمجھایا

آپ کو نہ صرف کشف قلوب ہی تھا بلکہ کشف قبور بھی بدرجہ اتم حاصل تھا، چنانچہ ایک دفعہ آپ اپنی زبان فیضِ ترجمان سے فرمانے لگے۔

میں ایک دن حضرت علی مخدوم ہجویری داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ مقدس کی زیارت کے لیے گیا۔ ابھی باہر والی ڈیوڑھی میں ہی تھا کہ دل میں قرآنِ کریم کی کسی آیت شریفہ کا خیال آگیا۔ اور میں اس کے مطالب و معانی پر غور و فکر کرتا رہا سلام اور فاتحہ کے بعد جب مراقبہ کے لیے بیٹھا تو داتا صاحب نے فرمایا:

"مولوی صاحب! قرآن خلاّقِ عالم کا کلام ہے اس کے تمام و کمال کو

Marfat.com

صاحبِ کلام ہی جانتا ہے۔ کسی بشر کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اس کے مطالب و نکات سے کماحقہٗ پوری طرح واقف ہو سکے۔ قرآن پاک کی آیات میں بلاشک تدبر اور تفکر کیا کرو۔ خدا کے فضل و کرم سے انشراحِ صدر ہوگا اور کلامِ خداوندی کے عجیب و غریب معانی و مطالب سمجھ میں آئیں گے لیکن خبردار! دل میں کبھی یہ خیال نہ آنے دینا کہ تم نے اس کلام مبارک کی تمام و کمال شرح سمجھ لی اور اب کوئی اس سے زیادہ شرح نہیں کر سکتا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت داتا صاحب نے ہدایت کی کہ قرآن کے معانی اور تشریح کے لیے صاحبِ قرآن عزَّ وجلَّ اور حضرت شارح علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے رجوع کیا کرو، اپنے علم و عقل اور قیاس کو اس میں دخل نہ دیا کرو۔

کشف القبور

ایک مجلس میں آپ نے موضع ڈنگہ ضلع گجرات کے ایک ولی اللہ کا ذکر سنایا جو اس وقت وفات پا چکے تھے۔ کہ ایک دفعہ ایک بزرگ ان کی ملاقات کے لیے گئے۔ رات کو جب وہ بزرگ نماز تہجد کے لیے جاگے تو ولی اللہ بیدار نہ ہوئے۔ نو وارد بزرگ نے نوافل پڑھتے پڑھتے ہی دل میں خیال کیا کہ یہ عجیب ولی اللہ ہیں کہ ایسے مبارک اور سعید وقت میں خواب غفلت میں مدہوش ہیں لیکن وہ بزرگ صاحب دل دراصل ان نو وارد سے پہلے ہی نوافل تہجد سے فارغ ہو کر اس وقت لیٹے ہوئے ذکر قلبی میں محو تھے۔ اس شخص کے

Marfat.com

خطرے پر مطلع ہو کر بولے میری نیند تیری اس نماز سے اچھی ہے۔

حضرت مولانا نے فرمایا کہ مجھے اس بزرگ کا یہ فرمان سمجھ نہ آیا تو میں ایک دفعہ بھیرہ جاتا ہوا جب ڈنگہ کے پاس سے گزرا تو میں نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ان کی طرف توجہ کر کے فاتحہ پڑھی اور مراقبہ کر کے ان کے کلام کے صحیح مطلب کی تفہیم کی درخواست کی کہ ان کی طرف سے القا ہوا کہ وہ بزرگ ظاہر تو نماز میں مصروف تھے لیکن اصل میں غیبت کر رہے تھے جو عند الشرح حرام ہے اور میں بظاہر تو لیٹا ہوا تھا لیکن باطن ذکر قلبی میں محو ہو کر سلطان الاذکار کے مقام پر تھا۔ لہٰذا میری نیند بوجہ شغل تسبیح و تہلیل ان کے فعل ناجائز سے ملوث نماز سے افضل تھی، سچ ہے۔

بہ زبان تسبیح و در دل گاؤ خر   ایں چنیں تسبیح کہ دارد اثر

فرنگی کے شر سے بچایا

جناب مولانا حکیم محمد یعقوب سلامت پوری نے بصدق مقال بیان فرمایا کہ ایک صبح آپ نے مجھے ارشاد فرمایا۔

"حکیم! آج رات میں نے دیکھا کہ ایک لڑکے کو دو انگریزوں نے پکڑا ہوا ہے کیونکہ اس سے کوئی ضروری کاغذ گم ہو گیا تھا لیکن میری سفارش سے انہوں نے اسے بالآخر چھوڑ دیا۔

ان دنوں حکیم صاحب ایک دفتر میں ملازم تھے اس دن جب وہ دفتر گئے تو ان سے ہی ایک ضروری کاغذ گم ہو گیا۔ افسران بالا نے اس کاغذ

Marfat.com

کا مطالبہ کیا لیکن باوجود تلاش بسیار کے وہ کہیں سے مل نہ سکا۔ آخر وہ معاملہ دفتر کے اعلیٰ افسروں کے پاس پہنچا۔ کاغذ اس قدر اہم اور ضروری تھا کہ اس کے نہ ملنے کی صورت میں حکیم صاحب کی موقوفی یا معطلی یقینی تھی مگر چونکہ اسی صبح کو ان کے ہادی ورہبر نے انہیں اس واقعہ کے متعلق اشارتاً مطلع کر دیا تھا اور پھر یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ معاملہ ان کی توجہ اور امداد باطنی سے رفع دفع ہو گیا ہے۔ اس لیے وہ بالکل مطمئن تھے۔

رضا بمولیٰ بدہ در جبیں گرہ بکشاء　　　کہ بر من و تو در اختیار نکشاد است

صورت حال بڑی تشویشناک ہو گئی ہر شخص نے حکیم صاحب کے متعلق یقین کر لیا کہ کاغذ نہ ملنے کی صورت میں ان کا ملازمت پر فائز رہنا محال بلکہ ناممکن ہے مگر آپ کی توجہ باطنی اور تصرف سے معاملہ صرف تنبیہ پر ختم ہو گیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

مشو نومید گرداری گناہے　　　کہ سلطان کریماں مست خوش خو!

فقہ شریف کا ادب

حافظ نیک محمد صاحب پوٹھوہاری نے بزبان خود بیان کیا کہ لاہور کی ایک معروف و مشہور جامع مسجد کے خطیب صاحب (جن کا نام بغرض اخفاء درج نہیں کیا جاتا) مطلقہ بطلاق ثلاثہ کے متعلق غلط فتویٰ لکھ دیا۔ مستفتی اس فتویٰ کو آپ کی خدمت میں لے کر تصدیق کے لیے حاضر ہوا۔ فتوے ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا: ”جاؤ اور اس مفتی کو میرے پاس بلاؤ“

Marfat.com

اس شخص نے جب خطیب صاحب کو آپ کی طلبی کا پیغام پہنچایا تو ان کا ماتھا ٹھنکا۔ انہیں اپنے غلط فتویٰ کا علم تھا اور اس بات کا بھی علم تھا کہ مولانا ایسی باتوں پر سخت بگڑتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے کوئی بہانہ بنا کر معذوری کا اظہار کر دیا اور اس شخص کو واپس کر دیا۔

جب اس شخص نے واپس پہنچ کر خطیب صاحب کا پیغام عرض کیا تو آپ سخت ناراض ہوئے، خود ان کے پاس جانے کے لیے تیار ہو گئے آپ جوش غضب میں فرمانے لگے۔

اس ملاّ کی ضرور گوشمالی کرنی چاہیئے یہ فقہ شریف میں رخنہ اندازی کرتا ہے۔ اس وقت عشاء کی نماز کا وقت قریب تھا اور خیال تھا کہ خطیب صاحب مسجد سے جا چکے ہوں گے اس لیے خدام نے بصد منت وسماجت آپ کو اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی۔ اور آپ کے غصے کو فرو کیا۔ خدام کے کہنے پر آپ نے اس وقت ان کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر لیا اور حجرے میں جا بیٹھے اور دیر تک لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمُ پڑھتے رہے۔

خدا کی شان دوسرے دن صبح کی نماز کے بعد وہی خطیب ایک ٹوکری شیرینی لیے حاضر خدمت ہوا اور معافی مانگنے لگا، حضرت نے فرمایا:

''آپ کی شیرینی کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں، آپ صرف اپنے اس طریقہ سے باز آجائیں اور خداوند تعالیٰ اور حضرت شارع علیہ الصّلوٰۃ

Marfat.com

والسّلام کو راضی کریں۔ کیونکہ شریعت اسلامی کے احکام میں رخنہ اندازی کرنا خدا اور اس کے پیارے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایذاء پہنچانا ہے اس کے بعد انہیں بہت سی قیمتی نصیحتیں فرما کر رخصت کر دیا۔

گجر کی گمشدہ بھینسیں

میاں مولا بخش صاحب سابق ٹھیکیدار چیفس کالج لاہور نے جو آپ کے معتقدین میں سے بڑے مخلص عقیدت مند تھے ایک دن بصدق زبان یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ ظہر کی نماز کے بعد ایک گجر حاضرِ خدمت ہوا اور حضور کے سامنے پہنچتے ہی رونے لگ گیا۔ آپ نے بڑی شفقت اور دلداری سے اس سے پوچھا تو کہنے لگا۔

غریب نواز! میں لٹ گیا۔ آج صبح میری سات بھینسیں جو میرے معاش کا سبب اور زندگی کا سہارا تھیں چور لے گئے۔ اس وقت تک تلاش بسیار کر چکا ہوں مگر کہیں ان کا کھوج نہیں ملتا۔ آخر تھک ہار کر حضور کی خدمت میں فریاد لے کر آیا ہوں۔ براہِ خدا میری فریاد رسی کریں۔

آپ کو اس کے حال زار پر رحم آیا قلم دوات طلب فرما کر ایک تعویذ لکھا اور ایک کتاب میں رکھ دیا اور اسے ارشاد فرمایا۔

مسجد کے اوپر جا اور مغربی دیوار پر روبقبلہ ہو کر بیٹھ جا تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آئے گا اور تمہیں بلائے گا۔ تم اس کے فرمان پر کسی کے ذکر کئے بغیر بلا تامل عمل کرنا۔

Marfat.com

حسبِ ارشاد وہ شخص مسجد کی چھت پر چڑھ گیا اور اس کی قبلہ رخ دیوار پر جا کر بیٹھ گیا۔ خدا کی شان تھوڑے وقت کے بعد ہی ایک سفید ریش بزرگ آئے۔ اسے نام لے کر پکارا اور نیچے آنے کو کہا۔

گجر نے آواز سنی تو فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا:

''پریشان کیوں ہے؟'' تمہاری بھینیں اس وقت متصل شاہی پریڈ کے میدان میں نالے کے کنارے چر رہی ہیں میرے آدمی انہیں گھیرے کھڑے ہیں جا انہیں سنبھال لے اور اپنے گھر لے جا۔

وہ شخص ان کا فرمان سنتے ہی پیریڈ کی طرف بھاگا تھوڑی دور جا کر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ بزرگ غائب تھے بہرحال جب وہ مقام مذکور پر پہنچا تو اپنی بھینسوں کو وہاں موجود پایا۔ اس نے محسوس کیا کہ بھینیں کچھ خوف زدہ اور سہمی ہوئی تھیں۔ اس نے وہاں پہنچ کر انہیں ہانک لیا اور گھر لے آیا۔ اس بات سے وہ سخت متعجب و حیران ہوا کیونکہ وہ کئی بار اس مقام پر پہنچ کر تلاش کر چکا تھا۔

بہرحال بھینسوں کو گھر پہنچا کر اس نے کچھ نقد روپے و مٹھائی اور ایک دستار لی اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

حضرت نے اس کا مقصد حل ہو جانے پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا:

Marfat.com

یہ چیزیں ہم نے تمہاری طرف سے قبول کیں۔ اب یہ واپس لے جا اور اپنے بال بچوں میں استعمال کر۔ گجر نے ہر چند اصرار کیا کہ آپ وہ تمام اشیاء رکھ لیں لیکن آپ نہ مانے۔ آخر اس نے مٹھائی اور رقم مسجد کے طالب علموں اور درویشوں میں تقسیم کر دی اور دستار بادلِ نخواستہ واپس لے گیا۔

چوں دلت از عشق او گریاں شود
ہر چہ مے خواہی تو آں دم آں شود

برکتِ تبّرک

آپ کے تلمیذِ باتمیز جناب مولانا حکیم محمد یعقوب صاحب سلامت پوری نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ وہ دفتر سے فارغ ہو کر سید ھے مسجد میں حضرت کی خدمت میں شب بسری کے لیے حاضر ہوئے۔ تا کہ آخر شب کی مجلس میں شامل ہو کر فیوض و برکات سے متمتع ہوں لیکن اس دن کچھ دفتری کام کی زیادتی اور شام کو زیادہ کھانے کی وجہ سے ان پر سستی اور ذہول کی کیفیت طاری ہوگئی۔ چنانچہ جب آپ نماز عشاء ادا کرنے کے بعد حجرہ مقدسہ میں تشریف لے گئے اور حسبِ معمول بیٹھ کر کتب سیر اور کتبِ تاریخ کا مطالعہ کرنے لگے۔ اس وقت مسجد کے خدام طالب علم اور دوسرے احباب بھی حجرے میں حضرت کے آس پاس بیٹھ گئے۔ حکیم صاحب پر غنودگی کا عالم طاری تھا لیکن اپنے آپ کو مجبور کر کے وہ بھی حضرت کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ اتفاق سے آپ نے حکیم صاحب سے کچھ کہا۔ حکیم صاحب

Marfat.com

اس وقت اونگھ رہے تھے۔ اس لیے حضور کے ارشاد عالیہ کو اچھی طرح سمجھ نہ سکے۔

حکیم صاحب کی یہ حالت دیکھ کر آپ نے خادم خاص میاں غلام حسین صاحب کو بلایا اور فرمایا:

''حکیم کو میرا پس خوردہ کچھ کھانا لا دے تا کہ چند لقمے کھا لے۔''

حکیم صاحب حضرت کا یہ فرمان سن کر دل میں خیال کرنے لگے کہ مجھ پر تو پہلے ہی بسیار خوری کے باعث غفلت اور غنودگی کا عالم طاری ہے۔ آپ اور کھانے کو ارشاد کر رہے ہیں لیکن جب میاں صاحب کھانا لائے تو ''الامر فوق الادب'' حکیم صاحب نے چند لقمے کھا لیے ان لقموں کا کھانا تھا کہ اسی وقت نیند اور غفلت دور ہوگئی اور ان کی طبیعت ایسی ہلکی ہوگئی کہ بیدار رہنے کو جی چاہنے لگا اور رونگٹے رونگٹے سے ذکر الٰہی جاری ہوگیا۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر شِیر
آں خورد زائد ہمہ بغض و حسد ایں خورد زائد ہمہ نورِ واحد

ذلیل مُشرک اور فراستِ مومن

آپ کے اکثر عقیدتمندوں اور متوسلین نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک عیسائی مبلغ ماہرِ علومِ عربیہ اسلامی لباس پہن کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس طرح بھیس بدل کر اور اپنے علم و فضل کی سندات دکھا کر کسی خاص مقصد کے لیے متعدد علماء سے سندات حاصل کر چکا تھا۔ آپ کی

Marfat.com

خدمت میں بھی وہ اسی غرض کے لیے آیا تھا۔ شاید علماء کی ان سندات کے ذریعے وہ اسلامی ممالک میں اثر پیدا کر کے اپنے لیے تبلیغ کا راستہ ہموار کرنا چاہتا ہوگا۔ لیکن آپ نے اپنی باطنی آنکھوں اور چشمِ بصیرت سے اس کی اصلی حالت کو معلوم کرلیا اور فرمایا:

"جب تک ایک شخص ایماندار نہ ہو اس کا علم و فضل کسی کام کا نہیں۔ میں ایسے شخص کو کیسے سند دے سکتا ہوں جو مسلمان نہیں۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے اس سے دوسرے علماء کی سندیں بھی چھین لیں۔ اور اسے واپس دینے سے انکار کر دیا۔ وہ شخص اپنی پردہ دری سے اسقدر شرمندہ ہوا کہ کچھ نہ کر سکا، اور خائب و خاسر واپس ہوا۔

انشراحِ صدر بخش دیا

آپ کے شاگردِ رشید حکیم مولانا محمد یعقوب صاحب نے ایک دفعہ آپ سے عرض کی۔ "غریب نواز! میرے گاؤں والے آپ کے دیدار پر انوار کے آرزومند ہیں۔ اور التجا کرتے ہیں کہ آپ وہاں قدم رنجہ فرما کر اس خراب آباد کو آباد فرمائیں اور لوگوں کو اپنے مواعظ حسنہ سے بھی مستفید فرمائیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

"جو سبق مجھ سے تو پڑھا کرتا ہے یہی میرا واعظ ہے اسے خود ہی وہاں سنا دیا کرو، میرے وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔"

Marfat.com

حضرت نے اس ارشاد کے ساتھ ہی باطنی طور پر حکیم صاحب کے انشراحِ صدر کی طرف توجہ فرمائی۔ اس دن سے حکیم صاحب کی زبان کی روانی اور تقریر میں ایسی تاثیر پیدا ہوئی کہ جس مضمون پر چاہتے گھنٹوں تقریر کرسکتے تھے اور سامعین بے حد متاثر ہوتے تھے آپ بھی اپنے فاضل و کامل استاذ کی طرح اپنی تقریر کو تکلفات اور تصنّع سے پاک رکھتے تھے۔

دل کے خیال سے آگاہی

جن دنوں والئی افغانستان سردار حبیب اللہ خان لاہور تشریف لا رہے تھے قیام لاہور میں ایک دفعہ امیر صاحب نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے شاہی مسجد آئے۔ ایک بجے کے قریب کئی لوگ امیر صاحب کی زیارت کے لیے مسجد کی طرف جوق در جوق جانے لگے۔ حکیم مولانا محمد یعقوب سلامت پوری کے دل میں بھی خیال آیا کہ مسلمان بادشاہ ہے اس کی زیارت کرنی چاہیے لیکن ساتھ ہی دل میں خیال آیا مبادا وہ امیر صاحب کو دیکھنے جائیں اور ادھر نماز جمعہ ہو جائے تو ان کے لیے نہایت رنج و قلق کا باعث ہوگا۔ کیونکہ وہ دفتر سے چھٹی ملنے پر خاص طور پر آپ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے اور آپ کے مواعظہ حسنہ سننے کے لیے ہر ہفتے آیا کرتے تھے۔

لیکن واقفِ اسرارِ باطنی مرشد نے اپنے خادم کی اس تشویش کو معلوم کرلیا اور فرمایا: ”حکیم! جاؤ! امیر کابل کو دیکھ آؤ نماز جمعہ میں ابھی بہت دیر ہے تو واپس آکر بخوبی یہاں نماز ادا کرسکے گا اور وعظ بھی سن لے گا۔

حکیم صاحب حسب ارشاد امیر صاحب کو دیکھنے کے لیے چلے گئے وہ قلعہ کے پاس سے گزر کر حضوری باغ میں داخل ہی ہوئے تھے کہ امیر صاحب کی سواری آگئی اور وہاں زیارت کر کے بہت جلد واپس مسجد میں پہنچ گئے اور آسانی کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے۔

قالوابلیٰ ......

مولانا حکیم محمد یعقوب صاحب سلامت پوری نے بصدق مقال یوں بیان فرمایا کہ جن دنوں وہ مفتی سلیم اللہ صاحب سے طب پڑھا کرتے تھے ان دنوں ان کا حضرت سے تعارف نہ تھا لیکن حضرت کے تبحر علمی اور روحانی فیوض وبرکات کا آپ کو علم تھا اس لیے کبھی کبھی زیارت کے لیے مسجد میں آجایا کرتے تھے۔

ایک دن انہوں نے حضرت کی تصنیف کردہ چند کتب میاں غلام حسین صاحب خادم خاص سے خریدیں مگر پوری قیمت موجود نہ ہونے کے باعث باقی رقم چند دنوں کے لیے قرض رکھنے کی التجا کی۔ میاں صاحب کے پاس اس وقت صاحبزادہ محمد مظہر صاحب موجود تھے۔ وہ حکیم صاحب کو ساتھ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔

''ابا جان! اس شخص نے چند کتابیں خریدیں ہیں لیکن اس کے پاس پوری قیمت نہیں اس لیے باقی رقم ادھار رکھتے ہیں لیکن انہیں ادھار کیسے دیا جاسکتا ہے جبکہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟''

Marfat.com

حضرت نے فرمایا:

''جانے دو، اپنا آدمی ہے۔ جتنے پیسے اس کے پاس ہیں وہی قبول کرلو، باقی جانے دو''۔

اس وقت تو حکیم صاحب نے حضرت کے اس ارشاد کو ان کی خوش خلقی اور فراخدلی پر محمول کیا مگر جب کچھ عرصہ کے بعد انہیں حضرت سے شرفِ تلمذ اور بیعت حاصل ہوگئی تو معلوم ہوا کہ حضرت کا وہ ارشاد محض خوش خلقی اور فراخدلی ہی پر مبنی نہ تھا بلکہ حضرت کو اپنی باطنی نظر اور کمال مکاشفہ سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ ایک دن وہ آپ کے زمرہ تلامذہ اور خدام میں داخل ہو جائے گا اور اس تعلق سے حضرت نے انہیں اپنا آدمی فرمایا تھا۔

چنانچہ ''طبقات'' میں امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے سلف صالحین میں سے ایک شہرۂ آفاق ہستی حضرت سہیل بن عبداللہ تستری قدس سرہٗ العزیز سے نقل کیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں عالمِ ارواح کے میثاق بلیٰ کو جانتا ہوں اور اس بات سے بھی واقف ہوں کہ اس وقت میرے دائیں اور بائیں جانب کون کون تھے اور میں اپنے مریدوں کو ان کے اجداد کی پشتوں سے پہچان لیتا ہوں اور جو اتنا جاننے کے قابل نہ ہو اسے پیر بننے کا کوئی حق نہیں۔

خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے مقتداء اور راہنما حضرت مولانا اس صفت سے متصف تھے اور وہ بھی اپنے مریدوں کو پہچان کر بیعت سے عرصہ پہلے اظہار فرما دیا کرتے تھے۔

Marfat.com

سب سلاسل طریقت کا منبعِ فیض

حکیم صاحب موصوف کا بیان ہے کہ اس واقعہ سے کئی ماہ بعد جب انہوں نے حضرت کی خدمت میں زمرۂ عقید تمندوں میں داخل کیئے جانے کی درخواست کی تو حضرت نے اپنے معمول کے مطابق فرمایا۔

اچھا تمہیں بھی راستے کا ساتھی بنا لیتے ہیں کیونکہ

حدیث شریف میں ہے:

مَنْ شَذَّ مِنَ الْجَمَاعَةِ شُذَّ فِی النَّارِ

یعنی جو جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں جائے گا اس کے بعد آپ نے مشائخِ طریقت چشتیہ کا سلسلہ پڑھا، پھر پوچھا تجھے اس سلسلہ میں داخل ہونا منظور ہے؟

حکیم صاحب نے جواباً عرض کیا:

''غریب نواز! مجھے بدل وجال منظور ہے۔''

حکیم صاحب ان دنوں تک طریقت خاندان نقشبندیہ کی طرف زیادہ رغبت رکھتے تھے۔ اور انہیں معلوم نہ تھا کہ حضور سلسلہ چشتیہ کے بزرگ ہیں جب حضور نے سلسلہ پڑھا تو حکیم صاحب دل میں خیال کرنے لگے۔

''یہ سلسلہ جو حضور نے پڑھا ہے نقشبندیہ معلوم نہیں ہوتا۔''

حضرت نے کشفِ قلبی سے ان کے اس وسوسہ سے مطلع ہو کر فرمایا۔

حکیم! سب سلاسل ایک ہی ہیں اور سب کے سب سردار دو عالم رحمت

Marfat.com

مجسم صلّی اللہ علیہ وسلّم سرچشمۂ وفیوضات البرکات سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ حضرت کے اس فرمان سے حکیم صاحب کا خطرہ پوری طرح دور ہوگیا۔ اس کے بعد آپ نے انہیں بیعت فرمایا اور ایسا فیض بخشا کہ اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

شفاء

حضرت مولانا مولوی غلام حیدر صاحب قریشی نے جو حضرت مولانا کی خدمت میں کئی سال رہے اور حضرت سے شرف تلمذ رکھتے تھے۔ انہوں نے بصدق مقال یہ بیان فرمایا کہ ایک دن حسب معمول بعد نماز عصر آپ چہل قدمی کے لیے نکلے۔ اس دن حضور نے مجھے ہمراہ چلنے کو ارشاد فرمایا، ادھر ادھر پھرتے پھراتے ایک ایسی جگہ چلے گئے جہاں پہلے کبھی نہیں گئے تھے۔ دفعۃً آپ نے ایک جگہ پاپوش اتاردی اور فرمایا:

''لڑکے! جوتا اتارلو، جوتا اتارلو۔''

میں نے جھٹ تعمیل ارشاد کی تو آپ نے فرمایا:

''ذرا اِدھر اُدھر بھاگ کر دیکھو اور اگر کوئی آدمی ملے تو اسے بلالاؤ۔''

میں نے گھوم کر دیکھا اس وقت صرف ایک بڑھیا عورت چند بکریاں جھاڑیوں میں چرا رہی تھی۔ میں اسے اپنے ہمراہ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اسے دیکھ کر حضرت نے فرمایا:

Marfat.com

"مائی جی! کیا یہاں قریب کوئی مزار ہے؟"

"مزار تو کوئی نہیں حضور" مائی نے جواباً عرض کیا اور پھر ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی: "البتہ اس جھاڑی میں یہ عجیب بات ہے کہ جب کبھی ہمارے مویشی کسی وجہ سے بیمار ہو جائیں تو اس کے چند پتے اسے کھلا دیئے جاتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کر دیتا ہے اور وہ جانور صحیح و سالم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی چیز فی سبیل اللہ غرباء میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔ حضرت مولانا نے مائی کی یہ بات سن کر فرمایا: "کہ اس جگہ کوئی مردِ خدا مدفون ہے۔"

اس کے بعد آپ نے مجھے فرمایا:

"بچہ! تم تھک تو گئے ہو گئے لیکن اگر کسی کھیت سے چند ڈھیلے مٹی کے اٹھا لاؤ گے تو تمہیں واپس جا کر دودھ پلائیں گے۔

آپ کے فرمان کی تعمیل میں میں بھاگا بھاگا ایک کھیت میں گیا اور چند بڑے بڑے ڈھیلے اٹھا لایا اور تھوڑی دیر میں حضرت کے قریب ڈھیلوں کا ڈھیر لگا دیا۔ آپ اس دوران میں ایک خاص محویت کے عالم میں اسی جگہ مراقبہ کئے کھڑے رہے۔

مراقبہ سے فارغ ہو کر آپ نے اس جھاڑی کے متصل جنوب کی طرف ان ڈھیلوں کو اوپر نیچے رکھ کر قبر کی شکل بنا دی اور پھر پانی منگوا کر اس پر چھڑک دیا اور مائی سے فرمانے لگے۔

Marfat.com

مائی اس جگہ ایک صاحبِ تصرف وکرامت بزرگ مدفون ہیں جن کی برکت سے اس جھاڑی کے پتوں میں شفا کی تاثیر ہے۔ اگر آپ اس زمین کے مالک کو جانتی ہیں تو اسے اس بات کی اطلاع دے دیں اور اسے میری طرف سے ہدایت کر دیں کہ اس قبر کا دھیان رکھے اور اس کی بے ادبی نہ ہونے دے۔ یہاں کم از کم ہر جمعرات کو ضرور چراغ جلا دیا کرے اور کبھی کبھی ایصالِ ثواب بھی اپنی وسعت کے مطابق کرتا رہے۔ خداوند تعالیٰ کے فضل اور اللہ تعالیٰ کے اس پیارے بندے کی توجہ سے اسے بہت برکت حاصل ہوگی۔''

''حضور آپ کہاں رہتے ہیں؟'' مائی نے عرض کیا۔ ''میں اس کو ضرور آپ کی خدمت میں بھیجوں گی، وہ میرا بھائی ہے۔ آپ خود اسے فرما دیں۔

مائی صاحبہ کے جواب میں آپ نے پتہ اسے بتا دیا اس کے بعد آپ نے وہاں فاتحہ پڑھی اور واپس لوٹے۔

اس کے بعد بھی آپ کبھی کبھی فاتحہ خوانی کے لیے وہاں جاتے رہے۔ اس زمین کے مالک اور اس علاقے کے دوسرے لوگوں نے مل کر وہاں پختہ مزار اور اس کے گرد دیوار کا احاطہ بنا دیا۔ حضرت کے تصرف سے متعدد لوگ اس مزار پر آنے جانے لگ گئے۔ وہ مزار آج تک موجود ہے اور مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

وہابی اور قرآن

جناب حکیم مولوی یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ان کے ہاتھ میں ایک رسالہ ''القول الجمیل'' مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ مترجمہ مولوی خرم علی تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''حکیم! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟''

میں نے عرض کیا: ''عالیجاہ! تصوف کا ایک رسالہ موسومہ ''القول الجمیل'' مترجمہ مولوی خرم علی صاحب ہے۔''

آپ میرا جواب سن کر خاموش ہو گئے اور اس کے متعلق اس وقت مزید کچھ نہ فرمایا۔ رات کو تہجد کی نماز کے بعد جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا:

حکیم حکیم

میں نے عرض کیا: ''غریب نواز''

فرمایا: ''مولوی خرم علی کو دیکھا ہے سر پر ٹوپی اوڑھے ہندوستانی وضع قطع کا ہے۔ سیاہ فام ہے اور حلق سنوار سنوار کر لوگوں کو اذکار کی تلقین کرتا ہے مگر اس کا اپنا دل ذکرِ الٰہی اور تسبیح و تہلیل کی چاشنی سے نا آشنا ہے۔

اللہ اکبر! یہ تھا حضرت مولانا کا کمال مکاشفہ حکیم صاحب کا بیان ہے کہ بعد میں تحقیق کرنے سے مولوی خرم علی کا حلیہ ویسا ہی پایا گیا اور اعتقاداً بھی وہ وہابی نکلا۔ رسولِ کریم صَلَّی اللہ علیہ وسلَّم کا ارشاد گرامی ہے: یَقْرَؤُنَ

Marfat.com

الْقُرْاٰنَ وَلَا یَتَجَاوَزُ عَنْ حَنَاجِرِھُمْ یعنی (وہابی لوگ) قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نہ اترے گا۔

خطرۂ قلب کی اطلاع

میاں غلام حسین خادم خاص نے بیان کیا کہ ایک رات عشاء کی نماز کے بعد آپ حسبِ معمول اپنے پلنگ پر تالاب کے پاس روبقبلہ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ چند درویش اور خدام مسجد جنوبی چبوترے پر بیٹھے تھے۔ حضرت پر خدا جانے اس وقت کیا کیفیت طاری تھی کہ اس کے اثر سے خدام پر ایسی محویت طاری ہوئی کہ ان کا رونگٹا رونگٹا سرور و کیف سے پر ہو گیا۔

اس کیفیت میں ان کے دلوں میں خیال پیدا ہوا کہ اگر ان پر ہمیشہ ایسی ہی حالت طاری رہے تو کمال خوش نصیبی ہے۔

حضرت نے اسی وقت ان کے خطرہ قلبی سے مطلع ہو کر فرمایا: ایسی کیفیت اور حالت کا بروقت حاصل رہنا کاملوں کا حصہ ہے، خداوند تعالیٰ نے تمہیں جس قدر حصہ چاشنی سے عطا فرماتا ہے اسے غنیمت سمجھو اور خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری سے روحانی رابطہ

حضرت مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب نے بیان کیا کہ انہوں نے آپ کے وصال کے بعد ایک استفتاء کے جواب میں لکھا کہ نماز میں وہابیہ کی اقتداء شرعاً ناجائز ہے اور اعادہ نماز معہ وضو ضروری ہے۔ جب وہ استفتاء

Marfat.com

مدرسہ نعمانیہ و مدرسہ غوثیہ کے مدرسینِ اعلیٰ کے پاس تصدیق کے لیے پہنچا تو ان میں سے ایک نے تحریر کیا کہ اگر افضل و مقلّد نہ مل سکے تو اقتداء صحیح ہے۔ کسی اور صاحب نے لکھا ہے کہ غیر مقلد کا عقیدہ دریافت کیا جائے۔ اگر کفر کی طرف مائل ہو تو اقتداء صحیح نہیں، ورنہ اقتداء کر لینے میں کوئی ہرج نہیں۔ اس پر حکیم صاحب کو بہت دکھ ہوا۔ انہوں نے حضرت مولانا کے مزار پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی اور مراقبہ کر کے سارا معاملہ عرض کیا اور استعانت کی درخواست کی۔

دعا سے فارغ ہو کر آپ کے حجرے میں جا بیٹھے۔ دل پر اس غم و اندوہ کا بہت اثر تھا اس لیے لیٹ گئے اور کچھ وقت کے بعد نیند نے انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔ خواب میں حضرت مولانا کی زیارت سے مشرف ہوئے انہوں نے آپ کے سر پر دست شفقت پھیرا اور تسلی اور تشفی دے کر فرمایا:

"بیٹا! تسلی رکھو اس مسئلہ کے متعلق تمہیں عنقریب ایک جامع اور مبسوط رسالہ مل جائے گا اور تم ان مولویوں کو قائل کر سکو گے۔"

حکیم صاحب بیدار ہوئے تو ان کا دل مطمئن اور قلب میں تسکین تھی۔

ایک دو دن کے بعد ہی وہ دفتر سے سیدھے حضرت کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے مسجد میں آئے۔ فارغ ہو کر حجرے میں بیٹھے مطالعہ کر رہے تھے کہ ڈاکیئے نے ان کے نام کا ایک پیکٹ مسجد کے خادم کو دیا، حکیم صاحب نے دیکھا تو بریلی شریف سے آیا تھا۔ اور اس میں مولانا احمد رضا خاں کا

Marfat.com

رسالہ النّھیُ الاکید تھا۔

کھول کر دیکھا تو اس میں متعدد دلائل و براہان قاطع سے وہابیہؒ کی اقتداء کے عدمِ جواز پر اعلیٰ حضرت فاضل اجل مولانا احمد رضا خان قادری کا ایک مبسوط مضمون تھا۔ حکیم صاحب حضرت مولانا کے تصرف سے اس غیبی امداد سے بہت خوش ہوئے کیونکہ انہوں نے صرف اس معاملہ کو حضرت کے مزار پر ہی حاضر ہو کر عرض کیا تھا اور کسی اور سے ذکر نہ کیا تھا۔ خط پر از بریلی شریف لکھا تھا۔

اس وقت حکیم صاحب وہ رسالہ اور حضرت مولانا کی کتاب ''نماز حضور دی'' لے کر ان دونوں حضرات کے پاس پہنچے جنہوں نے آپ سے اس مسئلہ کے متعلق اختلاف کیا تھا۔ گو وہ حضرات بھی بڑے ذی علم تھے ہر دو رسائل کی دلائل قاطع سے ایسے مرعوب ہوئے کہ انہوں نے اپنی پہلی تحریر سے رجوع کیا اور اسے قلمزن کر کے صاف لکھ دیا کہ وہابی اور غیر مقلد کی اقتداء حرام ہے اور حکیم صاحب کے تحریر کردہ فتویٰ کی لفظ بلفظ تائید کر دی۔

غوثِ اعظم کی امداد

جناب حاجی مستری الٰہی بخش نے جو اپنی سخاوت اور فیاضی کی وجہ سے لاہور بھر میں مشہور تھے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت کے ایک خادم ملک شادی نیک نہادی کا لڑکا اور چند اور ان کے محلہ دار لڑکے کسی قتل کے جرم میں دشمنی کی وجہ سے گرفتار کروا دیئے گئے۔ فریق مخالف نے اپنے اثر و رسوخ

Marfat.com

سے ان پر فردِ جرم بھی لگوادی۔ اس جرم کی سزا پھانسی تھی۔
ملک شادی بیچارہ بہت حیران و پریشان تھا۔ غریب آدمی اور تو کچھ نہ کرسکا، حضرت کی خدمت میں فریادی ہوا اور سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے جب معلوم کرلیا کہ اس کا لڑکا بے قصور ہے اور فریق مخالف نے حسد وعناد کی وجہ سے اسے ماخوذ کردیا ہے تو آپ حجرے میں تشریف لے گئے اور دروازے کو بند فرمادیا۔
خدام دروازوں کے سوراخوں سے دیکھنے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت نے چار نفل ادا کیے۔ بعد میں بغداد شریف کی طرف رخ کر کے کچھ قدم اس طرف چلے اور سرکار بغداد کو مختلف اسماء مبارکہ سے پکارتے رہے۔ اور پھر کھڑے ہوکر کافی دیر دعا مانگتے رہے۔ بعد میں فرمایا:
"یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ اَغِثْنَا فِی سَبِیلِ اللّٰہ"
پھر عرض کیا: "سرکار بغداد چوروں کو قطب بنانے والے آقا! ڈوبے ہوئے بیڑے کو ترانے والے، لاکھوں کے بیڑے پار کیے، اس کے حال پر بھی رحم فرمائیں۔
اس طرح سے اضطرار اور خشوع اور خضوع سے متعدد بار عرض کرتے رہے۔ اس کے بعد خاموش ہوگئے اور بیٹھ کر مراقبہ میں محو ہوگئے۔
اس کے بعد دفعۃً آپ اٹھے دروازے کی طرف آئے اور دروازہ کھول کر فرمانے لگے۔

Marfat.com

”شادی! جا میرے پیر عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے تیرے بیٹے کو بری کروادیا ہے۔“

شادی یہ سن کر کھڑا ہو گیا اور دست بستہ عرض کرنے لگا: ”حضور! دوسرے لڑکے کو بھی بچائیے۔ وہ بھی بے گناہ ہیں اور دشمنی کی وجہ سے گرفتار ہے۔“

آپ پر اس وقت ایک عجیب وغریب عالم طاری تھا۔ ملک شادی کی عرض سن کر پھر اندر تشریف لے گئے اور دروازہ بند کر کے دربارِ غوثیت میں پھر فریاد کرنے لگ گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلا اور فرمانے لگے۔

”جا! حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے سب کو بری کروادیا۔“

خدا کی شان! مخالفوں نے جو بڑے ذی اقتدار اور صاحبِ اثر ورسوخ لوگ تھے اپنی طرف سے ان لڑکوں کو سزا دلوانے کی پوری پوری کوشش کی۔ انہوں نے اپنے تمام ذرائع استعمال کئے اور روپیہ بھی بے دریغ خرچ کیا لیکن حضور کی توجہ اور تصرف اور سرکارِ بغداد کی دادرسی سے سب کے سب صاف بری ہو گئے۔ سچ ہے:

اولیاء کا ہست طاقت از اِلٰہ
تیر جستہ باز آرند از نگاہ

عارفاں راداد قوت ایزد پروردگار
مے رہانند عاجز راں وقت قتل از رسن ودار

Marfat.com

میاں محمد اکرم صاحب جو آپ کے خدام میں سے نہایت صادق الاعتقاد اور مخلص خادم تھے۔ بصدق زبان بیان کیا کہ میں شروع میں فن پہلوانی کا شائق تھا۔ ان دنوں میرے ایک شاگرد پہلوان کو امرتسر میں ایک گرانڈیل شہ زور سکھ پہلوان سے کشتی لڑنے جانا تھا۔ اس کا مقابل کیونکہ اس کی نسبت بہت طاقتور اور تجربہ کار تھا اس لیے بادی النظر میں میرے شاگرد کی شکست یقینی تھی۔ امرتسر جانے سے پہلے میں اپنے شاگرد کو آپ کی خدمت میں دعا کے لیے لے آیا۔ آپ نے میرے حال پر کمال شفقت فرما کر ذرہ نوازی کی اسے اپنے پاس بلا کر تھپکی دی اور اس کی چھاتی پر انگلی سے کچھ تحریر فرمایا اور ارشاد کیا۔

امرتسر سٹیشن کے پل پر روبقبلہ کھڑے ہو کر یہ کہنا:

”اے امرتسر کے قطب! لاہور کے قطب نے مجھے آپ کے سپرد کیا ہے میری امداد فرمائیں۔“

دوسرے دن کشتی تھی کیونکہ اس میں مسلمان پہلوان کا غیر مسلم سے مقابلہ تھا اس لیے مسلم اور غیر مسلم بے شمار لوگ دنگل دیکھنے کے لیے میدان میں پہنچے۔ جب دونوں پہلوان تیار ہو کر اور خم ٹھونک کر میدان میں نکلے تو میرے نحیف الجثہ اور کمزور سے شاگرد کو دیکھ کر مسلمان سہم گئے۔ انہیں اس

Marfat.com

بے جوڑ مقابلے میں میرے شاگرد کی شکست یقینی نظر آنے لگی، اس لیے وہ بد دل ہو گئے۔

لیکن خدا کے فضل و کرم سے میرا شاگرد ایک قطب وقت سے تھپکی لگوا کر آیا تھا اور اس علاقے کے قطب بھی اس کی اعانت پر تھے اس لیے جب اس نے اکھاڑے میں اتر کر یا علی کا نعرہ لگایا تو اس کے مقابل پر اس قدر خوف و ہراس چھا گیا کہ اس نے جاتے ہی اسے آسانی کے ساتھ چت گرایا اور اس کی چھاتی پر چڑھ کر نعرہ تکبیر بلند کرنے لگا۔

مسلمان، سکھ اور ہندو دنگل کے اس عجیب و غریب نتیجے پر ششدر و حیران رہ گئے لیکن کشتی ایسی صاف ہوئی تھی کہ کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔ اس لیے منصفانِ کشتی نے میرے شاگرد کی فتح کا اعلان کر دیا۔ مسلمان نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے شاداں و فرحاں میدان سے واپس لوٹے۔

چوڑی ٹانگیں، تھپڑ، وہابی

آپ کے خادم خاص میاں غلام حسین صاحب نے بصدق زبان بیان کیا کہ ایک دفعہ آپ ظہر کی نماز کے بعد اپنے حجرے میں کتب بینی میں مشغول تھے کہ لاہور کا ایک متمول اور ذی اقتدار شخص نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں داخل ہوا اور وضو کر کے غیر مقلدوں کے طریق کے مطابق چھاتی پر ہاتھ باندھ کر اور ٹانگیں چوڑی کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت اسے دیکھ کر اٹھے حجرے سے نکل کر اس کے پاس پہنچے اور اس کے ہاتھوں کو زیرِ ناف اور پاؤں مناسب فاصلے پر کر دیئے۔ رئیس مذکور نے رعونت کے باعث ہاتھ پاؤں پھر اسی طرح کر دیے۔ حضرت نے دوبارہ درست کئے لیکن رئیس نے پھر اسی طرح کر لیے۔ حضرت نے سہ بار نہایت آہستگی اور ملائمت سے اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو درست کیا اور فرمایا:

"بھائی صاحب! مسنون طریقہ یہی ہے۔"

لیکن وہ شخص اپنی دولت اور امارت کے نشہ میں سرشار فرعون بے سامان بنا ہوا تھا۔

نفس مارا کم تراز فرعون نیست

لیک اورا عون مارا عون نیست

اس نے پھر اپنے ہاتھوں کو اسی طرح کر لیا اور پاؤں کو چوڑا کر کے رعونت سے کھڑا ہو گیا۔ حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ شرعی اتمام حجت فرما چکے تھے اور اسے بتا چکے تھے کہ مسنون طریقہ یہی ہے لیکن شریعت کے حکم اور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مسنون طریق کے برخلاف اس کی رعونت اور تکبر دیکھ کر نہ رہ سکے اور آقائے نامدار کے فرمان:

مَنْ یَّریٰ مِنکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیِّرہ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ فَذٰلِکَ اَضعف مِنَ الْاِیْمَانِ

یعنی تم میں سے جو شخص کسی کو شریعت کی خلاف ورزی کرتا دیکھے تو اسے

Marfat.com

ہاتھ سے روکے۔ اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے (روکنے کی) کوشش کرے، لیکن اگر (زبان سے روکنے کی) طاقت نہ رکھے تو دل سے (برا سمجھے) لیکن یہ سب سے کمزور قسم کا ایمان ہے، کے مطابق اس شخص کی دولت اور اقتدار سے بے نیاز ہو کر ایک تھپڑ رسید کیا جس سے وہ لڑکھڑا کر دور جا پڑا اور پگڑی گر پڑی۔ وہ شخص حضرت کے جلال سے ایسا مرعوب ہوا کہ اس پر رعشہ طاری ہو گیا اور پگڑی وہیں چھوڑ کر جوتا لے کر باہر نکل گیا۔ وہ اس وقت زبان سے کچھ نہ کہہ سکا۔ باہر جا کر اس نے ایک آدمی کو پگڑی لانے کے لیے مسجد میں بھیجا اور اسے سر پر رکھ کر جوشِ غضب سے بڑبڑاتا چلا گیا۔ مسجد کے خدام اور طلباء حضور کے اس فعل سے سخت خائف ہوئے۔ وہ حضرت کے جلال کو دیکھ کر تھر تھر کانپ رہے تھے مگر کون کچھ کہنے یا دخل انداز ہونے کی جرأت کر سکتا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ ابھی وہ شخص پولیس میں اس واقعہ کی رپورٹ کرے گا۔ اس قسم کے بھیانک تصورات ہر ایک کے دل و دماغ پر مستولی تھے۔ اور ان کے چہرے زرد ہو گئے تھے لیکن حضرت پر اس وقت انتہائی جلالی کیفیت طاری تھی۔ وہ بلند آواز سے لاحول پڑھ رہے تھے اور اضطراب و بے قراری کی حالت میں اِدھر اُدھر چل رہے تھے کبھی کبھی فرماتے۔

"شریعت کے حکم اور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت کے خلاف یہ تکبّر اور رعونت استغفر اللہ"

Marfat.com

تھوڑی دیر کے بعد غصہ کچھ ہلکا ہوا تو آپ حجرے میں تشریف لے گئے اور مطالعہ میں مشغول ہو گئے۔ خدام بھی ادھر ادھر سے نکل کر کام کاج میں لگ گئے۔ وہ حیران تھے کہ حضرت پر اس بات کا ذرہ برابر اثر نہ تھا۔ دن کا بقیہ حصہ اور رات گزری۔ تمام درویش اور طلباء بڑے بے قرار اور پریشان رہے لیکن حضرت بالکل مطمئن تھے۔

دوسرے دن صبح کی نماز کے بعد وہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ وہی رئیس مسجد میں داخل ہوا۔ اس کا انداز عقیدتمندانہ اور منکسرانہ تھا۔ اس کے پاس کچھ چیزیں تھی آپ اس وقت نوافلِ اشراق سے فارغ ہو کر دیگر وظائف و اوراد کے لیے حجرے کے باہر تھڑے پر بیٹھے تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ شخص لپکا اور چیزیں ایک طرف رکھتا ہوا حضرت کے پاؤں پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔

"میرے غرور اور تکبر کو توڑ کر آپ نے مجھے صراطِ مستقیم دکھایا ہے۔ آپ کی اس کرم فرمائی کا شکریہ۔ اب میں اپنے تمام عقائدِ فاسدہ اور خیالاتِ باطلہ سے توبہ کرتا ہوں اور صدق دل سے آپ کے روبرو خداوند تعالیٰ سے اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے خادموں میں داخل کر لیں اور میری مزید اصلاح فرمائیں۔

حضرت نے اس کے خلوص اور پشیمانی کو دیکھ کر شفقت سے اسے اوپر اٹھایا اور تسلی تشفی کے کلمات ارشاد فرما کر اسے شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے اسے مختصر طور پر صحیح عقائد کی تلقین کی اور اسے

Marfat.com

روزانہ حاضری کی ہدایت فرمائی تا کہ اسے مکمل طور پر ضروریاتِ دین کا علم حاصل ہو جائے۔

مقدمات اور چھوہارے

ایک دفعہ آپ کے تلمیذِ رشید مولانا مولوی حکیم محمد یعقوب صاحب پر بیک وقت دو دیوانی مقدمے دائر ہو گئے۔ مقدمے حق شفعہ سے متعلق تھے لیکن دونوں بفضلہٖ تعالیٰ چند دنوں میں ہی عدالت ماتحت سے خارج کر دیئے گئے۔ مدعیوں نے اپیل سیشن جج کی عدالت میں کر دی۔ اور کامیابی کے متعلق پوری پوری کوشش کی۔ تاریخِ حاضری سے ایک دو دن پہلے حکیم صاحب نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نے انہیں دو عدد چھوہارے عطاء فرمائے ہیں۔

اس خواب کی تعبیر حکیم صاحب نے یہی سمجھی کہ اس دفعہ بھی مقدمہ میں انشاء اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی حاصل ہو گی اور عدالت سیشن میں بھی مدعیان ناکام رہیں گے چنانچہ خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوا کہ تاریخ مقررہ پر حکیم صاحب کے حاضر ہونے سے پہلے ہی وہ اپیل ان کے وکیل اور اپیل کنندہ کے حاضر ہونے پر ہی خارج کر دی گئی۔ سیشن جج نے اپنا فیصلہ ایسا لکھا کہ مدعیان کو چیف کورٹ میں اپیل کرنے کی جرأت بھی نہ ہوئی اور خدا کے فضل اور حضرت مولانا کی توجہ سے بلا ٹل گئی۔

Marfat.com

بٹیرے

جناب حکیم محمد یعقوب صاحب نے اپنے زمانہ طالب علمی کا ایک واقعہ یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ میں متواتر چند دنوں تک بوجہ تساہل وتغافل حاضرِ خدمت ہو کر سبق نہ پڑھ سکا۔ پھر جب حاضری کا خیال آیا تو نفس وشیطان نے اس نیک ارادے سے باز رکھنے کے لیے قلب میں یہ وسوسہ پیدا کر دیا کہ حضرت بڑے تیز طبع اور سخت گیر ہیں۔ اتنے دن کی غیر حاضری کے بعد جانے پر سخت ناراض ہوں گے۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے یہ ارادہ کیا کہ چند بٹیر کہیں سے حاصل کر کے بطور ہدیہ لے کر حاضر خدمت ہوں۔ لہٰذا میں اپنے گاؤں کے چڑیماروں سے بٹیر لینے کے لیے گیا لیکن کہیں سے نہ مل سکے۔ اس کے بعد میں نے سائیکل لے کر آس پاس کے گاؤں سے بٹیر حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ہر طرف سے مایوسی ہوئی۔ اتفاقاً کسی ضروری خانگی کام کے لیے مجھے اسی دن لاہور جانا پڑ گیا۔ اور میں واپس جانے کے لیے آمادہ ہو گیا لیکن دفعتہً دل میں آپ کی محبت کی کشش اس قدر شدت سے پیدا ہوئی کہ تمام وساوس شیطانی اور دغدغے کافور ہو گئے اور میں بلا تامل کشاں کشاں مسجد کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسجد میں پہنچ کر حضور کا قدم بوس ہوا اور اپنی غیر حاضری اور تغافل شعاری کے لیے عذر خواہی کرنے لگا ہی تھا کہ آپ نے بغیر کچھ پوچھے کتاب لانے کا ارشاد فرمایا اور غیر حاضری کے متعلق کوئی باز پرس نہ فرمائی۔

Marfat.com

حضرت کا ارشاد سن کر میری جان میں جان آئی اور میں فوراً اٹھ کر کتاب لے آیا۔ سبق پڑھ چکنے کے بعد میں مسجد میں ایک علیحدہ جگہ بیٹھ کر اسے دہرانے لگ گیا۔ اتنے میں ایک جوان وضع قطع کا پہلوان ایک بڑا سا پنجرہ بٹیروں کا بھرا ہوا لے آیا۔ وہ شخص سیدھا حجرہ میں چلا گیا اور پنجرہ حضور کی خدمت میں ہدیۃً پیش کر دیا۔ حضرت نے فرمایا:

''پہلوان! ان بے زبان بیچاروں کو کیوں قید کر رکھا ہے ہم نے تمہارا ہدیہ قبول کیا۔ اب انہیں جا کر آزاد کر دو تا کہ خداوند تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کریں۔'' اس شخص نے ہر چند اصرار کیا کہ حضور انہیں ذبح کر کے کھائیں لیکن آپ نے اس بات کو قبول نہ فرمایا۔ مجبوراً بٹیروں کو آزاد کرنے کے وعدہ پر اسے پنجرہ واپس لے جانا پڑا۔

اللہ اکبر! پیر روشن ضمیر نے حکیم صاحب کے ایمان کو اور قوی کرنے کے لیے اپنے تصرف باطنی سے یہ کرشمہ دکھایا کہ جن چند بٹیروں کے لیے تو گاؤں بہ گاؤں سرگرداں رہا وہ ہمارے پاس بلا کاوش آتے ہیں۔ مگر ہمیں ایسی چیزوں کی کوئی احتیاج نہیں، ہماری خواہش اور دلی خوشی تو یہ ہے کہ تم حصول علم میں شوق اور کوشش سے باقاعدہ آیا کرو اور دنیوی مشاغل کو اس میں حائل نہ ہونے دیا کرو۔

تین بیٹے عطا فرما دیے

میاں رحیم بخش صاحب زرگر نے بصدق مقال بیان کیا کہ میں تقریباً

Marfat.com

ہر روز حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا لیکن میری زوجہ کو کبھی آپ کی زیارت کا موقع نہ ملا تھا۔ البتہ اس کے دل میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا بے حد شوق رہا کرتا تھا۔

ایک صبح اس نے بیدار ہونے کے بعد میاں صاحب کو بتایا کہ اسے آج رات خواب میں حضرت کی زیارت ہوئی ہے۔ خواب میں اس نے دیکھا کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوئی تو اسے بتایا گیا کہ آپ مسجد کی ایک طرف باغیچہ میں بیٹھے ہیں جب وہ اس طرف گئی اور زیارت کے لیے آگے بڑھی تو حضرت نے اس سے پوچھا: ''تو کون ہے؟''

اس نے عرض کیا: ''حضور! میں آپ کے خادم میاں رحیم بخش کی اہلیہ ہوں۔'' اپنے مخلص خادم میاں رحیم بخش کا نام سن کر آپ نے کمال شفقت کا اظہار فرمایا اور اسے تین عدد لوکاٹ عطا فرما کر کھا لینے کا حکم دیا۔ مطابق فرمان اس نے وہ تینوں دانے وہیں کھڑے کھڑے کھا لیے، لوکاٹ کھا چکی تو اسے جاگ آ گئی۔ صبح کا وقت ہو چکا تھا اس لیے وہ اٹھی اور نماز کی تیاری میں لگ گئی، لیکن ان لوکاٹوں کی مٹھاس اس کے منہ میں کافی وقت تک رہی۔

میاں رحیم بخش نے اس سے امتحاناً حضرت کا حلیہ دریافت کیا تو اس نے صحیح صحیح بیان کر دیا۔ میاں صاحب کے ہاں اس وقت تک کوئی لڑکا نہ تھا خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے بعد اس کے ہاں یکے بعد دیگرے تین لڑکے پیدا ہوئے جو خدا کے فضل سے آج تک بقیدِ حیات موجود ہیں۔

Marfat.com

غیب

جناب حکیم محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہیں کسی اور بزرگ نے دوازدہ تسبیح چشتیہ صابریہ کا وظیفہ تلقین کیا۔

ایک دن حکیم صاحب وہ وظیفہ مسجد بیگم شاہی کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے پڑھ رہے تھے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حضرت نے جو اس وقت محرابِ مسجد میں بیٹھے تھے انہیں آواز دی اور فرمایا:

''حکیم! ادھر میرے پاس بیٹھ کر وظیفہ پڑھو، حکیم صاحب فوراً اٹھ کر حضرت کے پاس کچھ فاصلہ پر بائیں جانب مؤدبانہ بیٹھ گئے۔ حضرت نے اس وقت ایک کیفیت وانداز میں بلند آواز سے تین بار کلمہ شریف کا ذکر فرمایا اور حکیم صاحب کو بھی اسی طرح پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ حکیم صاحب نے اسی طرح تین بار کلمہ شریف پڑھا۔ اسی وقت ان پر کچھ ایسی بیخودی اور محویت کا عالم طاری ہو گیا کہ اسی حالت بیخودی میں انہیں اپنا گاؤں سلامت پورہ اور گھر نظر آیا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ اس وقت آپ کے اعزہ آپ کے متعلق یہ کہہ رہے تھے:

''حکیم کو تو اب مسجد کے ٹکڑوں کا ایسا مزہ پڑ گیا ہے کہ گھر آنے کا نام ہی نہیں لیتا۔'' ایک دو دن کے بعد جب حکیم صاحب حضرت سے مرخص ہو کر گھر گئے تو انہوں نے گھر والوں سے اس بات کا ذکر کیا۔

تمام رشتہ داران کی بات سن کر حیران ہوئے کیونکہ انہوں نے فی الواقع

Marfat.com

اس دن اور اسی وقت پر حکیم صاحب کے متعلق بعینہ وہ الفاظ کہے تھے جو انہیں اپنے پیر روشن ضمیر کے تصرف اور فیض سے مسجد میں بیٹھے معلوم ہو گئے تھے۔

حضرت کی اس کرامت سے حکیم صاحب کو یقین ہو گیا کہ انہیں جو فیض بھی ملے گا انہی سے ملے گا اور کسی اور سے کچھ حاصل نہ ہو گا۔

رزق حرام کی اطلاع

میاں امام الدین صاحب چونے منڈی لاہور نے جو آپ کا بڑا مدّاح، اور عقیدتمند تھا۔ یوں بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ اسے ایک شخص نے باہر سے آواز دی۔ باہر جانے پر معلوم ہوا کہ اسے ایک شخص نے اپنے ہاں شادی پر کھانا پکانے کے لیے بلایا ہے۔ اس شخص کی آمدنی ناجائز ذرائع سے تھی لیکن امام الدین کو اس بات کا علم نہ تھا۔ وقت مقررہ پر پہنچ جانے کا وعدہ کر لیا اور حضور سے مرخص ہو کر معہ ضروری سامان کے وہاں پہنچ گیا۔

دوسرے دن وہاں سے فارغ ہو کر اس نے کچھ کھانا لیا اور آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے مسجد میں آیا۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا:

"کھانا باہر ہی رکھ دو اور اندر آ جاؤ۔"

امام الدین نے تعمیل ارشاد کی اور جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بڑی محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا اور ارشاد کیا۔

Marfat.com

"امام الدین! تم تو محنت کرتے ہو اور کسبِ حلال سے مزدوری حاصل کرتے ہو لیکن بعض اوقات تمہاری اس محنت کی مثال ایسی ہو جاتی ہے کہ جیسے ایک شخص حلال جانور دے کر حرام جانور حاصل کر لے یعنی بکری دے کر خنزیر لے لے۔ تم جس کے ہاں سے کام کر کے کھانا لے کر آ رہے ہو، اس کی معاش کا ذریعہ حلال معلوم نہیں ہوتا۔

امام الدین کو اس کے متعلق تو علم نہ تھا لیکن بعد میں تحقیق سے اسے معلوم ہو گیا کہ حضرت کا فرمان بالکل درست تھا اور وہ شخص جوئے بازی اور شراب کے کاروبار سے معاش حاصل کرتا تھا اور لوگوں کو سود پر قرض بھی دیتا تھا۔

امام الدین اس شخص کے حالات معلوم کر کے آپ کے کمال کشف پر حیران ہوا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت مغموم لہجے میں کہنے لگا۔

حضور! میرا کیا حال ہو گا؟ میرا ذریعہ معاش ہی یہی ہے جو شخص اپنی کسی تقریب پر مجھے بلائے، مجھے جانا پڑتا ہے، بغیر تحقیق کے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کا ذریعہ معاش کیا ہے؟ حضرت نے اپنے مخلص خادم کی یہ بیقراری دیکھی تو ہمدردی کے لہجے میں فرمایا:

"فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے رزق سے محفوظ رکھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ تمہیں ایسا کوئی شخص بلانے ہی نہ آئے گا۔ بلکہ بفضلہٖ ایسے اشخاص کام پر بلائیں گے جن کا رزق کسبِ حلال سے ہو گا، تم اپنا دل مضبوط

Marfat.com

رکھو۔

خدا کی شان! امام الدین کا بیان ہے کہ اس دن کے بعد اس کے کام میں خوب برکت پیدا ہوگئی اور کبھی کسی ایسے شخص نے اسے کام کے لیے نہ بلایا جس کا ذریعہ معاش مشکوک یا ناجائز ہو۔

ذکر بالجہر

جناب حکیم محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت نے انہیں ذکر کرنے کے دو طریق تلقین فرمائے۔ ایک پاس انفاس اور دوسرا جہراً، موخّر الذّکر طریق میں ذاکر کو ایک خاص طرز پر چار زانوں بیٹھ کر کافی دیر تک ذکر جہر کرنا ضروری تھا لیکن حکیم صاحب بوجہ مصروفیت ملازمت اور شغلِ طبابت اس طریق سے ذکر نہ کر سکے۔ چند دنوں کے بعد جب حاضر خدمت ہوئے اور سلام عرض کیا تو آپ نے جواب ارشاد کرنے کے بعد فرمایا۔

"حکیم! اگر دوسرے طریق سے ذکر نہیں کر سکتے تو پہلا طریق ہی کافی ہے، اسی پر مواظبت رکھو تمہیں کفایت کرے گا۔"

پھر فرمایا! پاس انفاس میں ذاکر اپنے نفس (سانس) سے واقف ہو کر اسے ذکر الٰہی میں خرچ کرتا ہے جب اس میں کافی مہارت ہو جائے تو پھر اپنے قلب کی حرکات سے واقف ہو کر انہیں ذکر الٰہی کے ایسا تابع کرتا ہے کہ اس کی کوئی حرکت بغیر ذکر الٰہی واقع نہیں ہوتی اور کوئی سانس یاد الٰہی کے بغیر نہیں گزرتا اسے وقوف قلبی کہتے ہیں۔

Marfat.com

حکیم صاحب نے عرض کی۔

"عالیجاہ! آپ کی عنایت سے اب تو بدن میں ایک زلزلہ سا شروع ہو گیا ہے اور سر سے پاؤں تک تمام جسم میں ایک چکر سا لگ گیا ہے۔"

آپ نے ارشاد فرمایا:

مبارک ہو۔ اب تو درویشوں میں شامل ہو گیا ہے۔"

آپ کے اس فرمان سے حکیم صاحب کو کمال فرحت حاصل ہوئی اور انہوں نے خداوند تعالیٰ منعم حقیقی کا ہزار ہزار شکر ادا کیا۔

سیاہ چوغہ

اکثر خدامانِ حضرت نے بیان کیا کہ آپ نے ایک دفعہ سیاہ چوغہ زیب تن کر کے جماعت کرائی۔ اثنائے نماز میں آپ سے سہو ہو گیا۔ جماعت سے فارغ ہو کر آپ نے چوغہ اتار دیا اور سنن و نوافل پڑھ کر دعا مانگی۔ جب نماز سے فارغ ہو کر آپ حجرے میں تشریف لے گئے تو حکیم صاحب سے فرمانے لگے۔

"حکیم! تجھے معلوم ہے کہ مجھے نماز میں سہو کس وجہ سے ہوا؟"

حکیم صاحب نے مودبانہ عرض کیا۔

"غریب نواز! خادم کو کیا معلوم، حضور ہی جانتے ہیں۔"

ارشاد فرمایا: "اس چوغہ میں کوئی خلل اور نقص ہے یہ میرے شاگرد مولوی غلام احمد صاحب اول مدرس مدرسہ نعمانیہ نے مجھے ہدیۃً بھیجا ہے۔

Marfat.com

انہیں یہ چوغہ انجمن کی طرف سے ملا تھا۔“
اس کے بعد آپ نے وہ چوغہ کبھی استعمال نہ فرمایا۔ مولوی صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اس کے متعلق تحقیق کی اور معلوم ہوا کہ فی الواقع اس چوغہ میں ایک شرعی عیب و نقص تھا۔

ناپاک عورت

جناب مستری شہاب الدین نے جو حضرت کے ایک مخلص اور سرفروش خادم تھے۔ بصدق زبان بیان فرمایا کہ انہوں نے حضرت کی خدمت میں اپنے ہاں کھانا کھانے کی درخواست کی۔ آپ بہت کم کسی کی دعوت قبول فرمایا کرتے تھے لیکن آپ نے اپنے مخلص عقیدتمند کی دل شکنی گوارا نہ کی اور قبول فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ ”تم کھانا گھر سے پکوا کر یہیں لے آنا۔ آنے جانے میں وقت صرف ہوگا اور مشاغلِ معمولہ میں فرق آجائے گا۔“
مستری صاحب حضرت کا ارشاد گرامی سن کر گھر گئے۔ اتفاق سے اسی وقت کسی کے ہاں سے ان کے گھر نہایت پر تکلف کھانوں کا ایک خوان آیا۔ انہوں نے وہی خوان بخیر لا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔
حضرت کی عادت تھی کہ کھانا کھانے سے پہلے ہمیشہ اس پر فاتحہ پڑھ لیتے۔ چنانچہ حسب عادت جب اس وقت فاتحہ کے لیے آپ نے ہاتھ اٹھائے تو تھوڑا سا پڑھ کر ہاتھ گرا دیئے۔ اور فرمایا۔
”مستری صاحب! یہ کھانا آپ کے گھر کا نہیں ہے بلکہ کسی کے ہاں

Marfat.com

سے آیا ہوا ہے اور ناپاک عورت کا تیار کردہ ہے۔

یہ فرما کر آپ نے وہ کھانا اٹھوا دیا اور مستری صاحب سے فرمایا اسے گھر لے جاؤ اور وہاں سے جو کچھ گھر میں پکایا گیا ہے بلا تامل وہی لے آؤ۔ ان پر تکلف کھانوں سے میرے نزدیک وہ ہزار درجہ بہتر ہے۔

مستری صاحب نے وہ کھانا مسجد کے درویشوں کو دے دیا اور جلد جلد گھر پہنچ کر جو کچھ پکا تھا لے کر واپس مسجد میں پہنچے۔ حضرت مولانا نے خندہ پیشانی اور رغبت سے اسے کھا کر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

مستری صاحب جب دوبارہ گھر پہنچے تو آپ نے پہلے کھانے کے متعلق تمام واقعہ اپنی بیوی سے کہہ سنایا۔ اس نے جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا نے جو فرمایا تھا درست تھا۔

گیارھویں شریف اور چار بیٹے

جناب حاجی مستری الٰہی بخش صاحب اپنے گھر میں ہر چاند کی گیارھویں رات کو بڑے شوق اور خلوص سے ختمِ غوثیہ پڑھواتے اور مہمانوں کی پر تکلف کھانوں سے تواضع کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ہر نیک اور رفاہی کام میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ ان کے بعد ان کے فرزندِ ارجمند اور خلف الرشید مستری معراج الدین صاحب بھی ان کے نقش قدم پر چل کر ان تمام تقریبات کو اسی شان و شوکت سے مناتے ہیں جو ان کے مرحوم والد منایا کرتے تھے۔

Marfat.com

مستری صاحب مرحوم کو حضرت مولانا سے بے حد عقیدت تھی انہوں نے ایک دفعہ فرمایا۔

حضرت کے پہلے عرس کے موقع پر میں نے مسجد اور حضرت کے مزار کو بڑے تکلف اور نہایت خوبصورتی سے آراستہ کیا۔ علاوہ ازیں اس موقع پر خوب دریادلی سے خرچ کیا اور عرس مبارک کو شایان شان طریق سے منانے کے لیے خوب بھاگ دوڑ اور کوشش کی۔

عرس ختم ہوا تو رات کو خواب میں حضرت مولانا کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے مستری صاحب کو بڑی شفقت اور محبت سے اپنے پاس بلا کر گود میں بٹھا کر منہ چوم لیا اور اظہار خوشنودی کے طور پر چار روپے مرحمت فرمائے۔

مستری صاحب کے ہاں اس سے پہلے نرینہ اولاد نہ تھی۔ اور حالانکہ انہوں نے تولّدِ فرزند کی خوشی حاصل کرنے کے لیے دوسری شادی بھی کی لیکن لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں۔ خواب میں حضرت سے چار روپے ملنے کے بعد انہیں خداوند منعم حقیقی نے یکے بعد دیگر چار فرزند عطا فرمائے۔

آذان شریف کی برکت

جناب احمد الدین صاحب برف خانے والے نے جو حضرت مولانا کے مرید و عقیدتمند ہیں۔ بصدق مقال بیان کیا کہ ایک شخص میاں عزیز الدین ساکن اندرون موچی دروازہ ہر جمعہ کو پابندی کے ساتھ اور باقی

Marfat.com

دنوں میں کبھی کبھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ایک دن بڑی پریشانی اور بے قراری کے عالم میں حضور کے پاس پہنچے۔آپ نے کمال مروت سے ان کا حال دریافت کیا تو عرض کرنے لگے۔

''یا حضرت میری بھینسیں تین دن سے گم ہے۔ ہر چند تلاش میں تگ و دو کی گئی ہے لیکن اس کا اتہ پتہ کہیں سے نہیں ملا۔آپ کو اس کے حال زار پر رحم آیا اور زبان فیضِ ترجمان سے انہیں چند کلمات تلقین فرمائے اور ارشاد فرمایا:

''مسجد کی چھت پر جاؤ اور ان کلمات کو قبلہ رو بلند آواز سے تین دفعہ پڑھ کر نیچے آجاؤ اور پھر گھر جا کر بھینسیں باندھنے کی جگہ پر سات بار اذان کہو۔''

میاں صاحب نے آپ کے فرمان کی تعمیل کی اور گھر جا کر اذان کہنے لگے۔ابھی چوتھی بار اذان کہہ رہے تھے کہ ایک محلہ دار ان کی بھینسیں کو ہانکتا ہوا لے آیا اور کہنے لگا۔

''میاں صاحب اپنی بھینسیں سنبھال لو۔ بازار میں گھبرائی ہوئی ادھر ادھر دوڑ رہی تھی اور لوگوں کو پریشان کر رہی تھی۔ اتفاق سے میرا گزر ہوا تو میں نے اسے پہچان لیا اور ادھر لے آیا، براہِ کرم اسے مضبوطی سے باندھیں۔''

میاں صاحب آذان ختم کر کے فوراً باہر گئے اور بھینسیں لے کر خدا کا

Marfat.com

شکر ادا کرتے ہوئے اندر آئے۔ دوسرے دن انہوں نے کچھ مٹھائی اور نقدی لی اور آپ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے فرمایا: ''خدا کا شکر ادا کر جس نے میری عزت رکھ لی اور تمہاری بھینس مل گئی۔ یہ اشیاء لے جاؤ اور بچوں میں تقسیم کر دو اور نقدی اپنی خانگی ضروریات پر صرف کرو۔''

موت کا خوف

میاں محمد اکرم صاحب جو پہلوانی کرتے تھے اور دس سال کے قریب حضور کی خدمت گزاری اور کفش برداری بھی کرتے رہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور سے شرفِ بیعت حاصل کرنے کے بعد گوالیار کے راجہ کی طلبی پر وہاں چلا گیا۔

وہاں ایک رات میں نے خواب میں اپنے آپ کو مردہ دیکھا اور یہ دیکھا کہ لوگ مجھے غسل اور کفن دے کر قبرستان لے گئے ہیں۔ وہاں قبر تیار ہے اور مجھے دفن کی تیاری کر رہے ہیں، اسی اثناء میں میری نیند کھل گئی۔

اس وحشت اثر خواب سے میں اس قدر پریشان ہوا کہ دوسرے دن ہی عازم لاہور ہو گیا۔ خواب کا میرے دل میں بڑا گہرا اثر تھا اور یہ وہم میرے دل میں درجۂ یقین کو پہنچ گیا کہ میری موت جلد آنے والی ہے۔ لاہور پہنچ کر میں سیدھا یہاں کے ایک معروف و مشہور مجذوب کے پاس پہنچا تاکہ ان سے اس خواب کے اثرِ بد کے دفعیّہ کے لیے دعا کراؤں لیکن ان کے منہ سے بھی اس وقت کچھ ایسے ہی کلمات نکلے جنہوں نے مجھے اور بھی پریشان

Marfat.com

کردیا۔ اور موت کا تصور میرے دل و دماغ میں زیادہ پختہ ہوگیا۔

موت کے بھیانک تصور نے مجھ پر اس قدر غلبہ پایا کہ کھانا پینا بہت کم ہوگیا۔ جس سے میری صحت بہت خراب ہوگئی۔ اس حال میں مجھے حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہونے کا خیال آیا، چنانچہ میں جوں توں کر کے مسجد میں پہنچا۔ آپ اس وقت تالات پر بیٹھے وضو فرما رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ مجھے دیکھ کر حیران سے ہوگئے اور فرمانے لگے۔

''میاں اکرم! تمہیں کیا ہوگیا'' اور میرے کچھ عرض کئے بغیر فرمانے لگے۔

جھلیا (بے وقوفا) قرآن پاک میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ عِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتَابِ

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس ام کتاب ہے اور وہ اس میں سے جس بات کو چاہے مٹا سکتا ہے اور جسے چاہے باقی رکھ سکتا ہے۔

کیا وہ احکم الحاکمین اور قادر مطلق موت کو دور نہیں کرسکتا؟ جا تسلی رکھ، خداوند تعالیٰ کے فضل سے تمہیں کوئی گزند نہ پہنچے گا۔ خوب کھاؤ اور اپنی صحت درست کرو۔''

آپ نے چند الفاظ ایسے تاثیر خیر لہجے میں فرمائے کہ میرے دل سے تمام توہمات اور خدشات یکسر کافور ہوگئے اور سکون واطمینان پیدا ہوگیا۔ جس سے میں شاداں وفرحاں واپس گیا۔

Marfat.com

اس دن سے میں نے پہلوانی کا فن ترک کر دیا اور حضرت کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا۔

اور مسلمان کر دیا

لاہور کے ایک مشہور و معروف پہلوان فیروز نامی جو کئی راجوں مہاراجوں کے پاس رہ چکے تھے اور بالآخر وہ راجہ رامپور کے پاس مقیم تھے انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت مولانا نماز صبح کے بعد خلاف معمول کسی ضروری کام کے لیے مسجد سے باہر نکل گئے فیروز پہلوان اور چند خدام ہمراہ تھے۔

مولانا مستی دروازے سے نکل کر سرکلر روڈ پر راوی روڈ کی طرف چلنے لگے۔ اتفاقاً سامنے سے ایک نیک نصیب ہندو بڑھیا عورت رام رام پکارتی حضور کے پاس سے گزری۔ رام رام کے الفاظ سن کر آپ پر بے خودی کا عالم طاری ہو گیا اور اسے مخاطب کر کے فرمایا:

"جھلیئے (بے عقل) رام رام کیوں کہتی ہے رحیم رحیم پکار۔"

اس فرمان واجب الاذعان کا بڑھیا کے دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ بے ساختہ اس کی زبان سے رحیم رحیم جاری ہو گیا۔ آپ تو اپنے اثر انگریز الفاظ سے اس کے دل میں انقلاب پیدا کر کے آگے چلے گئے بڑھیا اسی طرح والہانہ انداز سے رحیم رحیم پکارتی گھر پہنچی۔ اس کے خاوند نے وہ الفاظ سنے تو وہ بھی رحیم رحیم کہنے لگ گیا۔

Marfat.com

دوسرے دن دونوں میاں بیوی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف اسلام سے مشرّف ہوئے اور دین و دنیا میں سرخرو ہو گئے۔

بارش

جناب مستری احمد الدین صاحب برف خانے والے بصدق زباں یوں فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عدمِ بارش کی وجہ سے لوگوں پر سخت مصیبت اور تکلیف وارد ہوئی۔ حضرت مولانا ان دنوں اپنے پیرومرشد کی خدمت میں سیال شریف ضلع سرگودھا گئے ہوئے تھے۔

بارش کے حصول کے لیے شہر کے مسلمان متواتر کئی دن اقبال پارک متصل شاہی قلعہ نماز استسقاء کے لیے جاتے تھے مگر بارش نہ برسی۔ آخر چند دنوں کے بعد جب مولانا واپس ہوئے تو مولوی احمد الدین وکیل چند آدمیوں کے ہمراہ مسجد میں حضرت کے پاس پہنچے۔ آپ اس وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھے کتب کا مطالعہ کر رہے تھے اور جس جگہ آپ کا مزار ہے اس جگہ تشریف فرما تھے۔

حضرت کے پاس پہنچ کر انہوں نے سلام عرض کیا آپ نے جواب ارشاد فرمانے کے بعد آنے کی وجہ دریافت کی تو میاں احمد الدین صاحب نے تمام ماجرا عرض کیا۔ حضرت مولانا نے فرمایا۔

''میاں صاحب! ہم لوگ صحیح طور پر دعا مانگتے ہی نہیں۔ ورنہ اگر پوری عاجزی اور خلوص نیت و یقین سے دعا مانگی جائے اور طریق مسنون کو ملحوظ

Marfat.com

رکھ کر خداوند تعالیٰ مجیب الدّعوات کی خدمت میں دستِ سوال دراز کیا جائے تو بفضلہٖ ضرور قبول ہوگی۔ خداوند تعالیٰ یقیناً رحمٰن ورحیم ہے۔

آپ کا ارشاد گرامی سن کر سب حاضرین نے آپ سے دعا مانگنے کی درخواست کی۔ حضرت نے اسی وقت سب کو وضو کرنے کی ہدایت فرمائی اور سب کو ہمراہ لے کر دھوپ میں تشریف لے گئے۔ وہاں کھڑے ہو کر آپ نے بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ آبدیدہ ہو کر استغفار پڑھنا شروع کر دیا۔ تمام لوگ بھی استغفار پڑھنے لگے۔ آپ کے تصرف اور باطنی توجہ سے تمام حاضرین کے قلوب کی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ ہر شخص کی آنکھیں پرنم تھیں۔ آخر حضرت نے ایک خاص انداز میں دعا مانگنی شروع کی۔ اس وقت آپ نے ایسے رقت انگیز الفاظ اور جملے ارشاد فرمائے کہ تمام حاضرین بے اختیار ہو کر رونے لگے گئے اور عجب پرکیف سماں پیدا ہو گیا۔

آپ نے کافی لمبی دعا مانگی۔ میاں احمد الدین صاحب کا بیان ہے کہ وہ وقت کچھ ایسی مستی اور بیخودی کا تھا کہ جی چاہتا تھا کہ آپ دعا ختم ہی نہ کریں اور ہم سب احکم الحاکمین کے دربار میں یونہی ہاتھ پھیلائے کھڑے رہیں۔

آخر آپ دعا سے فارغ ہوئے ہر شخص کے دل میں ایک اطمینان اور تسکین سی پیدا ہوگئی اور یوں محسوس ہونے لگا کہ یہ دعا درِ اجابت تک ضرور پہنچ گئی ہے اور ابھی بارانِ رحمت برستی ہے۔

خدا کی شان! ابھی سب لوگ آپ کی خدمت میں ہی تھے اور آپ کے

Marfat.com

ارشادِ گرامی سے مستفید ہو رہے تھے کہ آسمان پر بادل آنے شروع ہو گئے ا
بہت جلد شرقاً غرباً پھیل گئے۔

آپ نے ایک محبوبانہ انداز کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا۔
"اچھا بھائیو! آپ اپنے اپنے گھروں میں پہنچیں۔ خداوند تعالیٰ ۔
ہماری درخواست قبول فرمائی ہے اور بارش برسنے کے آثار پیدا ہو رہے
ہیں۔

تمام لوگ آپ کے فرمان پر مسجد سے باہر نکلے۔ ابھی چند منٹ ہی
گزرے تھے اور مشکل سے اپنے گھروں میں پہنچے ہوں گے کہ موسلادھار
بارش شروع ہو گئی اور مخلوقِ خدا نہال ہو گئی۔

دردِ گردہ

حضرت کے غلام نیک انجام میاں محمد بخش المعروف چوبا پہلوان سکنہ گلی
کندی گراں کے فرزند ارجمند مستری خدا بخش صاحب نے بصدق زبان
یوں بیان کیا کہ ان کے والد مرحوم کو کبھی کبھی درد گردہ بڑی شدت سے ہوا
کرتی تھی اور جب بھی اس مرض کا دورہ ہوتا، بے چارے سخت بے حال اور
لاچار ہو جایا کرتے تھے اور افاقہ ہو جانے کے بعد کئی دنوں تک صاحب
فراش اور نڈھال رہا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ان کو اس مرض کا دورہ شروع ہوا تو وہ جوں توں کر کے حضرت
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا حال پر ملال عرض کیا۔ آپ اس وقت

Marfat.com

چائے نوش فرما رہے تھے آپ کو ان کے حال زار پر رحم آ گیا اور اپنی پیالی کی باقی ماندہ چائے انہیں عطا فرما دی اور ارشاد کیا۔ پہلوان جی!

چائے کا حلق سے اترنا تھا کہ درد کافور ہوگئی اور پھر اس کے بعد اس نامراد تکلیف کا کبھی دورہ نہ ہوا۔

زا مرضیکہ باشند حکماء عاجز و حیراں

بہ یک لحظہ شفا گرددز نظر عارفِ دوراں

تالاب کے پانی کی برکت

حضرت کے عاشق صادق بابو محمد اسحاق کا بیان ہے کہ بچپن میں انہیں ایک قسم کا دورہ ہوا کرتا تھا جس سے ان کے ہاتھ پاؤں میں تشنج اور کھچاؤ پیدا ہو جاتا تھا اور منہ سے جھاگ بہنے لگتی تھی۔ ان کے والد میاں علی محمد صاحب نے ہر چند علاج معالجہ کیا لیکن کچھ افاقہ کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ بالآخر ایک دن اپنے بچے کو لے کر حضرت مولانا کے دربار میں حاضر ہو گئے اور اپنی حالت زار سے اشکبار رہوئے۔ آپ نے کمال ملاطفت سے فرمایا۔

"جاؤ! بچے کو تین دفعہ تالاب میں ڈبو دو۔"

بفرمانِ حضرت ان کے والد صاحب نے انہیں تین دفعہ تالاب میں گردن تک ڈبویا۔ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت کی توجہ باطنی اور نظر کیمیا کے اثر سے اسی دن سے ان کے دورے ختم ہو گئے اور پھر اس کے بعد انہیں وہ شکایت نہ ہوئی۔

Marfat.com

ریاء کار کی پہچان

جناب حکیم محمد یعقوب صاحب نے بزبان صادق الایقان بیان فرمایا کہ ایک دفعہ وہ حضرت کے مجلس اقدس میں حاضر تھے۔ آٹھ دس اشخاص اور بھی موجود تھے کہ ایک درویش صورت شخص مسمّیٰ فقیر محمد مسجد میں داخل ہوئے اور شریکِ مجلس ہو گئے۔ وہ لاہور کے رہنے والے تھے اور شہر میں متقی اور پرہیزگار مشہور تھے۔ لوگ ان کی طرف دیکھ کر آپس میں آہستہ آہستہ کچھ باتیں کرنے لگ گئے اور ان کے زہد و اتقاء کا تذکرہ کرنے لگے۔

وہ بزرگ کچھ وقت شریکِ مجلس رہ کر چلے گئے تو لوگوں نے حضرت کے سامنے ان کی دینداری اور توکلؔ کی تعریف کی حضرت سن کر متبسّم ہوئے اور فرمایا۔

''تمہارے خیال میں ایسا ہی ہو گا لیکن مجھے تو یہ شخص ریاء کار معلوم ہوتا ہے اور پکا دنیا دار نظر آیا ہے۔ اس سے دنیا کی بو آتی تھی۔''

تمام حاضرین حضور کے اس فرمان سے حیران ہوئے اور چند ایک نے ان کی ریاضت و عبادت کا کچھ حال بیان کیا۔ آپ نے تمام باتوں کو سننے کے بعد فرمایا۔

''اچھا! ابھی چند دنوں کے بعد اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔''

خدا کی شان، چند دنوں کے بعد وہ درویش راہی ملک عدم ہو گئے اور ان کی جائے قیام سے چھ سو پچھتر روپے نکلے جن میں اکثر اس قدر عرصہ کے

Marfat.com

تھے کہ گھس گھس کر اور زنگ آلود ہو کر بیکار ہو چکے تھے۔

دل کا حال جان لیا

مستری سراج الدین صاحب ٹھیکیدار راست گفتار نے جو بچپن سے حضرت کے خدمتگار تھے بیان کیا کہ ان کے خسر مستری شہاب الدین صاحب نے اپنی ملازمت سے مستعفی ہو کر لکڑیوں کا کاروبار شروع کر دیا۔ اتفاقاً ایک عید کے دن وہ صِفر الیدین تھے اور تہوار کے ضروری اخراجات کے لیے ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ بال بچوں کی ضروریات اور اعزّہ و اقارب کے لین دین کے لیے انہیں کافی رقم کی ضرورت تھی۔ اس خبر نے انہیں سخت پریشان اور مغموم کر دیا۔ کسی سے اس امر کا تذکرہ کرتے اور قرض مانگتے شرم آتی تھی۔ آخر اپنی اس پریشانی کے دفعیہ اور اس کے حل کے لیے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام عرض کر کے ایک طرف خاموش ہو کر بیٹھ گئے گو آپ نے اپنے دل کی کیفیت چھپانے کی پوری کوشش کی لیکن آپ کی چشمِ بصیرت سے نہ چھپا سکے۔ آپ نے اس کے دل کی پریشانی کو بھانپ لیا اور دورانِ گفتگو اپنے خادمِ خاص میاں غلام حسین کو آواز دے کر طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوئے تو فرمایا۔

"جا! وہ سب روپے لے آ جو تمہارے پاس موجود ہیں۔"

میاں غلام حسین نے روپے جو پچاس تھے لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ حضرت نے وہ رقم مستری صاحب کو عطا کر دی اور مسکراتے

Marfat.com

ہوئے ارشاد فرمایا۔

''مستری صاحب! یہ روپے آپ کے میرے پاس امانت تھے عید آنے والی ہے اس تقریب کے ضروری اخراجات کے لیے آپ کو ان کی ضرورت ہوگی۔اس لیے لے جائیں۔

مستری صاحب کو معلوم تھا کہ ان کی کوئی رقم حضرت کے پاس بطور امانت نہیں۔ اس لیے وہ حضرت کے فرمان پر پہلے تو متعجب ہوئے لیکن جلدی سمجھ گئے کہ آپ نے ان کی اس وقت کی ضرورت سے مطلع ہوکر یہ رقم عطا فرمائی ہے اور دوسرے احباب حضرت کے اس کمالِ باطنی اور شفقت پر بہ ہزار جان فدا ہوئے۔ مستری صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ خوش خوش روپے لے کر اور مرخص ہو کر گھر پہنچے۔

سبحان اللہ! پیر ہوں تو اس مرتبہ کے اور رہنما ہوں تو اس شان کے اپنے غلاموں اور عقیدتمندوں کی دینی و دنیوی تکالیف میں دستگیری کریں۔

بہ پیشِ عارفاں روشن بود احوال خُدّاماں

بہ ہمت باطنی باشند ہر جا یاورِ ایشاں

بارش رک گئی

میاں حاجی محمد رمضان بھیروی آپ کے ایک غلام صادق الایقان نے صدق زبان یہ بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مولانا بھیرہ میں بعد از نماز عشاء حضرت پیر سبحان شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار مقدس پر وعظ فرمانے کے لیے

Marfat.com

ریف لے گئے۔ حاجی صاحب مزکورہ اور بھیرہ کے معتدد عقیدت مند
تھ تھے۔ دوران وعظ فضائے آسمانی میں ایک ابر عظیم نمودار ہوا اور آناً فاناً
ام آسمان پر محیط ہو گیا۔ اور بوندا باندی بھی شروع ہو گئی۔ لوگ جو آپ کے
واعظ حسنہ سننے میں محو تھے۔ پریشانِ خاطر ہونے لگے اور بعض گھبرا کر یکے
ند دیگرے مجلس وعظ اٹھنے بھی لگ گئے۔

شجادہ نشیں حضرت چن پیر صاحب نے وعظ بند کر کے ایک مسقّف جگہ
یں تشریف لانے کے لیے کہا۔ لیکن حضرت کو اس وقت جوش آ گیا۔ اور
رمایا۔

پیر صاحب میں تو اللہ تعالیٰ اور صاحبِ مزار کی خوشنودی کے لیے ان
کے حضور کھڑا ہو کر یہ کلمات عرض کر رہا ہوں۔ دور جانے کو دل نہیں چاہتا۔
اگر انھیں منظور ہے تو بارش بند ہو جائے گی۔ ورنہ خیر میں کسی اور جگہ نہیں
جاؤں گا۔

آپ کا یہ ارشاد سن کر پیر صاحب اور حاضرین کی دل جمعی ہو گئی اور وہ
پورے ذوق و شوق کے ساتھ بیٹھ گئے۔ خدا کی شان اسی آن بارش بھی تھم
گئی۔ اور تا اختتام وعظ ایک قطرہ بھی آسمان سے نہ گرا۔ وعظ کے بعد تمام
لوگ آرام سے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

حضرت بھی سجادہ نشیں صاحب سے مرخص ہو کر اپنے ہمراہیوں سمیت
واپس تشریف لائے۔ جب آپ اپنے دولت خانہ کی ڈیوڑھی میں داخل

Marfat.com

ہوئے فوراً احباب کو رخصت فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ دوستو جلدی گھروں کو پہنچو۔ بارش ہونے والی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے ہی عرصے بعد دوبارہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ اور خوب جل تھل ہوگیا۔

موت اور زندگی کی خبر

میاں دین صاحب چیف محکمہ ریلوے نے جناب حکیم محمد یعقوب صاحب سے بیان کیا کہ ان کے والد صاحب حضرت قبلہ مولانا کے بڑے راسخ اور مخلص محبّ تھے۔ وہ جن دنوں میاں صاحب کی شادی کا انتظام کر رہے تھے ایک دن مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔ ان کی اس حالت میں بارات کیسے روانہ ہوسکتی ہے۔؟

اگر ہمارے پیچھے ان کا ارتحال ہوگیا تو میں پر ملال کیا کروں گا اور لوگ کیا کہیں گے۔ اور اگر بارات ملتوی کردی جائے تو میرے سسرال والے جو مہمانوں کے خورد ونوش کے انتظامات مکمل کر چکے ہونگے نقصان عظیم برداشت کریں گے۔ یہ کہہ کر وہ بے اختیار یہ شعر پڑھنے لگا۔

اغث یا عبد قادر شاہ عالی بحق خواجگان چشت عالی

حضرت پر اس کی حالت زار کو دیکھ کر اس وقت ایک عجیب قسم کی کیفیت طاری ہوگئی کچھ دیر بعد میاں صاحب کے چچا کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

آپ تسلی اور دلجمعی سے برات لے آئیں۔ خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے امیدوار ہوں کہ ان کا انتقال ان دنوں نہیں ہوگا۔ آپ کی واپسی پر جو کچھ

Marfat.com

مقدر ہے ہوگا۔

حضرت کا یہ فرمان سن کر ان کو تسلی ہوگئی اور وہ پورے اطمینان اور تسلی کے ساتھ بارات کی روانگی کے انتظام میں لگ گئے۔

خداوند تعالیٰ کی شان کہ حضور کے فرمان کے مطابق برات کی واپسی تک مستری صاحب زندہ رہے۔ بلکہ علاج معالجے سے ان کی حالت بہتر ہو گئی۔ اور کسی قسم کا ملال یا وبال اس آشفتہ حال پر نہ آیا۔

برات کی واپسی کے کافی دن بعد مستری صاحب اِس دار فانی سے اُس دار بقاء کو راہی ہوئے۔

حاصلِ زندگی

مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ حضرت کے سلسلۂ طریقت میں داخل ہونے کے ایام میں وہ دفتر میں ملازم تھے۔ اور اپنے گاؤں میں طبابت کا کام بھی کرتے تھے۔ ان دنوں لوگوں کا رجوع ان کی طرف بہت زیادہ تھا۔ اور ہر روز بیسیوں مریض ان کے گاؤں اور اطراف وجانب سے ان سے استفادہ کرتے۔ اور یہ سلسلہ سارا دن جاری رہتا یہاں تک کہ ملازمت کی پابندی اور مریضوں کی دیکھ بھال کی مصروفیت کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضری ان کے لیے دشوار ہونے لگی۔ انہیں اپنے زیر علاج مریضوں کا فکر لگا رہتا تھا۔ اور وہ دفتر سے فارغ ہو کر سیدھے گاؤں پہنچتے۔ اور کئی کئی دن حضرت کے دربار میں باریابی کا موقعہ نہ پا سکتے۔

Marfat.com

حکیم صاحب اس مجبوری اور معذوری کیوجہ سے ہر وقت مغموم اور پریشان رہتے اور کہتے۔

تشنہ از دریا جدائی مے کنی　　بر سر گنج گدائی مے کنی

بالآخر ایک دن جب دفتر سے چھٹی کر کے باہر نکلے تو سڑک پر میاں اکرم صاحب کو منتظر پایا۔ انھوں نے بتایا کہ حضرت صاحب نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔ اور ارشاد کیا ہے کہ دو دن ہمارے حضور میں رہا کرو اور ایک دن گاؤں میں پھرا کرو۔ اس مژدۂ جانفزاء کو سن کر حکیم صاحب بے حد خوش ہوئے اور اسی وقت بجائے گاؤں جانے کے میاں صاحب کے ہمراہ خدمت اقدس میں حاضر ہونے کے لیے مسجد کی طرف روانہ ہوئے۔

مسجد میں پہنچ کر قدم بوس ہوئے حضرت نے بکمال منایات بیغایات اس طویل غیر حاضری کی وجہ بیان فرمائی۔ تو حکیم صاحب نے بادیدہ پرنم تمام حالات صحیح صحیح عرض کر دیے آپ نے متبسّم ہو کر ارشاد فرمایا۔

کوئی فکر نہ کر۔ یہیں سے توجہ کر دے۔ تمہاری غیر حاضری میں کوئی مریض نہ آئے گا۔ تم بے فکری اور یکسوئی سے یہاں رات گزارو۔

پھر فرمایا،، بیٹے اس سلسلہ کو اس قدر وسیع نہ ہونے دو کہ مطالعۂ کتب دینی اور اشغال و وظائف میں تعطّل پیدا ہو۔ انسانی زندگانی کا مقصود اوّلین یہی ہے۔ صرف روپیہ کمانا ہی نہیں ہے۔ اس طرح دل بھی سیاہ ہو جائے گا۔ اور عبادات و ذکرِ الٰہی میں لطف و کیف پیدا نہ ہو سکے گا۔

Marfat.com

بر وقت خوش کہ دست دہد غنیمت شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

حکیم صاحب نے آپ کا ارشاد بجان و دل قبول کیا اور عرض کیا۔ عالی جاہ میں کیا اور میری توجہ کیا۔ حضور ہی کرم فرمائیں اور توجہ فرما کر میری مجبوری رفع کریں اس کے بعد حکیم صاحب تین دن کی چھٹی لے کر وہیں مقیم رہے۔ جب مرخص ہو کر گاؤں پہنچے تو یہ سن کر حیران ہوئے کہ ان تین دنوں کوئی شخص علاج معالجے کے لیے نہیں آیا تھا۔

حکیم صاحب کا بیان ہے کہ اس کے بعد سے وہ سلسلہ اس قدر کم ہو گیا کہ وہ دفتر کی حاضری اشغال و اوراد اور مطالعۂ کتبِ دینی میں کسی قسم کی دقت محسوس نہ کرتے تھے۔ اور آپ کے ارشاد کے مطابق آپ کی خدمتِ اقدس میں بھی باریابی کا شرف حاصل کر لیتے اور اس کے ساتھ ہی مخلوقِ خدا کی طبی خدمت بھی کرتے۔

اولاد زندہ رہے گی

جناب حاجی میاں محمد رمضان بھیروی جو حضرت کے دیرینہ غلاموں میں سے تھے۔ انھوں نے ایک دفعہ بیان فرمایا۔ کہ بھیرہ میں ایک شخص حافظ انور صاحب کی اولاد زندہ نہ رہتی اور وہ بیچارے اس خیال سے ہمیشہ پر ملال اور خستہ حال رہا کرتے تھے۔ وہ حضرت کے علوِ مرتبت اور بلند منزلت شہرہ سن کر ہمیشہ اس امر کے خواہشمند رہتے تھے کہ جب آپ وقت بھیرہ تشریف

Marfat.com

لائیں تو ان کے قدومِ لزوم سے اپنے خراب آباد کو شاداب و آباد کریں اور اپنی خستہ حالی عرض کر کے آپ سے استمداد و اعانت کے طلبگار ہوں۔ چنانچہ جب بھی آپ بھیرہ تشریف لاتے۔ وہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے کوشش کرتے اور بڑی منت و سماجت اور لجاجت کے ساتھ درخواست پیش خدمت کرتے لیکن حضرت کسی کسی وجہ سے انہیں ٹال دیتے۔

بالآخر جب ان کے نصیب نے یاوری کی اور ان کا ستارۂ اقبال اَوج پر آیا اور ''کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٍ بِاَوْقَاتِهَا'' کے مطابق آپ نے اپنی چشم بصیرت سے معلوم کرلیا کہ خالی دامن طلب میں گوہر مقصود پڑنے کا وقت آن پہنچا ہے تو آپ نے ایک موقع پر ان کی زاری اور بیقراری سے متاثر ہو کر ان کی درخواست قبول فرمائی۔

وقت مقررہ پر آپ نے حاجی محمد رمضان قاضی محمد شریف کتب فروش اور ایک درویش کو ہمراہ لے کر حافظ صاحب کے غریب خانہ کو مشرف فرمایا۔ تناول ماحضر کے بعد حافظ صاحب دست بستہ کھڑے ہو کر اپنا حال پر ملال حضرت پر آشکارا کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ آپ نے فرمایا:

''حافظ صاحب! آپ کی مطلب برآری کا وقت آن پہنچا ہے، آپ گھبرائیں نہیں، بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے ہاں قائم رہنے والا اور پھولنے پھلنے والا پودا اگنے والا ہے۔'' یہ فرما کر آپ نے اپنے مخصوص انداز میں دعا مانگی۔ خدا کی شان! اس کے بعد خداوند تعالیٰ منعم حقیقی کے فضل و کرم اور جود و عطاء

Marfat.com

اور حضرت مولانا کی دعا سے ان کے فرزند تولد ہوا۔ جس کا نام انہوں نے آپ کے فرمان کے مطابق گل محمد رکھا۔ وہ بچہ حضرت مولانا کے ارشاد کے مطابق پروان چڑھا، پھلا پھولا، زیور علم سے آراستہ ہوااور ابتک بفضلہٖ تعالیٰ بقیدِ حیات کی موجود ہے اور اس علاقہ کے لائق اور تجربہ کار اطباء میں سے ہے۔

عجب نیست گر عارف از کشف خویش
کند منکشف حال دلہائے ریش

Marfat.com

باب سوئم

وفات

ہر گز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما
ہر دل کہ بہ توحید خدا زندہ شد
تا ابد او زندہ و پائندہ شد

آپ کو بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت کا بڑا شوق تھا۔ خاص طور پر عرسوں کے مواقع پر ضرور تشریف لے جاتے اور وہاں زائرین کو اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفید فرماتے اور اس کام کو خداوند تعالیٰ اور صاحبِ مزار کی خوشنودی کا موجب سمجھتے۔

جب آپ کی عمر مبارک 86 برس کی ہوگئی۔ ایک دفعہ 17 ربیع الاول 1336ھ بروز یکشنبہ آپ لاہور کے مشہور و معروف صوفی و بزرگ حضرت شاہ محمد غوث پشاوری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر بعد از نمازِ مغرب تشریف لے گئے۔ مزار مبارک پر فاتحہ پڑھ کر مراقبہ فرمایا۔ فارغ ہو کر سجادہ نشین صاحب کے پاس قدرے بیٹھے اور صاحبِ مزار کے فیوض و برکات اور تجلیات و انوار الٰہیہ کا جو اس سعید وقت میں نازل ہو رہے تھے، ذکر فرما کر واپس تشریف لے آئے۔

Marfat.com

آپ کی علالت

مسجد میں پہنچ کر آپ نے کچھ تناول فرمایا۔ تھوڑا عرصہ بعد آپ کی طبیعت یکلخت ناساز ہوگئی۔ نماز عشاء پڑھنے کے بعد آپ آرام کرنے کے لیے اپنے حجرۂ مقدسہ میں تشریف لے گئے۔ تمام رات اسی طرح بے چینی اور بے آرامی میں گزری مگر حضرت نے اپنے معمولات و اوراد میں سرِ مُو فرق نہ آنے دیا۔

دوسرے دن علالت نے اور زور پکڑا، لاہور کے مشہور و معروف طبیب شفاء الملک حکیم فقیر محمد صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو طبی حیلہ کے لیے بلایا گیا اور ان کی تجویز کے مطابق علاج معالجہ شروع کیا گیا لیکن بیماری ہر آن بڑھتی گئی۔

حضرت کا اپنی وفات کے متعلق پہلے ارشاد فرمانا

جناب حکیم محمد یعقوب صاحب غلام حیدر صاحب قریشی، میاں غلام حسین صاحب اور دیگر متعدد خدام اور متوسلین کا بیان ہے کہ علالت سے چند دن پہلے ایک رات حضرت اپنے حجرہ مقدسہ میں بیٹھے ہوئے لیمپ کی روشنی میں کتب تاریخ کا مطالعہ کر رہے تھے کہ وہ لیمپ خود بخود بجھ گیا، خادم خاص میاں غلام حسین نے جھٹ اسے دوبارہ روشن کر دیا، حضرت نے اس وقت بے ساختہ سے چند بار سر ہلا کر فرمایا۔

"چراغ گل ہوگیا۔"

Marfat.com

سامعین نے حضرت کے اس ارشادِ گرامی کو اس وقت تو معمولی سمجھا اور اسے اس لیمپ کے بجھ جانے پر ہی محمول کیا مگر جب اس علالت کے دوران باوجود علاج معالجہ کے بیماری کو زور پکڑتے اور آپ کو آن بآن نڈھال ہوتے دیکھا تو انہیں حضرت کا وہ فقرہ ''چراغ گل ہوگیا'' یاد آیا اور حضرت نے وہ جملہ جو ارشاد فرمایا تھا اس میں صرف اس لیمپ کے بجھنے کی خبر نہ تھی بلکہ دراصل آپ کے وصال وانتقال کا اشارہ تھا۔ آپ نے گویا فرمایا تھا کہ وہ درخشندہ چراغ شریعت اور تابندہ آفتاب و ماہتابِ طریقت جو حضرت کی ذات سے ایک عالم کو منور و روشن کر رہا تھا اب حسب فرمان سبحان کل من علیھا فان اس فانی و ناپائیدار جہان سے پردہ پوش ہونے والا ہے۔

زاہداں از مرگ مہلت خواستند   عاشقاں گویند ہے زود باش

الغرض وہ تمام دن اور اس کے بعد مرض کی شدت میں کمی واقع ہونے کی بجائے زیادتی ہوگئی۔ تاہم اس حال میں بھی آپ نے تمام نمازیں باجماعت ادا فرمائیں اور اپنے اوراد و وظائف بھی پورے ادا کرتے رہے بلکہ خادم خاص میاں غلام حسین کے بیان کے مطابق نوافل بھی نہ چھوڑے۔

حضرت کا انتقال پُر ملال

آخر دوسرے دن یعنی 19 ربیع الاول 1326ھ بمطابق 1908ء بروز دوشنبہ تقریباً دو بجے بعد دوپہر آپ کی روح بہ تقدیر ربانی عالمِ فانی سے فردوسِ جاودانی کو رحلت پذیر ہوئی اور قرب ربانی میں بڑی عشرت و شادمانی

Marfat.com

سے راحت گیر ہوئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

تمام طلبہ خدام اور عقیدت مند جو اس وقت حاضر دربار تھے بے اختیار آہ وفغاں کرنے لگ گئے اور رنج والم کی فریاد سب احباب کے اکباد سے بلند ہوئی۔ ہر ایک کے دل تپاں اور سینہ بریاں سے رنج وفرقت کی آہ سوزاں نکل رہی تھی۔

حضرت کا علمی اور روحانی درجہ

جناب حکیم مولوی محمد یعقوب صاحب کا بیان ہے کہ وہ حضرت کے ارتحال کے دن اپنے گاؤں سلامت پور میں تھے جو شالا مار باغ سے دو میل آگے ہے۔ حکیم صاحب دو پہر کو قیلولہ منسونہ کر رہے تھے کہ خواب میں آپ نے دیکھا کہ حضرت کے حجرۂ خاص کے سامنے مسجد کے صحن میں ایک جنازہ رکھا ہوا ہے اور علاوہ دوسرے لوگوں کے متعدد نورانی چہروں والے اشخاص مصروف آہ وفغاں ہیں۔ جنازے سے ایسی پاکیزہ اور فرحت افزا خوشبو آرہی ہے کہ تمام مسجد اور اس کا ماحول مہک رہا ہے حکیم صاحب نے خواب میں ہی حضرت مولانا کے خادم خاص میاں محمد حسین سے پوچھا:

''یہ جنازہ کس بزرگ کا ہے اور یہ خوشبو کیسی ہے؟''

میاں غلام حسین صاحب نے جواب دیا۔

''یہ جنازہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور عطر حضرت غوث

Marfat.com

الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے لگایا ہے۔

حکیم صاحب میاں غلام حسین کے اس جواب سے متعجب ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ کا زمانہ مقدسہ تو حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ سے کافی عرصہ بعد ہوا ہے پھر اس جنازہ کو حضرت غوثِ اعظم کا معطر کرنا کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ اسی خیال میں غلطاں و پیچاں تھے کہ ان کی آنکھ کھل گئی۔

بیدار ہونے پر آپ کے دل پر غم واندوہ کا اک بارِ گراں تھا۔ اور بے اختیار ان کا دل رونے کو چاہتا تھا۔ وہ حیران تھے کہ اس پریشانی کا کیا سبب ہے کوئی غائبانہ طاقت انہیں لاہور شہر کی طرف کشش کر رہی تھی۔ بالآخر وہ لاہور کی طرف روانہ ہو پڑے۔ شہر کی حدود میں داخل ہوئے ہی تھے کہ بچہ بچہ کی زبان پر حضرت مولانا کی وفات کا چرچا سنا اور تمام کاروبار اور دوکانوں کو بند پایا۔

اے باغباں اے باغباں آمد خزاں آمد خزاں
ہر شاخ و برگ از درد دل بنگر نشاں بنگر نشاں

لوگ بے تابانہ انداز میں افتاں وخیزاں آہ وفغان کرتے ہوئے مسجد کی طرف رواں دواں تھے حکیم صاحب کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہوگئی اور بصد مشکل جوں توں کر کے مسجد میں پہنچے۔

مسجد میں پہنچ کر آپ نے بعینہ وہی نقشہ دیکھا جو خواب میں نظر آیا تھا،

Marfat.com

یعنی آپ کا جنازہ حجرۂ مقدسہ کے سامنے پڑا تھا اور اس سے اسی قسم کی رروح پرور خوشبو آ رہی تھی، ہزاروں آدمی پر ملال و بدحال مسجد میں اِدھر اُدھر مصروفِ فغاں تھے۔

حکیم صاحب گرتے پڑتے آگے بڑھے اور زار و قطار روتے ہوئے آپ کے قدمبوس ہوئے۔ اب انہیں خواب کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی۔ اور آپ نے سمجھ لیا کہ آپ شریعت میں امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور طریقت میں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نائب تھے۔

آپ کو آپ کے مریدانِ خاص میاں رحیم بخش صاحب، میاں محمد عارف صاحب اور میاں محمد اکرم صاحب نے حجرۂ شمالی میں غسل دیا اور کفن پہنایا کیونکہ اس عرصہ میں شام ہو چکی تھی۔ اور لاہور کے گرد و نواح کے قصبوں اور شہروں سے لوگوں کے آنے کی توقع تھی، اس لیے یہ رائے ہوئی کہ جنازہ کی نماز دوسرے دن پڑھی جائے۔

خان صاحب مولوی محرم علی صاحب چشتی اور میاں تاج الدین صاحب وکیل کوٹھی دار معہ چند معززین شہر کے سرکاری افسران متعلقہ سے مسجد کے ملحقہ احاطہ میں ہی حضرت کو دفن کرنے کی اجازت لینے کی کوشش کرنے میں لگ گئے جس میں انہیں کامیابی ہوئی اور مولانا کی ہمہ گیر شہرت کی وجہ سے کسی افسر نے اعتراض یا انکار نہ کیا بلکہ بخوشی اجازت دے دی۔

یہ بات عوام میں مشہور ہے کہ جب مولوی محرم علی اور ان کے ہمراہی گورنر

Marfat.com

صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض مدعا کیا تو انہوں نے کہا:
میں پنجاب کا سیاسی گورنر ہوں وہ پنجاب کے روحانی حاکم اس لیے ہم کسی طرح انکار کر سکتے ہیں؟ تم جہاں چاہو، انہیں دفن کر سکتے ہو۔

آپ کی قبر کے لیے احاطۂ مذکورہ میں وہ جگہ منتخب کی گئی جہاں ان دنوں ایک چھوٹا سا باغیچہ تھا اور وہاں حضور گاہے بگاہے چارپائی بچھوا کر کتب بینی کیا کرتے تھے۔ تمام رات قبر کھودتے اور اس کی تیاری کا سلسلہ جاری رہا، مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری رہی جو مصروفِ تلاوتِ قرآن رہے۔

حضرت کی نمازِ جنازہ

اگلے دن صبح کی نماز کے بعد آٹھ بجے کے قریب حضرت کے جنازہ کو مسجد سے باہر نکالا گیا اور بازار میں رکھ کر دوطرفہ لمبے لمبے بانس باندھے گئے تاکہ مشتاق لوگوں کو کندھا دینے میں آسانی رہے مگر خلقِ خدا کا ہجوم اتنا بے پناہ تھا کہ وہ بانس باوجود کافی لمبے ہونے کے ناکافی ثابت ہوئے۔ چوک سرجن سنگھ میں پہنچ کر ان سے زیادہ لمبے بانس باندھے گئے لیکن پھر بھی کندھا دینا ہمت کا کام تھا۔ بعض لوگ صرف بانس کو ہاتھ لگانا ہی غنیمت سمجھ لیتے تھے۔ جنازہ میں شامل ہونے والے احباب جب باہم مل کر بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے، آپ کے جنازے کو لے چلے تو عجیب سماں پیدا ہو گیا۔ ہر شخص موافق و مخالف، مسلم و غیر مسلم کے دلوں پر ہیبت اور رعب طاری ہو گیا اور جہاں سے جنازہ گزرتا تو لوگ سروقد تعظیم کے لیے کھڑے۔

Marfat.com

ہوجاتے اور بڑی حسرت ورنج سے کہتے۔

''افسوس! آج ہم میں سے ایک فیض رساں
ہستی اٹھ گئی اور لاہور بے نور ہو گیا۔''

آپ کا جنازہ موتی بازار سے ہوتا ہوا سرجن سنگھ کے چوک سے مڑ کر ڈبی بازار، کشمیری بازار سے گزرا اور چوک پرانی کوتوالی سے مڑ کر براستہ چونا منڈی مستی دروازہ سے باہر نکل کر اقبال پارک کے وسیع میدان میں پہنچا۔ اس دن بھی مسلمانوں نے کاروبار بند رکھے۔ موافق ومخالف مسلم اور غیر مسلم سب آپ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان تھے۔ سچ ہے:

وملتحة حمدت لها ضرانها
والفضل ما شهدت به الأعداء

گرمی کا موسم تھا لوگوں نے جا بجا ٹھنڈے پانی کی سبیلیں لگا رکھی تھیں۔ میدان میں کم وبیش ساٹھ ستر ہزار مسلمانوں نے صاحبزادہ حضرت مولانا مولوی محمد مظہر صاحب کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ گو آپ کی طبیعت میں اہل سنّت کے علاوہ دوسرے فرقوں کے متعلق سخت شدت تھی لیکن آپ کی حق گوئی، بے نفسی، خلوص اور تبحر علمی سے متاثر ہو کر وہ لوگ بھی جنازہ میں شامل ہوئے اور آپ کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہے۔

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

Marfat.com

نماز جنازہ میں متعدد احباب پشاور، دہلی اور کراچی وغیرہ دور افتادہ شہروں کے پائے گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت نے اپنے انتقال سے چند دن پہلے انہیں عالم رویاء میں لاہور آنے کا حکم دیا تھا۔ نماز کے بعد آپ کا جنازہ براستہ حضوری باغ چوک نوگزہ بازار، بارود خانہ، موتی بازار اسی شان ووقار سے مسجد میں لایا گیا اور ظہر کے بعد تقریباً چار بجے آپ کے جسدِ اطہر کو چوبی صندوق میں لٹا کر ابدی آرام گاہ میں دفن کر دیا گیا۔

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَمِنۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى

مدتے شد کہ بہ پابوسِ تو دارم ہوسے
جگرم خون شدو ایں درو نہ گویم بہ کسے

صندوق کے چاروں طرف اور اوپر نیچے پتھر رکھے گئے اور مزار مکمل کیا گیا۔ آپ کا مزار پرانوار آج تک زائرین کا مرجع ہے۔ لوگ جس طرح آپ کی ظاہری زندگی میں فیض یاب ہوتے تھے اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ آپ کی اس حیات جاودانی میں فائز المرام ہوتے ہیں اور دامن امید کو ثمر مقاصد سے بھرتے ہیں۔ سچ ہے:

مزار اولیاً اللہ پر کیا کیا فیض جاری ہیں
کھلا دربار عالی ہے آزمائے جس کا جی چاہے

Marfat.com

باب چہارم

تصانیف

متعدد کتابیں اور رسائل حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہیں جو کہ مختلف موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔ مثلاً

1- نمازِ حضوری
2- نماز ضروری
3- ختماتِ خواجگان
4- حقیقتِ انوار محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
5- شمس الحنفّیہ
6- جوہر ایمانی
7- نورِ ربانی فی مدحِ محبوبِ سبحانی
8- عکازہ در صلوٰۃ جنازہ
9- شمس الضّحیٰ فی مدحِ خیر الوریٰ
10- فاتحہ خوانی
11- شوارقِ صمدیہ فی ترجمۃ بوارق محمدیہ فی رجیم الشّیاطین النّجدیہ مؤلفہ مولانا فضل رسول بدیوانی رحمۃ اللہ علیہ

لیکن جو شہرت اور قبولیت اسلامی تعلیمات پر ''اسلام کی گیارہ کتابوں'' کو ملی، آج تک کسی مصنف اور کسی تصنیف کے حصے میں نہیں آئی۔ ''اسلام کی گیارہ کتابیں'' قریباً پون صدی سے پڑھی جا رہی ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں۔ اس عظیم الشّان اور بابرکت تصانیف کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

1- اسلام کی پہلی کتاب: اس میں آداب، اخلاق پند و نصائح اور فضائلِ

Marfat.com

قرآن مجید ہیں۔

2- اسلام کی دوسری کتاب: اس میں نماز، روزے کے فضائل مفصّل درج ہیں۔

3- اسلام کی تیسری کتاب: اس میں مسائلِ حج وزکوٰۃ، بیع وشریٰ وغیرہ درج ہیں۔

4- اسلام کی چوتھی کتاب: اس میں نکاح، طلاق اور حق مہر کے مسائل درج ہیں۔

5- اسلام کی پانچویں کتاب: مسائل رضاعت وذکر فتوحات عرب وعجم کا بیان ہے۔

6- اسلام کی چھٹی کتاب: قرآن شریف کی سورتوں کے خواص اور اورادو وظائف کا ذکر ہے۔

7- اسلام کی ساتویں کتاب: اسلام کے بنیادی عقائد درج ہیں۔

8- اسلام کی آٹھویں کتاب: مقلّد وغیر مقلد کے عقائد اور مسائلِ ذبیحہ پر فتویٰ۔

9- اسلام کی نویں کتاب: نکاح، جہیز وطلاق وغیرہ کے مسائل کا بیان ہے۔

10- اسلام کی دسویں کتاب: رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مجالسِ میلاد شریف میں رونق افروز ہونا۔

11- اسلام کی گیارہویں کتاب: مسئلہ عصمتِ انبیاء، ثبوتِ معراج جسمانی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نزول عیسیٰ علیہ السّلام اور ظہور امام مہدی کا بیان ہے۔

Marfat.com

اولاد

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے

حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

حضرت مولانا کے چار صاحبزادے حضرت مولانا عبد العلیؒ صاحب، حضرت مولانا رفیع الدین صاحب، حضرت مولانا زین العابدین صاحب اور حضرت مولانا قربان محمد صاحب اور تین صاحبزادیاں تھیں۔

ان بلند اقبال شہزادوں میں سے اول الذکر تین سال کی عمر میں داغ مفارقت دے گئے۔ دوسرے صاحبزادے جوان ہوئے، حضرت مولانا نے ان کی شادی خانہ آبادی شہر بھیرہ کے قریب ہی ایک گاؤں احمد آباد کے ذی عزت اور اہل علمِ گھرانے میں کی۔ ان کے ہاں ایک فرزندِ ارجمند حضرت مولانا مولوی محمد مظہر صاحب اور ایک دختر بلند اختر تولد ہوئے۔ یہ صاحب زادے موصوف بڑے ذی علم وعمل اور صاحب کمال تھے اور "اَلْوَلَدُ سِرٌّ لابیہ" کے پورے مصداق تھے مگر قضائے خداوندی نے انہیں بھی مہلت نہ دی۔ آپ بہ نیت حجِ بیت اللہ وزیارت روضۂ مطہر رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سرزمین مقدس عرب شریف میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ پر عمل کرنے کی نیت سے ممالک اسلامی کی سیاحت فرماتے ہوئے ترکی جا پہنچے۔ آپ اپنی علمی قابلیت اور خداداد عقل و

Marfat.com

ذہانت کی وجہ سے بہت جلد اس علاقے میں مشہور ہو گئے اور بے شمار لوگ آپ کے معتقد اور گرویدہ ہو گئے۔

حضرت مولانا نے اپنے اس ہونہار فرزند ارجمند کو اس خطہ میں خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان کی جوان دنوں سریر آرائے تختِ خلافت تھے۔ زیارت اور ملاقات کی ترغیب دی اور لکھا کہ اگر ایک مسلمان بادشاہ خود بھی اسلامی قوانین کا پابند ہو اور اپنی رعایا کو بھی تعلیمات اسلامی کا پابند رکھتا ہے تو خداوند تعالیٰ کے نزدیک اس کا بڑا امرتبہ ہے۔"

صاحبزادہ صاحب نے جواب میں تحریر کیا:

خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ کی توجہ سے مجھے نہ صرف سلطان صاحب کی ملاقات کا موقع آسانی سے مل گیا ہے بلکہ انہوں نے ایک دفعہ مجھے اپنی خاص گاڑی میں اپنے ہمراہ بٹھالیا۔

پھر اس کے چند ماہ بعد حضرت صاحبزادہ صاحب دیارِ مقدسہ سے واپس تشریف لے گئے اور جب مکہ مکرمہ کی زیارت سے مشرف ہو کر مدینہ پہنچے تو چند دن بیمار رہ کر اسی سرزمین پاک میں ابدی نیند سو گئے۔

بہ چہ ناز رفتہ باشد زجہان نیاز مندی
کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

قدموں میں تیرے سر ہو اور جان تن سے نکلے
تیری قسم ہے جاناں مرنے کا غم نہ ہوگا

Marfat.com

ان کی قسمت پہ فدا تخت شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

تیسرے صاحبزادے حضرت مولانا زین العابدین صاحب بیحد خوبصورت وخوب سیرت اور بڑے ذکی، ذہین اور فہیم تھے۔ علمِ دین کے حصول میں پورے شغف اور ذوق وشوق سے لگے ہوئے تھے۔ مگر پندرہ برس کی عمر میں اچانک آپ کو بھی داعی اجل کو لبیک کہنا پڑا۔

چوتھے صاحبزادے اپنی ولادت سے صرف پندرہ دن بعد ہی داغِ فرغت دے گئے اور فردوس بریں کو سدھارے۔ آپ کو اپنے اقبال منداور ہونہار فرزندوں کے داغِ مفارقت سے سخت صدمے ہوئے۔ ہر صاحبزادے کے انتقال پر ملال پر آپ کو شفقتِ پدری کے باعث سخت رنج وغم ہوا مگر آپ نے اس کٹھن اور کڑی آزمائش اور ابتلاء کو صحیح اسلامی شان سے برداشت کیا۔ سچ ہے۔

ما بلا ہر کسے قضا نہ کنم تا کہ اورا ز اولیاء نہ کنم
ایں بلا گوہر از خزانہ ماست با ہر کس گوہر عطاء نہ کنم
طریق عشق بازی بے بلا نیست زمانے بے بلا بودن روا نیست
بلاکش تالقائے دوست بینی کہ مردِ بے بلا صاحب بقا نیست
میان صد بلا خوش باش بادوست کہ ہر جا او بود ہرگز بلا نیست

صاحبزادیوں میں سے بھی ایک نے حضرت کی موجودگی میں صغرسنی

Marfat.com

میں انتقال کیا۔ باقی دو میں سے بڑی صاحبزادی صاحبہ تارک الدنیا ہیں اور انہوں نے علائق دنیوی سے کنارہ کش ہو کر یادِ الٰہی اور زہد و عبادت کو اپنا شعار بنایا اور مجاہدات اور ریاضت سے روحانیت میں وہ کمال حاصل کیا کہ اپنے پدر بزرگوار کی طرح ان کا فیض جاری ہوا اور لاہور اور نواحی آبادیوں کی بے شمار عورتیں اپنی حاجت روائی کے لیئے آپ کے پاس حاضر ہو کر اپنے خالی دامنوں کو ثمرِ مراد سے بھرنے لگیں۔

حضرت مولانا کے عقیدت مند بھی ہر مشکل میں آپ سے استعانت اور دستگیری کے ملتجی ہوتے تو خداوند تعالیٰ کے فضل اور حضرت مولانا کے تصرف سے فائز المرام ہوتے۔ حضرت مولانا کے بعد عرصہ تک آپ کا فیض جاری رہا۔ بالآخر بقضائے الٰہی مورخہ 22 ذی الحجہ 1355ھ بمطابق 6 مارچ 1927ء بروز جمعۃ المبارک شام کی آذان سے کچھ پہلے آپ اس جہانِ فانی کو چھوڑ کر عالمِ جاودانی کو راہی ہوئیں۔ آپ کی رحلت کو حضرت کے عقیدتمندوں و شہر بھر کی مستورات نے ایک صدمۂ عظیمہ اور ناقابل تلافی نقصان کی طرح محسوس کیا اور گھر گھر میں غم والم کی لہر دوڑ گئی۔ آپ کو حضرت کے مزار اقدس کی سیڑھیوں کے بائیں جانب ابدی نیند سلا دیا گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ؕ

صاحبزادی صاحبہ خورد کی شادی ضلع شاہ پور کے ایک مشہور شہر خوشاب کے ایک معزز گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے ہاں ایک دختر بلند اختر تولد

Marfat.com

ہوئی۔ مگر پھر ایک شرعی عذر کی وجہ سے حضرت صاحبزادی صاحبہ نے اپنی بچی سمیت اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کر لی اور اپنی محترمہ ہمشیرہ کبیر کی طرح بقایا عمر خالقِ حقیقی اور مطلوبِ اصلی کی طلب میں گزارنے لگ گئیں۔

حضرت قبلہ مولانا کی رحلت کے وقت یہ دونوں صاحبزادیاں، صاحبزادہ حضرت مولانا مولوی محمد مظہر صاحب، ان کی ہمشیرہ اور حضرت کی صاحبزادی صاحبہ خورد کی دختر بلند اختر موجود تھے۔

چنانچہ حضرت مولانا کے وصال پر حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف مسند نشین ہوئے اور انہی کے سر مسجد کی امامت، خطابت اور تولیت کا بار گراں ڈالا گیا۔ حضرت قبلہ کے چالیسویں کا اہتمام بڑے وسیع پیمانے پر مورخہ 29 ربیع الثانی 1326ھ کو کیا گیا۔ اس مبارک تقریب میں لاہور بلکہ پنجاب بھر کے صحیح العقیدہ علمائے کرام، متعدد مشائخ عزائم اور معززین شہر کی موجودگی میں آپ کے شاگرد حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے اپنے دستِ مبارک سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی فرمائی۔

Marfat.com

سجادہ نشین حضرت رفیع المرتبت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا کی وفاتِ حسرتِ آیات کے وقت حضرت صاحبزادہ محمد مظہر کی عمر تقریباً سترہ برس تھی۔ آپ نے بارہ برس کی عمر میں اپنے دادا جان سے علوم دینیہ کی تحصیل پورے ذوق سے شروع کی مگر بچپن کی وجہ سے آپ حضرت سے پورا پورا فیض حاصل نہ کر سکے لیکن جب آپ پر اپنے جد بزرگوار کے وصال کے بعد ذمہ داریوں کا بارگراں ڈالا گیا۔ تو آپ نے تحصیل و تکمیل کی طرف پوری توجہ کی اور حضرت کے شاگرد رشید حضرت مولانا غلام حیدر قریشی صاحب سے تمام کتبِ متداولہ کی تکمیل کی۔ قریشی صاحب کو حضرت مولانا نے اپنی وفات سے کئی سال پہلے مطلع کر دیا تھا کہ تیرے پاس میرے عزیز محمد مظہر کا علمی حصہ ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے تقریباً 19 سال تک مسجد میں فرائض خطابت و امامت کو پوری طرح ادا کیا اور حضرت کے نقش قدم پر چلنے کے لیے حتیٰ الوسع سعی بلیغ کرتے رہے اور مسجد کی رونق بدستور قائم رہی۔

آپ کے زمانہ میں مسجد کے ملحقہ بازار میں فاحشہ بدکار عورتوں نے سکونت اختیار کر لی۔ اور چوک سرجن سنگھ تک کا تمام علاقہ اس ننگِ انسانیت گروہ نے گھیر لیا۔ ان کی وجہ سے اس علاقہ میں دن رات شرابی اور بدمعاش لوگوں کی آمد و رفت رہنے لگی۔ اکثر اوقات یہ بدکار لوگ مسجد میں داخل ہو کر

Marfat.com

اس کی بے حرمتی کا باعث بنتے۔ اس لیے آپ نے میاں بدرالدین صاحب کی وساطت سے جو ان دنوں میونسپل کمیٹی میں ایک معزز عہدے پر سرفراز تھے۔ بڑی محنت شاقہ سے اور گوناگوں رکاوٹوں کا مقابلہ کر کے اور بڑی تکلیفیں برداشت کر کے مسجد کے ماحول کو پاک کیا۔

جَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْجَزَاء.

حضرت مولانا قدس سرہ العزیز کے اس مقصد کہ ''کوئی بدعقیدہ شخص مسجد میں داخل نہ ہو''، آپ نے بڑی سختی سے پورا کیا۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے عاشق تھے اور انہیں پورے ذوق وشوق اور کامل اہتمام سے ادا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی روحانی تکمیل کے لیے حضرت قبلہ مولانا احمد خاں صاحب چشتی زیب سجادہ میسرے شریف کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔ آپ عین جوانی کے عالم میں تھے اور اپنی علمی اور روحانی تکمیل کی راہ پر گامزن تھے کہ عُمّال قضا وقدر نے آپ کو اس دارِ محنت والفرار سے دار الراحۃ والقرار کی طرف سدھارنے پر مجبور کر دیا۔

آپ اپنی عمر کا سینتیسواں سال پورا کر رہے تھے کہ مورخہ 20 ذیقعد 1344ھ بمطابق 2 جون 1926ء بروز بدھ آپ کی ناک میں چھوٹا سا دانہ نکلا جسے پہلے تو معمولی خیال کیا مگر تیسرے دن اس سے سخت تکلیف ہونے لگی۔ تمام چہرے پر اس قدر سوزش ہوگئی کہ کھانے پینے، آنکھ کھولنے بلکہ سانس لینے میں بھی سخت دقت پیدا ہوگئی۔ علاج معالجہ کے لیے مختلف

Marfat.com

جرّاحوں کو بلایا گیا۔ لاہور کے مشہور و معروف ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ صاحب بھی علاج کرتے رہے لیکن مرض کی شدت میں کمی نہ آئی۔

آخر پانچ دنوں کی مختصر علالت کے بعد شب سہ شنبہ مورخہ 25 ذی قعدہ 1344ھ مطابق 7 جون 1926ء کو آپ اس ناپائیدار جہانِ فانی سے خلدِ آشیانی ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ؕ

تجہیز و تکفین

آپ کے دفن کے متعلق بھی خان بہادر مولوی محرم علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کے ملحقہ احاطہ میں ہی اجازت حاصل کر لی۔ آپ کے جنازہ کے ساتھ بھی لمبے لمبے بانس باندھے گئے اور ہزاروں مسلمانوں کی معیت میں اسے موتی بازار، بزاز ہٹہ، ڈبی بازار، کشمیری بازار، چوک مسجد وزیر خان اور دہلی گیٹ سے باہر لے جا کر باغ متصل دربار حضرت شاہ محمد غوث علیہ رحمۃ میں پہنچا دیا گیا جہاں پر حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔

نماز کے بعد آپ کا جنازہ اسی راستے سے مسجد میں واپس لایا گیا اور بروز چہار شنبہ بوقت عصر آپ کو حضرت مولانا کے مزار کی سیڑھیوں کے دائیں سمت ابدی نیند سلا دیا گیا۔

آپ کے ہاں عطائے ربانی سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں مگر سب کے سب کمسنی کی حالت میں ہی داعی اجل کو لبیک کہہ

Marfat.com

گئے۔آپ کے وصال کے چار دن بعد بھی ایک صاحبزادہ تولد ہوا مگر وہ بھی تقریباً چوبیس دن کے بعد خلد آشیانی ہوا۔

در گوش خویش می شنوی فلاں نماند

در گوش دیگراں خبرت ہم رسیدن است

احقر کی خطابت مسجد سے سرفرازی

صاحبزادہ صاحب کی وفات حسرت آیات پر پس ماندگان اور حضرت کے عقید تمندوں کو دوہرا رنج و غم ہوا۔ ایک تو صاحبزادہ صاحب کے داغ مفارقت کا اور دوسرا اس امر کا کہ آپ کے بعد حضرت مولانا قبلہ کی کوئی صلبی نرینہ اولاد نہ رہی تھی جو اس عظیم الشّان مسجد کے بارگراں کو سنبھال سکتا۔

اس بات کو دیکھ کر کئی لوگ اور جماعتیں مسجد پر قبضہ کرنے کی بے سود کوششیں کرنے لگ گئے۔

کرہِ فال بنامِ من دیوانہ زدند

اس احقر ہیچ میدان کو اس خدمت پر مامور کیا گیا اور اس بارگراں اور اہم ذمہ داری کو خاکسار کے کمزور اور ناتواں کندھوں پر ڈالا گیا۔ ہر چند میں نے اپنی نااہلیت اور ناقابلیت علمی و روحانی کی وجہ سے اس سے گریز کیا لیکن کیونکہ احقر کی شادی صاحبزادہ صاحب مرحوم و مغفور کی ہمشیرہ سے ہو چکی تھی اور اس طرح ناچیز کو اس خاندان ذی شان سے تعلق کا فخر حاصل تھا۔

گرچہ از نیکاں نیم لیکن بہ نیکاں بستہ ام

Marfat.com

مور مسکیں ہوسے داشت کہ بہ کعبہ رسم

دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

اس لیے اغیار کی نسبت اس کام کا انصرام واہتمام میرے ذمہ کیا جانا انسب اور ضروری خیال کیا گیا۔ بنابریں صورت حالات کے مدنظر احقر نے بالآخر اس بارگراں کو دلِ لرزاں اپنے سر لینا قبول کرلیا اور ایک جمعہ کے دن عام نمازیوں کی موجودگی میں آپ کے شاگرد رشید خلیفہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سلامت پوری نے احقر کی دستار بندی کردی۔

نماز اور رسم دستار بندی کے بعد احقر نے احباب کو ساتھ لیا اور حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس پر حاضر ہوکر بادیدہ پرنم امداد واستعانت کی درخواست کی۔

الحمدللہ کہ حضرت کے فیوض باطنی کی فراوانی نے ادھر میرے دل کو مستحکم کیا اور ادھر تصرف باطنی اور عنایات بیغایات سے اپنے تمام خدام متوسلین اور عقید تمندوں کو مسجد کی طرف متوجہ اور راجع کردیا۔

انجمن حنفیہ کی تجدید

چنانچہ سب سے پہلے حضرت کی بنا کردہ ''انجمن حنفیہ'' کی تجدید کی گئی جو حضرت مولانا کے وصال کے بعد عملاً نابود ہوچکی تھی۔ الحمدللہ کہ باوجود میری ناقابلیت اور نااہلیت کے حضرت مولانا کے تمام خدام اور عقیدتمندوں نے احقر کے ساتھ پورا تعاون کیا۔

Marfat.com

احقر ہیچ میدان سے بوجہ بے بضاعتی علمی خدمات تو کیا ہو سکتی تھیں۔ البتہ اپنے محترم ومکرم ماموں فضل حق صاحب زید مجدہم کی رہنمائی اور دیگر احباب کی معیت سے میں نے مسجد کی خدمت اور ماحول کی حفاظت کا کام پوری تندہی سے شروع کر دیا۔

ماموں موصوف کی شادی خانہ آبادی حضرت غریب نواز کی نواسی سے ہو چکی تھی اور انہیں بھی اس خاندان ذی شان سے متعلق ہونے کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔

مسجد کی خدمات کے علاوہ تالاب کو درست کروایا گیا۔ اس کے شمالی اور جنوبی کناروں پر سائے کے لیے دو خوبصورت برآمدے بنائے گئے تاکہ بارش اور دھوپ میں نمازی آرام وسکون کے ساتھ وضو کر سکیں۔ شرقی اور غربی پہلوؤں کو اس لیے اس وقت مسقّف نہ کیا گیا تاکہ مسجد کا نظارہ خراب نہ ہو اور صدر دروازے میں کھڑے ہو کر دیکھنے والے کو رکاوٹ محسوس نہ ہو لیکن بعد میں ان پہلوؤں پر بھی چھت ڈال دی گئی۔

بارش اور وضو کے پانی کے لیے جو زیر زمین کنواں تھا وہ بند تھا اور بارش کے وقت مسجد میں دیر تک پانی رکا رہتا تھا جو اس کی عمارت کو نقصان پہنچاتا تھا۔ اس لیے اس کی درستی کو ضروری خیال کیا گیا چنانچہ میونسپل کمیٹی میں درخواست دی گئی۔ الحمد للہ کہ چار پانچ ماہ کی بھاگ دوڑ اور تگ ودو کے بعد بابو بدرالدین صاحب کی اعانت سے آخر یہ مشکل حل ہو گئی۔ اور پرانے

Marfat.com

کنواں کی بجائے نیا کنواں بنوایا گیا جس میں جبل پوری کلابی استعمال کیے گئے۔ یہ بدرو بھی زیرزمین میں تھا لیکن اس میں صفائی کے لیے تین مین ہول رکھے گئے۔ فالحمد للّٰہ

مسجد کی عمارت کی وسعت کی وجہ سے لیمپوں کی روشنی ناکافی تھی اس لیے بجلی لگوائی گئی جس سے مسجد رات کو بقعۂ نور معلوم ہونے لگی۔ فالحمد للّٰہ

حضرت قبلہ غریب نواز اور صاحبزادہ صاحب کے مزارات پر سنگ مرمر لگوایا گیا اور حضرت کے مزار پر شاندار گنبد بنوایا گیا۔ حضرت کے حجرہ اور باقی دونوں حجروں کو درست کروایا گیا اور بالخصوص حجرۂ مقدسہ کو خاص طور پر پلستر کروا کر رنگ و روغن کی گلکاری سے مزیّن کیا گیا جس سے اس کی شانِ تقدس کا اظہار ہونے لگا۔

مسجد کی عمارت کے شمال مغربی کونے پر ایک گوردوارہ تھا جس کے منتظمین نے کوئی چالیس پینتالیس سال ہوئے مسلمانوں کی بے پرواہی یا حضرت مولانا کی فراخ دلی اور رواداری سے فائدہ اٹھا کر گوردوارہ کی حدود وسیع کرتے ہوئے مسجد کی دیواروں تک اپنا تسلط جما لیا تھا اور مسجد کے اس کونے اور دونوں طرف کی دیواروں کو اپنے احاطہ میں لے لیا تھا۔

پھر 1931ء میں انہوں نے اپنی حدود کو مزید وسیع کرنے کا ارادہ کیا اور مسجد کی دیوار کا کچھ اور حصہ اپنے احاطہ میں لے جا کر گوردوارے کو اور وسیع کرنے کا ارادہ کیا جب ان کی مزاحمت کی گئی تو سکھوں کی طرف سے اشتعال

Marfat.com

انگیز مظاہرہ کیا گیا۔ مسلمانانِ شہر اُن کے اس فعل سے سخت مضطرب ہوئے اور سخت ہیجان پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ایک جمعہ کے دن کئی ہزار مسلمان اپنی اس عزیز مسجد اور اس کے ماحول کی حفاظت کے لیے جان قربان کرنے کو مسجد میں جمع ہو گئے۔ سکھوں کی طرف سے فساد کی چنگاری بھڑکانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا لیکن مسلمانوں نے کمال صبر وسکون کا مظاہرہ کیا۔

آخر خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم اور خاں صاحب مولوی محرم علی صاحب چشتی کی انتھک کوششوں سے میاں محمد صادق صاحب سٹی کوتوال نے اس قضیہ کا فیصلہ کر دیا اور سکھوں کو وہ جگہ چھوڑنا پڑی اور مسجد اور گوردوارہ کے درمیان سرکاری خرچ پر دس فٹ اونچی اور کافی لمبی ایک پختہ دیوار بنوا دی گئی جس سے آئندہ تصادم اور جھگڑے کا امکان نہ رہا۔ یہ دیوار اب تک موجود ہے اور اس میں سرکاری کتبہ بھی نصب ہے۔

علاوہ ازیں چشتی صاحب مذکور کی تگ ودو اور حضرت مولانا کے تصرف باطنی سے بارہ مرلے کے دو قطعہ جات اراضی جو جانب شمال اور جنوب واقع ہیں اور جن پر قابض ہونے کے لیے اغیار برسوں سے سرتوڑ کوشش کر رہے تھے بالکل برائے نام معمولی سی قیمت یعنی پچاس روپے فی مرلہ کے عوض جو بذریعہ حاجی مستری الٰہی بخش صاحب اہالیان شہر نے چندہ کر کے ادا کی مسجد کے نام لگا دیئے گئے۔ یہ قطعات بھی آج تک مسجد کی ملکیت میں ہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وجزاهم اللّٰهُ أَحْسَنُ الْجَزَاء۔

Marfat.com

شکریہ

آخر میں اپنے آقا و مولیٰ سرکار مدینہ علیہ افضل التحیات والسّلام

فرمان

مَنۡ لَّمۡ یَشۡکُرُ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرِ اللّٰہَ

کے مطابق ان تمام حضرات کا جنہوں نے اس خاکسار اور نااہل کی آواز پر لبیک کہی اور ان تمام کاموں میں دامے، درمے، قدمے، سخنے میری امداد و اعانت کی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اوسبحانہٗ انہیں دارین میں سرخرو اور فائز المرام رکھے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ نبیہٖ الامین صلّی اللہ علیہ وسلّم

ان میں سے چند حضرات کے اسمائے گرامی ہیں: جناب حکیم مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب سلامت پوری، جناب خان بہادر مولوی محرم علی چشتی مرحوم ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور، جناب خان صاحب مولوی فیروز الدین صاحب مالک فیروز پرنٹنگ ورکس شیرانوالہ گیٹ، جناب حاجی مبارک دین صاحب گورنمنٹ ٹھیکہ دار خیمہ جات سرکلر روڈ ٹکسالی گیٹ، جناب حاجی غلام محی الدین صاحب گورنمنٹ ٹھیکیدار خیمہ جات سرکلر روڈ اکبری دروازہ، جناب میاں امیر الدین صاحب ایم ایل اے، جناب ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ صاحب عباسی چونا منڈی، جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب سید مٹھا بازار، جناب چوہدری جلال الدین صاحب ٹھیکیدار، جناب حاجی

Marfat.com

مستری الٰہی بخش صاحب موری دروازہ، جناب چوہدری محمد حسین صاحب آڑھتی میوہ منڈی، جناب میاں معراج الدین ریٹائرڈ انجینئر ریلوے جناب میاں دین محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ میونسپل واٹر ورکس، جناب میاں بدرالدین صاحب انجینئر کارپوریشن لاہور، جناب مستری احمد الدین برف خانے والے، جناب خان بہادر کریم بخش دل محمد روڈ لاہور، جناب مستری نظام الدین ٹھیکیدار، جناب شیخ مہرالدین صاحب ٹھیکیدار تحصیل بازار، جناب میاں فیروز الدین صاحب ٹھیکیدار بازار سمیاں لاہور، جناب مفتی غلام زین العابدین صاحب اکاؤنٹنٹ ریلوے، جناب میر محمد افضل کناری بازار لاہور، جناب میر محمد فاروق صاحب کاچوب موتی بازار لاہور، جناب خان صاحب جسٹس حاکم الدین صاحب اندرون موری گیٹ، جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب چونی منڈی، جناب بابو عبدالکریم صاحب، ریٹائرڈ ڈی ایم آئی ریلوے لاہور، جناب میاں مولا بخش ٹھیکیدار موتی بازار، جناب مستری محمد مستقیم صاحب چوک وزیر خان، جناب ٹھیکیدار محمد ابراہیم صاحب چوہٹہ مفتی باقر، جناب مہر فیروز الدین صاحب اندرون بھاٹی گیٹ، جناب حاجی میاں احمد الدین صاحب ٹھیکیدار اندرون بھاٹی گیٹ، جناب مرزا غلام قادر صاحب کوچہ دان واہ تحصیل بازار لاہور، جناب حکیم محمد شریف اکسیر گر بازار سید مٹھا لاہور، جناب میاں رحیم بخش صاحب سید مٹھا بازار لاہور، جناب میاں علی بخش صاحب پھلیرا۔ رحمۃ اللہ علیہم

Marfat.com

ان حضرات کے علاوہ متعدد حضرات اور بھی تھے جن کے اسمائے گرامی بخوف طوالت درج نہیں کیے گئے۔ میں ان حضرات سے معذرت خواہ ہوں۔ جَزَاهُم اللّٰهُ اَحسَنَ الْجَزَاءِ فی الدّنیاء والآخرة

آخر میں تمام احباب سے عاجزانہ التجا ہے کہ مجھ ناچیز پر عنایت فرما کر بصدق دل خداوند تعالیٰ مستجاب الدعوات کی جناب میں دعا کریں کہ اللہ سبحانہٗ احقر کو حضرت مولانا کی ذات مجمع صفات ومنبع برکات کے روحانی اور علمی فیوض سے مستفید فرمادیں۔ آمین ثم آمین!

وآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَوَّلاً وآخره وَاَكْمِلَ الصَّلوٰة وَاَفْضَل السَّلام عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ الطَّيِّبِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَسَلِّم ظَاهِرًا وَّبَاطِنًاط رَبَّنَا لَا تُوَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَانَا بِجَاهِ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفٰے وَاٰلِهِ الْمُجْتَبٰى وَاَصْحَابِهِ الْمُرْتَضٰى وَاَوْلِيَاء كَ وَصُلَحَائِكَ الْخَيْرٰى بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

Marfat.com

قصیدہ بزبان عربی

مدیح الفاضل الجلیل والکامل النبیلا الشیخ عَبۡدُ الۡقَادِرِ الشَّهِیۡر بمولانا غلام قادر بھیروی اللاهوری رحمته اللّٰه عَلَیۡهِ مَعُ تَارِیۡخ وَفَاتِهٖ

دَعۡ مَا تُسَرُّكَ رَأحَةٌ خُضۡرَاء — وَعَـرَارُهَـا وَبَهَا رُهَا الۡفَیۡحَاءُ

(اے مخاطب) سر سبز باغ اور خوشبودار درختوں اور ان — کی فراوانی بہار کا جن سے تو خوش ہو رہا ہے ذکر چھوڑ

بـاللّٰهِ لَیۡسَ لَهَا اَرِیۡجٌ دائماً — نفسی وَلَیۡسَ علی الحیٰوۃ بقاءٌ

باللہ کسی خوشبو کو دوام نہیں — اور کسی ان دار کو بقا نہیں

وَلَئِنۡ اَضَرَّبۡنَا الزَّمَانُ الۡمُنۡفَذ — فَلَـهٗ كَـذَالِكَ شَدَّةٌ وَّرُخَاءٌ

کیونکہ بخدا ان کی خوشبو ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے — اور مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ زندگی ناپائیدار ہے

عَیۡنِی مُذۡ اِرۡتَحَلَ الرِّفَاقُ سُحَابَةٌ — تَـجۡرِیۡ عَـلَیَّ كَاَنَّهَا الدَّامَاً

جب سے میرے ہم سفر کوچ کر گئے ہیں میری آنکھ — بادل کی طرح ہے جو مجھ پر برس کر دریا کی طرح بہ رہی ہے

یَا عَیۡنَ لَا تَجۡمُدۡ دُمُوۡعًا اِنَّهَا — لِـصَدًا عَلِیۡلٍ مُرَامَلٍ اِرۡوَاءٌ

اے آنکھ گریہ و بکا سے مت رک کیونکہ یہ آنسو — بیمار مفلس کی تشنگی کو سیراب کرتے ہیں

یَا ظَاعِنِتی فَمِنۡ رَحِیۡلِكُمۡ بِنَا — شُتَادَتِ اللَّوۡعَاتُ وَالۡبُرۡحَاءُ

اے میرے کوچ کرنے والے ساتھیو! تمہارے — کوچ کر جانے کی وجہ سے ہماری سوزش اور جلن بڑھ گئی ہے

Marfat.com

مَهلاً فَهٰذَا الظَّعنُ سَاربِهَا مَعِیْ ۔ صَبرٌ یُوَاسِینَا بِہٖ الحُوبَاءُ

ٹھہرو کیونکہ یہ کوچ کرنا میرے صبر کو بھی لے جا رہا ہے ۔ جس پر ہماری روح ہماری ہمدردی کر رہی ہے

یَا لَیتَ لِیْ صَبراً فَاجلُ ھِجرُکُم ۔ یَا لَیتَ لِیْ قَلبًا فَقلتُ فِدَاءُ

اے کاش اگر مجھے صبر کی طاقت ہوتی تو تمہاری جدائی اچھی گزرتی ۔ اور کاش کہ میرا دل میرے قبضہ میں ہوتا تو میں کہتا کہ میں قربان جاؤں

اِنِّی کَقَاصِمَۃِ الظُّھُوْرِ مُمَزَّقٌ ۔ ضِلعَایَ بَینَھُمَا تَقُولُ صَلَاءُ

میں کمر شکستہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہوں ۔ تو خیال کرے گا کہ میرے پہلو میں آگ جل رہی ہے

یَومِیْ شَدِیدُ الخَطبِ اَفظَعُ کُربَۃً ۔ لَیلِیْ کَلَیلَۃِ خَابِطِ ظَلمَاءُ

میرا دن سخت مصیبت اور بڑے غم والا ہے ۔ اور میری رات بے راہ چلنے والے کی رات کی طرح تاریک ہے

ذَا مُنذُمَا فَارَقتُ عَنْ بَدرٍ بِہٖ ۔ قَد نَوَّرتنَا المِلَّۃُ البَیضَاءُ

اس وقت سے میری حالت یہ ہے جب سے کہ میں اس چاند سے جدا ہوا ہوں ۔ جس کی بدولت شریعت غرّا نے ہمیں منور کیا تھا

وَھُوَ الَّذِیْ مِنْ فِقھِہٖ فِیْ عِلمِہٖ ۔ حَارَ لِکِبَاراً رُفَمَالَہٗ النُّظَرَاءُ

اور وہ ایسا شخص تھا جس کے علم میں دانائی کو دیکھ کر ۔ بڑے بڑے لوگ حیران تھے اور اس کی کوئی نظیر نہ تھا

طَلَقٌ فَصِیحٌ مَا رَأَیتُ بِمِثلِہٖ ۔ حِبراً تَقُولُ فَطَانَۃٌ وَذَکَاءُ

وہ زبان آور اور فصیح تھا دانش اور تیزی خاطر کر رہی تھی ۔ کہ ہم نے ایسا علامہ کبھی نہیں دیکھا

اَلمِقوَلُ الزِّیقُ الاَرِیبُ المُفلِقَ ۔ بِالبَیِّنَاتِ اللَّابِ ھُنَّ شِفَاءُ

وہ تیز زبان باغیرت اور ادیب تھا اور ان دلائل کے ساتھ گفتگو ۔ کرنے والا تھا جو شفاء و تسکین کا باعث ہیں

کَانَ الرَّشَادُ بِعِلمِہٖ مِمَّا تَرَیٰ ۔ رَوضًا یُسَرُّ بِطِیبِہَا الفُضَلَاءُ

اس کے علم کی وجہ سے ہدایت اس باغ کی طرح تھی ۔ جس کی خوشبو سے فاضل لوگ خوش ہو رہے ہیں

Marfat.com

خَيْرُ الْخَيَارِ وَفِى الْاَكَابِرِ اُسْوَةٌ   اَشَدُّ الشَّرِيعَةِ اَهْيَسُ رَفْوَاءُ

وہ بہترین لوگوں میں برگزیدہ تھا، وہ بڑے بڑے لوگوں کیلئے   نمونہ اور شریعت کے جنگل کا شیر اور بہادر اور دلیر تھا

عَدْلٌ صَدُوقٌ اَلْمَعِيٌّ ضَابِطٌ   سَنَدٌ فَجَارُ بِعِلْمِهِ الْعُلَمَاءُ

وہ انصاف کرنے والا سچ بولنے والا تیز ذہن والا   مسلم الثبوت عالم تھا جس علم کی وجہ سے بڑے بڑے بھی حیران تھے

اَلْعَارِفُ الْعَلَّامَ عَبْدُالْقَادِرِ   شَيْخٌ اَقَرَّ بِفَضْلِهِ الْفُضَلَاءُ

علم معرفت سے واقف علامہ عبدالقادر   جو استاد تھا اور اس کی فضیلت کو تمام فاضل تسلیم کرتے تھے

اَلْمُسْبِلُ الْهَطِلُ الَّذِىْ مِنْ رَشْحِهٖ   لَاهُوْرُ ذَاكَ وَ بِيْرَة خَضْرَاءُ

وہ لگاتار اور متواتر برسنے والے بادل کی طرح تھا   جس کے قطرات فیض سے لاہور اور بھیرہ سرسبز تھا

بَلْ مِنْهُ قَدْ فَاحَتْ بَلَادُ كُلِّهَا   وَالْهِنْدُ مُعَشَبَةٌ بِهٖ زَهْرَآءُ

بلکہ تمام ممالک اس کی وجہ سے خوشبودار ہو رہے تھے   اور ہندوستان تروتازہ اور روشن اور سرسبز تھا

وَالنَّاسَ خُرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ مَا   قَدْ كَانَ فِىْ مَرْمٰى سَحِيْق جَآءُ

اور اس کی خدمت میں بڑے دور دراز علاقوں   سے لوگ آیا کرتے تھے

هٰذَا الَّذِىْ مِنْ مَوْتِهٖ طَالَ الْحُزْنُ   وَازْدَادَهَمٌّ مُغْزِعٌ وَّبُكَاءُ

یہ وہ شخص ہے جس کی موت کی وجہ سے غم بڑھ گیا ہے   اور تکلیف دینے والا اندوہ وگریہ بڑھ رہا ہے

بِاللّٰهِ مَالِىْ غَيْرُ حُزْنٍ مُوْنِسٌ   وَ كَاَنَّهٗ رُوْحِىْ وَذَاالْاَعْضَآءُ

بخدا سوائے غم کے اور کوئی میرا غمخوار نہیں ہے   گویا وہ میری جان ہے اور اعضاء بدن ہیں

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ مَحْيَاً وَالِهٖ   رَيْبَ الْمَنُوْنِ وَعِلَّةٌ وَعِنَاءُ

مجھے علم ہے کہ ایک فریفتہ آدمی کی زندگی   زمانہ بھر کی مصیبت، بیماری، رنج اور دکھ ہی ہوا کرتی ہے

Marfat.com

كَانَ أُرتِحَالُ الشَّيخ شَهراً ثَالِثًا	وَنَهَارٌ ^٨^ حيٌّ ^١٠^ يَسْلَةَ ظَلْمَاءُ
اس استاد کا تیسرے ماہ (ربیع الاول) میں ہوا	لیکن دن اٹھارواں اور رات اندھیری تھی
لِمَ لَا يَكُونُ فَإِنَّهُ نُورُ الْهُدٰى	مَحْيَاهُ لِلْمُسْتَبْصِرِيْنَ ضِيَآءُ
کیوں نہ ہوتا؟ وہ تو ہدایت کا نور تھا	جس کی زندگی دانشمندوں کے لیے روشنی تھی
لَمَّا سُئِلْتَ لِارِخِ عَامَ حِيلِهِ	وَعَلَىَّ مِنْ تَذْكَارِهِ الْاَعْمَاءُ
جب مجھ سے اس کی رحلت کا سال پوچھا گیا	دراں حالیکہ میں اس کی رحلت کے غم کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھا
فَبِوَجْهِ حُزْنِي ^١٨^ قُلْتُ ^٢٩٣^ صَامَكَانُهُ ^١١٦^	بِحَبْوُحَةِ ^٤٢٦^ الْجَنَّاتِ ^٤٨٥^ يَا رُفَقَاءُ
تو میں نے غمناک چہرے سے کہا: اے دوستو!	جنت کے صدر کی جگہ ان کا مکان ہے

نوٹ: ۸+۲۹۱+۱۱۶+۴۲۶+۴۸۵=۱۳۲۶ھجری وصال کا سال

من عَبْدُ الضَّعِيفِ عَبْدُ الرَّحِيم بنَ الشَّيخ الْعَلَّامَةُ الْحَافِظُ الْحَاجّ عَبْدُ الْحَكِيم الذَّاكِرِىُ الْبِشَاوَرِىُ عَفَااللّٰه تَعَالٰى عَنْهُمَا بِجَاهِ حَبِيْبِهٖ وَنَبِيّهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنَ

Marfat.com

قصیدۂ دیگر بزبان فارسی

مقتدائے سالکاں و کاملاں | عبد قادر دستگیرِ بیکساں
از کمالش شور گشتے در جہاں | شد چو مقناطیس در جذبِ دلاں
فیض اوچوں منتشر شد در بسیط | گشتہ ہر اطراف عالم را محیط
غیر مذہب کجرواں از ہر دیار | گشتہ اندر پیش علش شرمسار
گونبودے ذات ایں درآں زماں | تیرہ گردیدے جہاں از گمرہاں

Marfat.com

قصیدہ دیگر بزبان اردو

ریختۂ قلم مولانا مولوی عبدالمجید صاحب مدرس اسلامیہ سکول بھیرہ شریف ضلع سرگودھا

دریغا جل بسے وہ شمسِ علماء سید الفضلا
زمانہ بھر میں جن کے فضل وعلمیت کی شہرت تھی

وہی جو آسمانِ علم پر اک ماہِ کامل تھے
خدا کے فضل سے حاصل شریعت بھی طریقت تھی

غلام قادر و مقبولِ خالق عاشقِ نبوی ﷺ
کہ جن کی ذات اقدس سر سے تا پا علم شریعت تھی

امام ابوحنیفہ کے متابع اور مقلِّد تھے
سراج امت احمد کی پوری دل میں عظمت تھی

غلامِ غوثِ اعظم تھے محبّ اولیاء اللہ
ہر اک مردِ خدا سے ان کو محبت تھی عقیدت تھی

قریشی ہاشمی تھے اور عالم باعمل پورے
خدا کی یاد سے اور علم دیں سے بس محبت تھی

Marfat.com

حصول علم کی خاطر دریار غیر میں جاکر
بسر چودہ برس پیہم کیئے کتنی مشقت تھی

کیئے ازہر متن اکثر کتب ہائے شریعت کے
تعالیٰ اللہ کیسا ذہن تھا کیسی ذکاوت تھی

جواب مسکِت ودندان شکن دیتے تھے بیدیں کو
مقابل آپ کے ان کے بھلا یہ کس کو جرأت تھی

مخالف کے لیے اک تیرِ برّاں تھا کلام ان کا
مقابل کانپ جاتا تھا معاً وہ ان کی ہیبت تھی

حریفوں سے جھجکنا اور دب جانا نہ آتا تھا
سدا برہان قاطع سے ظفر حاصل تھی نصرت تھی

زمانہ بھر میں بے دینوں نے گو الحاد پھیلایا
لگایا زور جتنی قوت اور طاقت تھی

مگر حضرت کے دامن گیر حبل اللہ پر قائم ہیں
وہی جن کے دلوں میں آپ کی سچی عقیدت تھی

مثال اہل دنیا مال و زررکھتے نہ تھے گھر میں
قناعت تھی توکل تھا نہ کچھ حرص بات تھی

ہدایت یافتہ ان کے مواعظ سے ہوئے کتنے
نہیں شک ان کی صحت بالیقین شمع ہدایت تھی

Marfat.com

وہ ختمِ خواجگاں یا شیخ پڑھتے اور پڑھاتے تھے
اور ان کے منکروں سے ان کے دل میں سخت نفرت تھی
کرامات ان کی ہیں مشہور خاص و عام میں اکثر
دعا کو ان کی درگاہِ الٰہی میں بس اجابت تھی
طریق اہل سنت وجماعت پر رہے قائم
نہ شوق اختراع تھا اور نہ کچھ مسلک میں بدعت تھی
ہمیشہ ان کے در پر تشنگانِ فیض آتے تھے
کرم جن پر تھا حضرت کا خدا کی ان پر رحمت تھی
ہے جاری آج تک بھی آپ کا فیضانِ بے پایاں
کہ جیسے زندگی میں دور و نزدیک ان کی شہرت تھی
غلامِ مصطفیٰ ہوں متصف اوصاف حضرت کے
وہی ان کو فضیلت دے کہ جو ان کی فضیلت تھی
چھپا دامان رحمت میں تو ان کو کرم و شفقت سے
کہ تھے یہ جانشیں ان کے جنہیں بس تیری چاہت تھی
مجید کو بھی نورِ عرفان کر عطا یارب
طفیل ان برگزیدوں کے کہ جن کو تجھ سے الفت تھی

Marfat.com

سلسلہ شریفہ مشائخ چشتیہ اہل بہشتیہ

رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اے خداوندا تو ذاتِ کبریا کے واسطے — رحم کر مجھ پر محمد مصطفٰی کے واسطے

میں ہوا ہوں سخت زار اس بند محنت میں اسیر — کھول دے مشکل علی المرتضی کے واسطے

خواجہ بصری حسن کا نام لاتا ہوں شفیع — شیخ عبدالواحد اہل صفا کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابنِ عیاض — شاہِ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے

حضرت خواجہ حذیفہ کے لیے اب رحم کر — اور ہبیرہ بصری صاحبِ ہدا کے واسطے

خواجہ ممشاد کی خاطرِ میرا دل شاد کر — شیخ بواسحٰق قطبِ چشتیا کے واسطے

خواجہ ابدال احمد بو محمد مقتد اے — خواجہ بو یوسف صاحبِ صفا کے واسطے

خواجہ مودود حق اور خواجہ حاجی شریف — خواجہ عثمان اور اہلِ اقتدا کے واسطے

والئی ہندوستان خواجہ معین الدین حسین — شیخ قطب الاتقیاء کے واسطے

کام کر شیریں طفیل خواجہ گنج شکر — اور نظام الدین محبوب اولیاء کے واسطے

دل کو روشن کر طفیل شاہ نصیر الدین چراغ — اور کمال الدین کمال اصفیاء کے واسطے

حضرت محمود راجن سرورِ دنیا و دیں — اور جمال الدین جمن صاحب صفا کے واسطے

شیخ حسن اور خواجہ شیخ محمد کے طفیل — حضرت یحییٰ، مدنی مقتداء کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیل شاہ کلیم اللہ ولی — اور نظام الدین مقبولِ خدا کے واسطے

دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دین — خواجہ نورِ محمد راہ نما کے واسطے

حضرت خواجہ سلیمان دو جہاں کے دستگیر — قبلۂ حاجات کعبۂ مدعا کے واسطے

Marfat.com

کر کرم مجھ پر طفیل خواجہ عالیجناب شیخ شمس الدین شمسِ چشتیاں کے واسطے

کر عنایت کی نظر یا خالقِ ارض و سماء آں محمد الدین صاحب باصفا کے واسطے

یا الٰہی مشکلیں آسان میری ہوں تمام

پیر میرے عبدالقادر بے ریا کے واسطے

رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن

بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسواء برکت پیران سنجر چشتیاں کے واسطے

غم الم سب دور کر میرے رؤف العالمین از طفیل حرم کل اولیاء کے واسطے

دو جہانوں میں کر سرخرو ہر کام میں برکت شان رسالت انبیاء کے واسطے

حادثوں کے بحر میں غرقاب ہوں پر اضطراب کشتی راحت عطا کر والضحٰی کے واسطے

دشمنوں نے ہر طرف سے آن گھیرا ہے مجھے دے اماں مجھ کو شہیدِ کربلا کے واسطے

معرفت کی نعمتوں سے مالکا کر بہرہ ور حرمت فرقان گنجِ بے بہا کے واسطے

چاشنی اپنی محبت کی الٰہی کر عطاء آہ دردِ دردمنداں ذوالعلاء کے واسطے

بخش میرے سب خطا ایمان کامل کر عطا برکت قرب ملائک ازکیاء کے واسطے

ہر کہ بتوحید خدا زندہ شد

تا ابد زندہ و پائندہ شد

Marfat.com

شجرہ شریفہ دیگر مختصر منظوم بزبان فارسی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بہر عبدالقادر و شمس و سلیماں تونسوی ہم بہ نور و فخر الدین و ہم نظام الدین ولی

ہم حکیم اللہ حضرت یحیٰ و شیخ و حسن ہم بہ ضمن وراجن و علم و سراج احمدی

ہم بہ علامہ نصیرالدین چراغ دہلوی ہم بہ مولانا نظام و ہم فرید جودھنی

قطب الدین و ہم معین الدین عثمان و شریف ہم بہ مودود وابو یوسف محمد و احمدی

بوسحاق و ہم بہ ممشاد و بھیرہ نامور ہم حذیفہ ابن دہم ہم فضیل مرشدی

عبد واحد ہم حسن بصری علی فخر الدین سید الکونین فخر المرسلین بشریٰ نبی

پاک کن قلب مرا از خیال خیر خویش

بہر ذاتِ خود شفایم دہ زامراض دلی

Marfat.com

زندگانی نتواں گفت حیاتی کہ مراست زندہ آنست کہ بادوست وصالے دراند

تواریخ ہائے اعراس خواجگان چشت اہل بہشت علیہم الرضوان

	اسمائے گرامی حضرات اقدس	ماہ معہ تاریخ
1	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ	محرم الحرام یکم
2	حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	محرم الحرام 2
3	حضرت فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ	محرم الحرام 4
4	حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السّلام	محرم الحرام 10
5	حضرت صاحب ثالث خواجہ ضیاء الدین سیالوی	محرم الحرام 11
6	حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ	محرم الحرام14
7	حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ	صفر المظفر
8	حضرت خواجہ محمود عرف شیخ راجن رحمۃ اللہ علیہ	صفر المظفر
9	حضرت اعلیٰ خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ	صفر المظفر 24
10	حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ	صفر المظفر 27
11	حضرت خواجہ یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ	صفر المظفر 28
12	حضرت سرورِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	ربیع الاول 12
13	حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ	ربیع الاول 13
14	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ	ربیع الاول 14

Marfat.com

15	حضرت خواجہ مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ علیہ	ربیع الاول 16
16	حضرت خواجہ حکیم اللہ جہان آبادی رحمتہ اللہ علیہ	ربیع الاول 22
17	حضرت خواجہ شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ	ربیع الاول 29
18	حضرت خواجہ ابو اسحاق چشتی شامی رحمتہ اللہ علیہ	ربیع الآخر 14
19	حضرت پیر پیراں حضرت عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ	ربیع الآخر 17
20	حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ	ربیع الآخر 18
21	حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ	ربیع الآخر 28
22	حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ابن ادہم بلخی رحمتہ اللہ علیہ	جمادی الاولیٰ 26
23	حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمتہ اللہ علیہ	جمادی الاولیٰ 29
24	حضرت خواجہ محمد ابن احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ	جمادی الاولیٰ 1 تا 4
25	حضرت خواجہ ابی احمد فرسناذ رحمتہ اللہ علیہ	جمادی الآخرہ 1
26	حضرت خواجہ سید حیدر علی شاہ صاحب جلالپوری رحمتہ اللہ علیہ	جمادی الآخرہ 9
27	حضرت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	جمادی الآخرہ 22
28	حضرت خواجہ محمد فخر الدین رحمتہ اللہ علیہ	جمادی الآخرہ 27
29	حضرت خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ	رجب 1
30	حضرت خواجہ محمد الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ	رجب 1
31	حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ	رجب 6
32	حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ	رجب 13

Marfat.com

33	حضرت امام المسلمین امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ	رجب 15
34	حضرت خواجہ شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی	رمضان 18
35	حضرت امیر المومنین سیدنا علی علیہ السلام	رمضان 21
36	حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ	شوال 5
37	حضرت خواجہ ابی ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ	شوال 7
38	حضرت خواجہ سید بدر الدین حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ	شوال 15
39	حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ	ذی الحج 3
40	حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ذی الحج 24
41	حضرت خواجہ جمال الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ	ذی الحج 20
42	حضرت خواجہ امیر شاہ صاحب سیالوی بھیروری	جمادی الثانی 8 تا 11
43	حضرت خواجہ حکیم محمد یعقوب چشتی سلامت پوری	ذیقعد 23
44	حضرت خواجہ پیر محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھیروی	شوال 4 تا 5

Marfat.com

مناجات

الٰہی غرق دریائے گناہم تو مے دانی و خود ہستی گواہم
گناہ بے عدد رابار بستم ہزاراں بار توبہ ہا شکستم
حجاب مقسوم عصیان من شد گناہم موجب حرمانِ من شد
بآں رحمت کہ وقف عام کردی جہاں رادعوتِ اسلام کر دی
نمید انم چرا محروم ماندم رہین ہمچنیں مقسوم ماندم
گدا خود را ترا سلطان چوریدم
بدرگاہ تو اے رحمان دو یدم

دیگر

خداوندا کریما بادشاہا عزیزا منعما آمرز گارا
زحد بگزشت مارانا پسندی بدہ توفیق طاعت ایں گدارا
ندارم غیر تو اُمید گاہے پناہ دِہ دَر دو عالم بے نوارا
توئی مقصودِ ما از ہر دو عالم
توئی موجود پنہاں آشکارا

Marfat.com

ڈاکٹر محمود احمد ساقی کی تصانیف

۱۔ حاضر و ناظر رسول ﷺ
۲۔ اقبال کے مذہبی عقائد
۳۔ اقبال اور موجودہ فرقہ واریت کا حل
۴۔ رسولِ کریم ﷺ کی نماز
۵۔ قبر کے اندھیرے دعاؤں کی روشنی
۶۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔ امام عینی (حیات و خدمات)
۸۔ تاریخی مناظرے
۹۔ ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ
۱۰۔ مقالاتِ حضرت شیر اہل سنت
۱۱۔ اعلیٰ حضرت کے نئے اور پرانے مخالفین
۱۱۔ غوث اعظم اور اعلیٰ حضرت کے نئے مخالفین
۱۲۔ پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں
۱۳۔ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا
۱۴۔ نشانِ صراطِ مستقیم
۱۵۔ خلافِ اولیٰ کے رد میں
۱۶۔ کعبۃ اللہ کا حج
۱۷۔ مسائلِ زکوٰۃ
۱۸۔ نمازِ جنازہ
۱۹۔ قرآن و سنت اور برقع پوش رشدی
۲۰۔ امین احسن اصلاحی کا تدبر قرآن
۲۱۔ جب ابر کرم برسا (۳ جلد)
۲۲۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے وکیل
۲۴۔ موآخذہ ''التبیان''
۲۵۔ خطرے کی دوسری جھنڈی
۲۶۔ درود و سلام کی سوغاتیں (ترجمہ القول البدیع)
۲۷۔ حضرت شیر اہل سنت (فاضلِ بریلی شریف)
۲۸۔ گستاخ رسول سید نہیں ہوسکتا
۲۹۔ مکمل فتویٰ
۳۰۔ برکاتِ گیارھویں شریف
۳۱۔ الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف عبدالرزاق متن مع ترجمہ

اہل سنت و جماعت کے تبلیغی اشتہارات

۱۔ ہمارے لیے اللہ و رسول ﷺ کافی ہیں
۲۔ نماز کے ۱۶ مسائل مع مختصر دلائل
۳۔ قرآن کے خلاف سازش کا انکشاف
۴۔ اہل حدیث (وہابیوں) کی پراسرار وارادات
۵۔ الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ صدیوں سے اولیاء اللہ کا وظیفہ
۶۔ تراویح بیس رکعت سنت ہے
۷۔ مسئلہ طلاق اور پھر رجوع یا بدکاری
۸۔ غائبانہ نمازِ جنازہ ناجائز ہے
۹۔ اہلِ سنت و جماعت کون؟
۱۰۔ جشنِ دیوبند جائز، عید میلاد النبی ﷺ ناجائز کیوں؟
۱۱۔ قادیانی یا مسلمان یہ کرم فرما کون ہیں؟

سُنّی رضوی جامع مسجد، پاک ٹاؤن نزد پل بندیاں والا چونگی امرسدھو، لاہور۔
0300-4409470, 5812670

ہوم ڈلیوری کی سہولت موجود ہے

Marfat.com